عشقِ ممنوع
محمد شعیب

عشقِ ممنوع

محمد شعیب

انتساب

دل میں ابھرتی ان خواہشوں

کے نام جو بدنامی کے اندھیروں سے نہیں گھبراتیں

اور اِن کو دل لگی سمجھ کر اپنی زندگی

برباد کرنے والوں کے نام

پیش لفظ

آپ سب ریڈرز کی خدمت میں سب سے پہلے تو اس ناچیز کا سلام!

بعد از گفتگو کا موضوع ہے ''عشقِ ممنوع'' جو کہ میرا پاک سوسائٹی کے لئے قسط وار لکھا گیا پہلا ناول ہے۔ ''عشقِ ممنوع'' ایک ایسی کہانی ہے جس کا ہر کردار رومانوی ہے۔ ہر ایک کردار کے چہرے پر ایک ایسا مکھوٹا ہے جو وہ پہن کر دنیا کے سامنے آتا ہے اور اسی مکھوٹے کو حقیقت ماننے کی کوشش کرتا ہے مگر سچ چاہے جتنا بھی چھپالیا جائے ایک نہ ایک دن دنیا کے سامنے ضرور آتا ہے۔ ایسی ہی کہانی ہے ''عشقِ ممنوع'' کی۔ شروع اقساط میں شاید آپ کو یہ کہانی حد سے زیادہ رومانوی اور بعض جگہ اپنی حدیں کراس کرتی نظر آئے مگر یقین جانیں یہ سچ ہے۔ ایسے بہت سے کردار ہیں جو ہمارے معاشرے میں جنم لے چکے ہیں۔ جنہیں ہم جانے انجانے میں نظر انداز کر دیتے ہیں لیکن جب سچائی کو تسلیم کرنے کا وقت آتا ہے تو سارا ملبہ اس ایک انسان پر ڈال دیتے ہیں اور خود آٹے میں سے بال کی طرح نکل کر اس الزام سے بری ہو جاتے ہیں لیکن کیا ہم نے کبھی یہ سوچنے کی ضرورت محسوس کی کہ وہ ایسا کیوں بنے؟ آخر ایسی کیا وجہ تھی کہ انہیں اپنا چہرہ ایک بناوٹی چہرے کے پیچھے چھپانا پڑا۔ شاید ہم میں سے کوئی یہ جاننے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرے گا۔ ''عشقِ ممنوع'' ایک ایسی ہی کہانی ہے۔ ہر کردار کے چہرے پر لگے ہوئے مکھوٹے کو اتار کر حقیقت بیان کرنے والی کہانی۔ اپنی حدوں کو پار کرنے والے انسانوں کے دلوں میں چھپے رازوں کی کہانی۔ دنیا کے سامنے رنگین بن کر آنے والوں کی اندھیروں میں آہیں بھرتی زندگی کی کہانی۔

میرے اس ناول ''عشقِ ممنوع'' کو آپ کی رائے کا انتظار رہے گا اور اگر کوئی بات یا اس ناول کے کسی بھی کردار سے آپ متفق نہ ہوں تو تنقید برائے اصلاح ضرور کیجیے اور اگر کوئی بات بری لگے تو پیشگی ہی معذرت چاہتا ہوں۔ سب سے آخر میں پاک

سوسائٹی ٹیم کا بے حد مشکور ہوں جن کے تعاون سے یہ ناول آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔ اس سلسلے میں محترم وسیم انور کا سب سے زیادہ مشکور ہوں۔ اللہ پاک ان کی اس ویب کو مزید ترقی عطا فرمائے آمین۔

آپ کی رائے کا منتظر

محمد شعیب

جولائی ۱۷، ۲۰۱۶

"میں اور عشق۔۔ ایسا کبھی ہو ہی نہیں ہو سکتا۔۔ وہ کسی اور ہی ٹائپ کے لوگ ہوتے ہیں جو کہتے ہیں کہ سویٹ ہارٹ! میری زندگی میں تمہارے علاوہ کوئی اور نہ پہلے کبھی آئی تھی اور نہ کبھی آئے گی۔ ہنہ۔۔ میں ایسا نہیں ہوں میں جو ہوں ویسا ہی دوسروں کے سامنے خود کو رکھتا ہوں۔ مجھے جھوٹ بولنے کا کوئی شوق نہیں ہے۔ اس لئے سب سے برملا کہتا ہوں کہ میری زندگی میں ہر روز نئی لڑکی آتی ہے اور جاتی ہے۔ ایک لڑکی کے ساتھ بھلا گزارا کیا بھی کیسے جا سکتا ہے؟ ہر روز نئی ورائٹی۔۔۔ بس یہی ہے میری زندگی۔" ہاتھ میں گٹار کے تاروں کو اپنی انگلیوں سے متحرک کرتے ہوئے ایک ہلکا سا ساز پیدا کرتے ہوئے وہ رومانوی انداز میں کہتا جا رہا تھا۔ اس کی سیٹ کے ارد گرد کئی لڑکیاں جمع تھیں۔ وہ اس کی آواز تو سن سکتی تھی مگر دیکھ نہیں سکتی تھی۔ چونکہ وہ گھر سے ہی دیر سے نکلی تھی اس لئے کالج وقت پر پہنچ گئی۔ بس یہی کافی تھا۔ روانگی کا وقت آٹھ بجے کا تھا۔ اور وہ پورے آٹھ بجے بس میں قدم رکھ چکی تھی۔ پوری بس پہلے سے ہی فل تھی۔ ایسے میں اس کی دوست رافدہ کا بھلا ہو جس نے اس کے لئے ایک سیٹ بچا کر رکھی ورنہ پورے راستے کھڑے ہو کر ہی جانا پڑتا۔

"تھینک یو یار۔۔۔" جھٹ اپنا بیگ کنڈکٹر کو دیا اور رافدہ کے پاس آ بیٹھی۔

"تھینک یو ویلکم بولنے کی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔ مجھے اچھی طرح معلوم تھا کہ تم آج بھی دیر سے ہی آؤ گی" منہ بسورتے ہوئے جواب دیا تھا

"اچھا جی! مرضی ہے۔۔ ویسے میں نے کوئی چیز مس تو نہیں کی۔۔" ادھر ادھر سٹوڈنٹس کا سرسری طور پر جائزہ لیتے ہوئے اس نے کہا تھا

"نہیں بالکل بھی نہیں۔۔بس تھوڑا سا شور۔۔ تھوڑی سی شرارتیں مس کر دیں ہیں۔۔"اس کا ابھی بھی منہ بنا ہوا تھا۔یہ اس کی ہمیشہ سے عادت تھی کہ جب بھی کہیں جانا ہوتا رافدہ کو پہلے سے ہی وہاں پہنچنے کا حکم دے دیتی اور خود نواب زادیوں کی طرح عین وقت پر پہنچتی۔ایسے میں رافدہ اس کا انتظار کرتے ہوئے جلتی بھنتی رہتی۔

"اچھا یار۔۔اب چِل کر۔۔میں آ گئی ہوں ناں۔۔"آخر تاباں بھی کہاں پیچھے رہنے والی تھی۔ایسے تیسے رافدہ کو منا ہی لیتی۔سوا آٹھ بجے بس کالج سے روانہ ہو گئی۔شروع میں بس میں سناٹا رہا پھر کیا تھا؟شور شرابا شروع ہو گیا۔بس سٹوڈنٹس کی ہو اور ہلا گلا نہ ہو،ایسا کبھی ہوا ہے کیا؟کوئی لطیفے سنا کر دوسروں کا دل بہلا رہا تھا تو کوئی گانے سنا کر۔۔تاباں بھی سب کو انجوائے کرتا دیکھتی رہی مگر ایک لڑکا جو درمیان کی سیٹ پر خاموشی سے بیٹھا تھا۔پیچھے سے اس کی سیاہ جیکٹ ہی دیکھی جا سکتی تھی۔وہ بار بار اس کو اپنی طرف دیکھنے پر مجبور کر رہا تھا۔جب سب شور شرابا کر کے تھک گئے تو اس کی باری آئی۔وہ اٹھا مگر اب بھی تاباں اس کا چہرہ نہیں دیکھ پائی کیونکہ عین اسی ٹائم رافدہ بھی سنکیس لینے کے لئے اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی تھی۔اس کے ہاتھ وہ رافدہ کے پیچھے دیکھ سکتی تھی۔جو اپنے سامان کو ٹٹول رہا تھا،شاید کچھ ڈھونڈ رہا تھا۔پھر اسنے ایک گٹار نکالی اور مدہم مدہم سا میوزک بجانا شروع کیا۔گٹار کا دلفریب ساز بس میں موجود لڑکیوں کو اس کی طرف کھینچ لے گیا۔دل تو اس کا بھی چاہا مگر وہاں پہلے ہی بہت سی لڑکیاں تھی۔ایسے میں بھلا وہ اپنی انا کو کیسے مار سکتی تھی۔رافدہ بھی اٹھ کے اس کے پاس گئی مگر وہ وہیں بیٹھی رہی

"یار کتنا ہنڈسم ہے وہ۔۔"واپس آ کر اس کے پاس بیٹھتے ہوئے رافدہ کی نظریں اسی لڑکے پر مبذول تھیں۔

"اگر یہ بات حفلت کو معلوم ہو گئی ناں!"اس نے جیسے اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا تھا

"وہ کوئی ابھی یہاں ہے؟بھلا ایسے میں کیوں نہ دل کی تشنگی بجھالی جائے۔۔"دلفریب لہجے میں اُس نے کہا تھا

"توبہ ہے یار۔۔!!کسی کو تو چھوڑ دو۔۔حفلت بھی کا نمبر بھی تیسرا ہے۔۔"بڑی بڑی آنکھیں نکال کر اس کو گھورا تھا

"تیسرا ہے تو کیا ہوا؟چوتھے کی گنجائش تو ہے ناں۔۔!!"نچلے ہونٹ کو دانتوں سے کاٹتے ہوئے کہا

"رافدہ۔!!!"تاباں نے استفہامیہ انداز میں اس کی طرف دیکھا تھا

"اچھا اچھا سوری۔۔"ہنستے ہوئے اس نے ہاتھ میں پکڑے لیز کے پیکٹ سے ایک چپس نکالی اور کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔ گردن جھٹکتے ہوئے تاباں نے بھی ایک چپس اٹھائی مگر کھاتے ہوئے اپنی آنکھیں اسی کی پشت پر مبذول رکھیں اور ایک پل کے لئے بھی اپنے تصور سے اس کو ہٹا نہ سکی۔

☆ ☆ ☆ ☆

"آج اتنی جلدی آ گئے آپ؟"کچن سے ایک کپ کافی ہاتھ میں پکڑے ہوئے آفرین نکلی تھی

"بس آج آفس میں زیادہ کام نہیں تھا۔۔"ٹائی کی ناٹ کھولتے ہوئے گردن کو ہلکا سا ہلایا

"اچھی بات ہے۔ آپ آ گئے ویسے بھی ایک کام سے مجھے باہر جانا تھا۔یہی سوچ رہی تھی کہ کس کو بتا کر جاؤں۔ آپ بھی نہیں تھے اور حازق بھی ٹرپ پر گیا ہوا ہے۔

"حازق ٹرپ پر گیا ہوا ہے؟ بتایا نہیں اس نے؟"ٹائی کھول کر صوفے پر رکھی اور ٹی وی کی طرف بڑھ کر ریموٹ اٹھایا

"مجھے بھی کہاں بتاتا اگر پیسوں کی ضرورت نہ ہوتی تو۔۔کل شب آیا تھا میرے پاس کہہ رہا تھا کہ ایک لاکھ روپے اس کے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کر دوں، وجہ پوچھی تو اس نے ٹرپ کے بارے میں بتایا"کافی کا سپ پیتے ہوئے انہوں نے بھی ٹی وی کی طرف دیکھا جہاں ایک رومانوی فلم کا سین چل رہا تھا۔

"کوئی بات نہیں۔۔تم نے تو کر دیے ناں ٹرانسفر؟"ٹی وی سکرین کو بغور دیکھتے ہوئے انہوں نے کہا تھا

"جی میں نے تو صبح ہی کر دیے تھے۔"

"اچھی بات ہے۔ اسی کی تو ہے ساری پراپرٹی۔ جیسے چاہے خرچ کرے"آنکھیں بند کر کے صوفے پر پشت ٹکائی اور گہرا سانس لیا

"اچھا پھر۔۔ آپ ٹی وی دیکھیں۔۔ میں چلتی ہوں۔۔"کافی کا کپ ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا

"اوکے۔۔"ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ آفرین کی طرف دیکھا اور پھر کچھ لمحے ٹی وی پر چینلز تبدیل کرنے میں صرف کئے۔ ہر چینل پر کوئی نہ کوئی رومانوی سین آن ائیر تھا

"آج کل کیبل والوں کو بھی کیا ہو گیا ہے صرف رومانوی فلمیں ہی ٹیلی کاسٹ کرتے ہیں۔ کبھی تو کوئی الگ فلم لگا دیا کریں۔۔" ایک رومانوی سین کو چلتا چھوڑ کر وہ اٹھے اور کچن میں جا کر فریج سے ایک کولڈ ڈرنک نکالی اور واپس صوفے پر آ کر بیٹھ گئے۔ ابھی انہوں نے ایک سپ ہی لیا تھا کہ ان کے بازو میں پڑا موبائل بج اٹھا

مسٹر احتشام۔۔ آپ کا فون ہے۔۔

"اُفف۔۔!! یہ ٹون بھی ناں۔۔ ایسا لگتا ہے جیسے کوئی کان میں چیخ رہا ہوں۔۔" منہ بگاڑتے ہوئے انہوں نے ریموٹ سے ٹی وی کا والیوم ذرا کم کیا اور فون ریسیو کیا

"ہیلو۔۔"

"ہیلو۔۔ مسٹر احتشام! میں صاحبہ۔۔" فون سے آواز آئی تھی

"جی جناب! آپ کو تو ہم آپ کی آواز سے ہی پہچان لیتے ہیں۔۔" اداس چہرے پر بہار امڈ پر آئی تھی۔

اچھا۔۔!! میں نے آپ کو ڈسٹرب تو نہیں کیا؟

نہیں۔۔۔ نہیں۔۔ آپ تو کبھی ہمیں ڈسٹرب کرتی ہی نہیں۔۔" احتشام کے چہرے پر شرارت ابھر آئی تھی

"اچھا۔۔!! تو پھر کیا کر رہے تھے آپ؟"

"کیا کرنا ہے۔ ابھی ابھی آفس سے آیا تھا۔ آفرین کو کسی کام سے باہر سے جانا تھا۔ اس لئے وہ میرے آتے ہی چلی گئی اب اکیلا تھا اسی لیے ٹی وی پر رومانوی فلم دیکھ رہا تھا" اپنی پوری ہسٹری صاحبہ کو بتا دی

"!!بہت خوب۔۔ اس کا مطلب ہے آج جناب صاحب کافی رومینٹک موڈ میں ہیں۔۔"

"موڈ تو بہت رومینٹک تھا۔ لیکن آپ آفس ہی نہیں آئیں۔ سارے موڈ کا بیڑا غرق ہو گیا۔" احتشام نے گلہ کیا

"سوری مسٹر احتشام۔۔ یہی بتانے کے لئے تو فون کیا تھا۔ آج گھر میں کافی کام تھا جس وجہ میں آفس نہیں آ پائی۔۔ سوچا تو تھا کہ صبح ہی بتا دوں لیکن وقت ہی نہیں ملا۔۔"

چلیں کوئی بات نہیں۔۔۔اب بتا دیاناں۔۔اب صبح تو آئیں گی ناں آپ؟

"جی بالکل۔۔"ہنستے مسکراتے ہوئے دونوں ایک گھنٹے تک بات چیت کرتے رہے۔باتوں ہی باتوں میں احتشام ٹی وی لاؤنج سے اپنے بیڈروم میں چلا گیا اور وارڈروب سے نائیٹ گاؤن نکال کر پہنا اور بیڈ پر لیٹ کر آرام سے بات کرتا رہا۔

☆ ☆ ☆ ☆

"دیکھیے۔۔بس کسی بھی وقت اب ہاٹل پہنچتی ہوگی۔اترتے وقت کسی بھی قسم کی بدنظمی پیدا مت کیجیے گا۔وہاں کی انتظامیہ کو بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ ایک ڈیسنٹ کالج کے سٹوڈنٹس ہیں۔۔"کنڈکٹر سب کو گائیڈ کر رہا تھا۔تاباں اور رافدہ اس کی ہدایات کو ہوا میں اڑا رہی تھیں۔رافدہ تو ہینڈز فری لگا کر سانگ سننے میں مصروف تھی جبکہ تاباں تو ٹکٹکی باندھے اس سیاہ جیکٹ میں ملبوس لڑکے کے چہرے کو دیکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔وہ پورے راستے اس کا چہرہ دیکھنے کی کوشش کرتی رہی مگر ہائے قسمت نہ اس نے پلٹ کر دیکھا اور نہ اس میں اتنی ہمت ہوئی کہ وہ بڑھ کر اس کا چہرہ دیکھ لے۔

"ویسے تم کالج بہت کم آتے ہو؟خیریت تو ہے ناں۔۔"ایک لڑکی اس کے پہلو میں بیٹھی تھی۔جو سوال پر سوال داغے جا رہی تھی اور وہ ہنستے ہوئے اس کے سوالوں کا جواب دیتا جا رہا تھا

"خیریت تو ہے مگر۔۔۔میری زندگی کا مقصد تو صرف انجوائے منٹ ہے۔بھلا پڑھائی کے چکروں میں کون پڑے؟پاسنگ مارکس تو کوئی بھی بغیر پڑھے لے سکتا ہے۔پھر بھلا میں روزانہ کالج کے چکر لگا کر اپنے پائوں کیوں میلے کروں؟"کندھے اچکاتے ہوئے اس نے بے نیازی سے کہا تھا

"یہ تو تم نے ٹھیک کہا حازق۔۔لوگ پتا نہیں کیوں چوبیس گھنٹے پڑھتے رہتے ہیں اور زندگی کو انجائے ہی نہیں کرتے۔۔"عدولا نے اس کے شانوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تھا

"تو اس کا نام حازق ہے۔"آخر وہ اس کا نام تو جاننے میں کامیاب ہوگئی۔اب اس سے ہاٹل میں ملنے میں مشکل نہیں ہوگی۔اس نے ایک مسکراہٹ کے ساتھ اس کی گردن کی طرف دیکھا جہاں ایک سیاہ تل اس کی نظر اتار رہا تھا۔کچھ دیر میں بس ہاٹل پہنچ

گئی۔ دیکھنے میں ہاٹل نہ ہی فائیو سٹار تھا اور نہ ہی تھری سٹار بلکہ یہ تو کوئی سٹار لینے کے لئے تیار ہی نہیں تھا۔ اور ہو بھی کیسے سکتا تھا؟ ایک جنگل کے کنارے پر رہنے کے لئے ایک چھوٹا ساٹوٹا پھوٹا ہاٹل ہی مل گیا۔ سب کے لئے یہی کافی تھا

"توبہ۔۔ ہم یہاں رہیں گے۔۔!!" رافدہ نے منہ بنا کر کہا تھا

"رہنا تو پڑے گا ناں۔۔ ویسے کتنی رومینٹک جگہ ہے ناں۔۔ اکثر فلموں میں ایسی ہی جگہوں پر رومانوی سین پکچرائز کئے جاتے ہیں۔۔" تاباں نے شوخ لہجے میں کہا تھا

"وہ تو بس سین پکچرائز کروانے آتے ہیں، رہنے نہیں اور پھر ان کے ساتھ ان کے پارٹنر بھی تو ہوتے ہیں ناں۔۔ بات چیت، چھیڑا چھیڑی میں وقت گزرتے دیر ہی نہیں لگتی اور ہم ٹھہرے اکیلے۔۔" حفلت کو یاد کرتے ہوئے اس کے چہرے پر ایک تاسف چھا گیا

"بے فکر رہو۔ تمہارا پارٹنر بھی آتا ہو گا۔۔" تاباں سے اسے حوصلہ دیتے ہوئے کہا

"ٹھیک۔۔۔" حسرت کے ساتھ کندھے اچکائے

چلو پھر اب چلتے ہیں۔۔" اپنا سامان اٹھا کر دونوں اندر گئیں۔ دونوں کو ایک روم شئیر کرنا تھا۔ رافدہ نے تو کھڑکی کے ساتھ رکھا ہوا بیڈ منتخب کیا۔ مجبوراً اسے دروازے کے ساتھ والے بیڈ پر ہی گزارا کرنا پڑا۔

"اچھا تم یہاں بیٹھ کر سامان سیٹ کرو میں ذرا شاور لے کر آتی ہوں۔۔" ہمیشہ کی طرح تاباں حکم دے کر واش روم میں گئی۔

"تاباں کی بچی۔۔۔" وہ جبڑے بھینچ کر رہ گئی۔

☆ ☆ ☆ ☆

" Love...Love....Love...Love.... وہ گنگناتا ہو کمرے میں داخل ہوا تھا۔ اور اپنا گٹار اور بیگ بیڈ پر اچھال کر کمرے کا جائزہ لینے لگا۔"

"ناٹ بیڈ۔۔۔" لکڑی کے کام سے سجا چھوٹا سا کمرہ دیکھنے میں اس کے بیڈ روم کی طرح تو نہیں تھا مگر اتنا برا بھی نہیں تھا۔ ایک طرف کھڑکی جس کے باہر سے جنگل کا خوبصورت نظارہ کیا جا سکتا تھا۔ تو دوسری طرف دروازہ جہاں سے اس کمرے سے باہر نکلا جا سکتا تھا۔ ایک طرف دیوار تو دوسری طرف واش روم۔

"چلو۔۔اب تین دن یہیں گزارا کرتے ہیں۔۔" جیکٹ اتار کر وہ دھڑام سے بیڈ پر براجمان ابھی ہوا ہی تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی

"اف۔۔ابھی سے دستک شروع۔۔۔" منہ بسورتے ہوئے وہ اٹھا اور دروازہ کھولا

"ارے یار حفلت۔۔تُو۔۔۔" حازق اس کو دیکھ کر چونکا تھا

"جہاں میرا جگری دوست۔۔وہی میں۔۔" اس کے گلے لگ کر وہ کمرے میں داخل ہوا اور کمرے کا جائزہ لیا

"یار۔۔۔!!تو ادھر رہے گا؟" کمرے کی حالت دیکھ کر حفلت نے پوچھا تھا

"میں اکیلا نہیں۔۔۔اب تو بھی یہیں رہے گا۔۔" شرارتی نظروں سے جواب دیا

"اف۔۔چل میرا تو گزارا ہو جائے گا۔ سارا دن رافدہ کے ساتھ وقت بیت جائے گا۔۔بس رات کا ہی مسئلہ ہے۔۔اس کو بھی گزار لیں گے۔۔مگر تیرا کیا ہو گا؟" معنی خیز لہجے میں پوچھا تھا

"میرا۔۔۔!!" وہ طنزیہ مسکرایا تھا

"میری تو ٹینشن مت لے۔۔لڑکیوں کی تو لائن لگی ہوئی ہے میرے آگے پیچھے۔۔ایک آواز دوں گا ناں، سب دوڑتی چلی آئیں گی۔۔" نچلے ہونٹ کو کاٹتے ہوئے اس نے معنی خیز لہجے میں کہا تھا

"تُو کبھی سدھرے گا نہیں۔۔۔" حفلت نے گردن جھٹکتے ہوئے کہا تھا

"میں سدھر جاؤں۔۔ایسا ہو سکتا ہے بھلا۔۔میں تو دلفریب ہوں۔۔کبھی بھی دل ہار بیٹھتا ہوں۔۔دیکھتے ہیں ادھر کون بیٹھا ہے میرا دل چرانے کے لئے۔۔" ایک ادا سے اپنے بال جھٹکے اور بیڈ پر جا بیٹھا

☆ ☆ ☆ ☆

وہ آرہی ہے۔۔تیار ہے ناں۔۔" امید کے دوست نے اسے دور سے آتے دیکھا تو اندر آکر امید کو آگاہ کیا اور پھر وہاں سے چلا گیا۔
اس نے گلا کنگھارا اور صوفے پر بیٹھ کر ماتھے پر ہاتھ رکھ لیا۔

"امید۔۔۔ تم توگھر پر ہو۔۔" دروازہ کھولتے ہی آفرین نے پوچھا تھا

"ہنہ۔۔"اس نے آہستہ سے جواب دیا تھا۔

"یہ گھر میں اتنا اندھیرا کیوں۔۔۔؟"اس نے دیوار کو ٹٹولتے ہوئے لائیٹ آن کی

"ارے یہ کیا۔۔" جیسے ہی وہ پلٹی تو موبائل فون کے ٹکڑوں کو اپنے قدموں میں بکھرا ہوا پایا

"نیند میں الارم بند کرنے لگا تھا تو یہ فون گر گیا۔۔ اب اسی لئے پریشان ہو رہا تھا کہ۔۔۔"وہ کچھ کہتے کہتے رک گیا مگر اس کی آواز میں درد نمایاں تھا

"یہ کیا تم رو رہے تھے۔۔"اس کی پلکوں کو بھیگا ہوا دیکھا تو اپنا پرس ایک طرف رکھ کر اس کے پاس صوفے پر آ بیٹھی

بس ایک ہی تو فون تھا، وہ بھی ٹوٹ گیا۔ اب موم ڈیڈ سے کنٹیکٹ کیسے کیا کروں گا!"اس کے لہجے میں انتہا کا درد تھا۔ آنکھیں بھی سوجھی ہوئی تھیں

"اس میں اتنا دکھی ہونے کی کیا بات ہے؟ میں لا کر دے دوں گی۔۔"آفرین نے اس کے پشت کو تھپتھپاتے ہوئے کہا

"لیکن میں آپ سے کیسے لے سکتا ہوں۔۔۔!"اس نے مصنوعی آنسو صاف کرتے ہوئے کہا

"پھر تم نے کر دی ناں غیروں والی بات۔۔ میں نے تم سے کتنی بار کہا ہے کہ تمہیں جس چیز کی ضرورت ہو مجھ سے کہہ کر لے لیا کرو۔۔۔ لیکن تم ہو کہ۔۔"آفرین نے کہا تھا

"لیکن ہر بار مجھے آپ سے مانگتے ہوئے شرم آتی ہیں۔۔ آپ کیا سوچتی ہونگی میں صرف آپ سے مانگتا ہی رہتا ہوں۔۔ کبھی ایک فرمائش تو کبھی دوسری۔۔ مجھے خود شرم آتی ہے۔"اس نے آنکھیں چراتے ہوئے کہا تھا

"تم ایسا کیوں سوچتے ہو؟ ادھر دیکھو۔۔۔"اس کے چہرے کو ٹھوڑی سے پکڑ کر اپنی طرف کیا

"تم میرے اپنے ہو، اور اپنوں سے چیزیں مانگنے میں بھلا کیسی شرم؟"

"لیکن اپنے ہی تو ہوتے ہیں جو جلدی سے تنگ بھی آ جاتے ہیں۔۔ میں آپ کو اپنا بہت اچھا دوست مانتا ہوں اور یوں بار بار فرمائش کر کے میں اپنا مقام آپ کی نظروں میں گرانا نہیں چاہتا۔۔" اس نے افسوس بھرے لہجے میں کہا تھا

"یہ اچھی بات نہیں۔۔ انسان ہمیشہ اپنوں سے ہی مانگتا ہے۔ بھلا پرائیوں سے بھی کوئی چیز مانگی جاتی ہے۔ اب جلدی سے اپنا موڈ ٹھیک کر لو۔۔ کل ہی ہم شاپنگ پر جائیں گے اور تم اچھا سا موبائل اپنے لئے پسند کر لینا۔۔" اپنے بازو امید کی پشت پر حمائل کرتے ہوئے اس کا سر اپنے کندھے پر رکھا۔ اس نے بھی اپنے ہاتھ آفرین کی پشت کی طرف بڑھائے اور اس کی پشت کو ہلکا سا تھپتھپایا

تھینک یو۔۔ تھینک یو سو مچ۔۔" وہ دونوں ہاتھوں کی پٹاخے نکالتے ہوئے آفرین کی سادگی پر طنز کر رہا تھا۔ چہرے پر شاطرانہ مسکراہٹ کے ساتھ ساتھ وہ اس کی پیٹھ کر مسلسل سہلاتا جا رہا تھا۔"

☆ ☆ ☆ ☆

رات کو سب ہاٹل کے باہر لان میں بیٹھے آگ جلائے بیٹھے تھے۔ رات کے اندھیرے میں جنگل سے آتی خوفناک آوازیں اور پھر جھینگوں کی آواز سن کر تو جیسے کسی ساز کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ سب کے ہاتھوں میں ہاٹ کافی کا ایک کپ تھا۔ سب سرد رات میں آگ کی تپش سے محظوظ ہوتے ہوئے ایک دوسرے سے چٹ چیٹ کر رہے تھے مگر تاباں کی آنکھیں تو اب بھی حازق کی منتظر تھیں۔ ایسا نہیں اس نے آج تک کبھی کسی لڑکے سے بات نہیں کی۔ کالج میں تقریباً سب لڑکوں سے اس کی ہیلو ہائے تھی لیکن کسی کو بن دیکھے پسند کرنا پہلی بار تھا۔ کسی کی آواز سن کر ہی اس سے ملنے کی تمنا کرنا پہلی بار ہوا تھا۔ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی منتظر تھی۔ سب لڑکوں میں اس کی چہرہ تراشنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس نے پہلے کبھی حازق کو دیکھا تو نہ تھا مگر پھر بھی خود پر یقین تھا کہ اس کو پہلی نظر میں ہی پہنچان لے گی۔ آخر آواز تو سنی ہوئی تھی۔ اس آواز کی چاشنی اب بھی اس کے کانوں میں گونج رہی تھی۔

"اے تاباں! کس کے خیالوں میں گم صم ہو؟" رافدہ جو کافی دیر سے حفلت کے ساتھ بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھی۔ تاباں کو یوں گم صم دیکھ کر وہ اس کے پاس آ بیٹھی اور شوخ لہجے میں استفسار کیا

"کچھ نہیں یار۔۔ بس ویسے ہی۔۔" اس کی آنکھیں اب بھی کسی کی متلاشی تھیں۔ کچھ لڑکے ابھی ابھی ہاٹل سے باہر آئے تھے۔ شاید ان میں حازق ہو؟ وہ ہر لڑکے کو دیکھ رہی تھی۔ ان میں سے کسی نے بھی بلیک جیکٹ نہیں پہنی تھی۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی اداسی چھا گئی۔

"اس کا انتظار ہے؟'' رافدہ بھی اس کی رگ رگ سے واقف تھے۔ جھٹ اس کی آنکھوں کو پڑھ لیا اور تیر بھی نشانے پر جا کر لگا اس نے چونک کر رافدہ کی طرف دیکھا

"انتظار۔۔ کس کا؟ مجھے تو کسی کا انتظار نہیں ہے۔۔'' ہڑبڑاتے ہوئے وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور آگ کی طرف بڑھی

"لیکن چال چلن تو کچھ اور ہی بتا رہے ہیں۔۔۔!!'' زبان کو گول گول گھماتے ہوئے اس کے شانوں پر ہاتھ رکھا

"دیکھو۔۔'' وہ جھٹ پلٹی تو اپنا توازن کھو بیٹھی اور اس کا پائوں جھاڑی میں الجھ گیا۔ قریب تھا کہ وہ اس جلتی آگ میں گر جاتی

"تاباں۔۔!!'' وہ چلائی "

"آہ۔۔'' اس کے منہ سے چیخ نکلی تھی۔ سب تاباں کی طرف دیکھنے لگے مگر ایک ہاتھ آگے بڑھا اور اسے ایک جھٹکے سے اپنی طرف کھینچ لیا۔ وہ ایک جھٹکے سے اس کے سینے سے جا ٹکرائی۔ اس کی سانسوں میں تیزی آ گئی تھی۔ اس نے اپنا ہاتھ اس کی پشت پر رکھا۔ یہ دیکھ کر رافدہ کی جان میں بھی جان آ گئی۔ سب کی سانسیں بھی بحال ہو گئیں۔ ایک حادثہ ہوتے ہوتے رہ گیا۔

"اتنے حسین چہرے کو لوگ آگ میں جلاتے اچھے نہیں لگتے۔ یہ چہرے تو دوسروں کو جلانے کے لئے ہوتے ہیں ناں کہ خود جلنے کے لئے۔۔'' یہ وہی آواز تھی۔ اس کی سانسیں اس کے سینے سے ٹکرا کر واپس آ رہی تھی۔ آہستہ آہستہ اپنا چہرہ اوپر کیا تو خود سے زیادہ حسین چہرے کو اپنی طرف دیکھتے ہوئے پایا۔ سیاہ رات میں جلتی ہوئی آگ کے شعلوں کے پاس اس کا چمکتا ہوا چہرہ بدر سے مشابہہ تھا۔ سیاہ زلفیں رات سے زیادہ سیاہ تھیں اور ان سے ٹپکتی بوندیں برف سے زیادہ ٹھنڈی۔ وہ شاید ابھی ابھی شاور لے کر آیا تھا مگر وجود میں حد سے زیادہ حدت تھی۔ اسے چھو کر وہ یہ نہیں کہہ سکتی تھی کہ وہ اس سرد رات میں شاور لے کر آیا ہے۔ وہ یک ٹک اس کی طرف دیکھتی جا رہی تھی۔

"چہرے حسن بکھیرنے کے لئے ہوتے ہیں۔ دل چیرنے کے لئے ہوتے ہیں۔ زخمی کرنے کے لئے۔۔'' وہ رومانوی انداز میں کہتا جا رہا تھا اور اپنے دونوں بازو کو ابھی بھی تاباں کی پشت پر حمائل کئے کھڑا تھا

"ایکسکیوز می۔۔!!اب میری دوست کو اپنی بانہوں سے آزاد بھی کریں گے یا نہیں؟؟ یا پھر رات بھر میری دوست سے دل لگی کرنے کا ہی ارادہ ہے؟" رافدہ نے ماحول میں مخل کیا تھا۔ رافدہ کی آواز سن کر اس نے اپنے ہاتھ تاباں کی پشت سے ہٹائے اور بالوں کو ایک ادا سے جھٹکا۔ دو چار پانی کی بوندیں تاباں کے چہرے کو چھو گئیں۔

"تھینک یو۔۔" اس نے کہا تھا

"کیا کہا؟ مجھے سنا نہیں۔۔۔" آواز اتنی مدہم تھی کہ حازق سن نہ سکا۔ اور اپنا کان اس کے پاس لے جا کر تھوڑا سا کھینچ کر کہا

"تھینک یو۔۔" اپنی انگلیوں کو دباتے ہوئے اس نے کہا تھا۔ اُس کی مقناطیسی نگاہوں کے زیر اثر اس کی آواز حلق سے نکل ہی نہیں رہی تھی۔ بس اس کا چہرہ تھا جو اسے اپنے حصار میں لئے ہوئے تھا۔ پہلی نظر میں ہی وہ اس کے دل میں اترتا جا رہا تھا۔ آواز کی طرح اس کی نظروں میں بھی ایک الگ سی چاشنی تھی جو اس کی آنکھوں کی تشنگی کو مزید بھڑکا رہی تھی

"اتنا پھیکا سا تھینک یو۔۔" اس نے قدرے منہ بناتے ہوئے کہا تھا اور ایک طرف کو چل دیا۔ وہ اس کی بات کا مطلب نہیں سمجھ سکی اور جاتے ہوئے اس کی پشت کو سوالیہ نگاہوں سے دیکھتی رہی مگر اتنی ہمت نہ ہوئی کہ اس کو آواز دے کر روک سکے اور اس بات کا مطلب پوچھ سکے۔

"تم ٹھیک تو ہو ناں۔۔" رافدہ نے اس کے شانوں پر ہاتھ رکھ کر پوچھا تھا

"ہاں۔۔ ٹھیک ہوں۔۔" اس نے بنا دیکھے جواب دیا تھا۔ بھلا اس کے چھونے کے بعد وہ کیسے اپنے ہوش میں رہ سکتی تھی۔ جس کو دیکھنے کی چاہ میں تھی۔ نہ صرف اس کا چہرہ کچھ دیر پہلے اس کے سامنے تھا بلکہ اس کو اپنی بانہوں میں سموئے ہوئے تھا۔ وہ تو اس کی بانہوں کی خوشبو کو ابھی تک محسوس کر رہی تھی۔ اس کی آنکھوں کی رعنائی کو ابھی تک نظروں کے سامنے محسوس کر رہی تھی۔

☆ ☆ ☆ ☆

تین روزہ ٹرپ کے پہلے دن کا آغاز ہو چکا تھا۔ سب اپنی اپنی تیاریوں میں مصروف تھے۔ حفلت بیڈ پر لیٹا حازق کی حرکتوں کو دیکھتا جا رہا تھا۔ جو کبھی ایک ٹرائوزر دیکھتا تو کبھی دوسرا۔۔ کوئی ٹرائوزر اس کو پسند ہی نہیں آ رہا تھا

"یار حازق۔۔ یہ ٹرائوزر ہے کوئی شرٹ نہیں۔۔ جو اتنے دھیان سے دیکھ رہا ہے" اس کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا

"تو کیا ہوا؟ یہ تو ڈریسنگ کا حصہ ہی۔ اب جب لڑکیاں اپنی ڈریسز کے معاملے میں اتنی حساس ہو سکتی ہیں تو ہم لڑکے کیوں نہیں؟ ہمارا بھی تو حق ہے ناں!'' جھٹ جواب دیا

''ہاں۔۔ کہہ تو تم ٹھیک رہے ہو۔۔!! مگر یار۔۔ یہ ٹرائوزر ہے۔۔ کوئی ٹرائوزر کو نہیں دیکھتا۔۔

یہ تیری سوچ ہے۔۔ دیکھنے والے تو ہر چیز کو دیکھتے ہیں۔۔!!'' معنی خیز لہجے میں کہا اور بلیک ٹرائوزر سیلکٹ کیا اور پھر اس پر وائیٹ سلیو لیس ٹی شرٹ سیلکٹ کی۔

یار۔۔!! تو بھی ناں!!'' وہ اس کا مطلب اچھی طرح سمجھ چکا تھا۔ اس لئے اپنا لحاف ایک طرف اچھال کر اٹھا اور اپنی شرٹ اتار کر بیڈ پر پھینک دی۔

چل پھر تو یہاں تیار ہو جا۔۔!! میں اتنے شاور لے لیتا ہوں۔۔'' یہ کہہ کر وہ واش روم میں چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد حازق نے جیسے ہی اپنی شرٹ اتاری تو دروازہ کھول کر عدولا کمرے میں داخل ہوئی۔ اسے دیکھ کر وہ چونک گیا

ہیلو۔۔۔''کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے کہا تھا'

تم۔۔۔؟ تمہیں لڑکوں کے کمروں میں آنے کی تمیز نہیں ہے۔ کم سے کم بندہ ناک ہی کر دیتا ہے دروازہ۔''فوراً ٹی شرٹ پہنی

اوہ۔۔ سوری۔۔ ویسے تمہیں بھی تو اپنا دروازہ لاک کرنا چاہیئے تھا۔ موقع تو تم لڑکے خود دیتے ہو۔۔''ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر وہ بیڈ پر دراز ہو گئی

توبہ۔۔!! تم لڑکی ہی ہو ناں۔۔ ایسے لڑکوں کے کمرے میں داخل ہوتے تمہیں شرم نہیں آتی۔۔''اس نے معنی خیز لہجے میں کہا تھا'

بھلا لڑکوں سے کیا شرمانا؟ وہ بھی تو انسان ہی ہیں کوئی عجب مخلوق تھوڑی ہیں۔۔!!'' اٹھ کر اس کے پاس آئی اور اپنی انگلی اس کے چہرے پر پھیرتے ہوئے رومانوی انداز میں کہا تھا

یہ بھی ہے۔۔ لیکن پھر بھی ناک کرنا اچھی بات ہے۔۔ کیا پتا اگلا آدمی کس حالت میں ہو۔۔

"کس حالت میں؟'' اس نے معنی خیز لہجے میں پوچھا تھا

"جسٹ شیٹ اپ یار۔۔ میں ابھی اس موڈ میں نہیں ہوں۔۔ میں تو اس ٹرپ پر انجوائے کرنے آیا ہوں۔۔۔ یہ سب کرنے نہیں۔۔"وہ بس اس سے پیچھا چھڑانا چاہتا تھا

"اچھا جی۔۔"اس سے پرے ہٹتے ہوئے کہا

"ہاں جی۔۔۔ تو کیا تم روم سے باہر جا سکتی ہو میں نے چینج کرنا ہے۔۔"دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

"اوکے۔۔"حازق کی بے نیازی دیکھ کر اس کے چہرے پر مایوسی چھا گئی اور وہ بنا کچھ کہے باہر چلی گئی۔ اس کے جانے کی دیر تھی کہ اس نے سکھ کا سانس لیا

"پتا نہیں کہاں کہاں سے اٹھ کر آ جاتی ہیں۔۔"بڑبڑاتا ہوا دروازہ لاک کیا۔ اتنے میں حفلت بھی شاور لے کر آ چکا تھا

"کس کی آوازیں آ رہی تھیں۔۔"بالوں کو جھٹکتے ہوئے پوچھا تھا

"یار کس کی آنی ہیں۔۔ آ گئی تھی پر عدولا۔۔ تنگ آ چکا ہوں میں۔۔"اس نے سرد آہ بھرتے ہوئے کہا اور بیڈ سے ٹراؤزر اٹھایا

"کیوں کیا ہوا؟ اتنا تنگ آنے کی کیا بات ہے۔"شرٹ کے بٹن بند کرتے ہوئے اس نے استفہامیہ انداز میں پوچھا تھا

"یار کل سے سائے کی طرح مجھ سے چمٹی ہوئی ہے۔ ایک پل کے لئے بھی اکیلا نہیں چھوڑ رہی۔ کل بس میں ہنس کر بات کیا کر لی۔ فری ہی ہو گئی۔ بھلا اپنا چہرہ دیکھا ہے آئینے میں۔ خود کو دیکھے اور پھر مجھے دیکھے۔ بھلا سوچ بھی کیسے سکتی ہے وہ کہ میں اس کے ساتھ اپنا وقت گزاروں گا۔۔ ہنہ۔۔"یہ کہہ کر وہ واش روم میں چلا گیا

لگتا ہے ایک نیا چہرہ مل گیا تجھے۔۔ جو ایسی باتیں کر رہا ہے ورنہ کل تک تو تُو بھی اس کی دم بنا پھر رہا تھا۔۔

"حازق احتشام کبھی کسی لڑکی کی دم نہیں بنا۔۔۔"واش روم سے ہی وہ چلایا تھا

"دم نہ صحیح۔۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ تو رہا ہے ناں۔۔۔ اس کے ساتھ سفر گزرا اور پھر ڈنر بھی تو تم نے ایک ساتھ کیا تھا اور وہ بھی ایک ہی پلیٹ میں اور پھر کولڈ ڈرنک کو بھول گیا جو تم دونوں نے ایک ہی کین میں پی تھی سٹرا کے ذریعے۔۔"وہ جیسے ایک ایک کارنامے سے اس کو آگاہ کر رہا تھا۔ دروازہ ایک زوردار آواز سے کھلا اور وہ واش روم سے وارد ہوا۔

"گویا تم مجھ پر نظر رکھے ہوئے تھے کہ میں کب کہاں کیا کر رہا ہوں۔۔ہاں۔۔بولو۔۔"وہ تیوری چڑھاتے ہوئے اس کے قریب سے قریب آتا گیا

"دوست ہوں۔۔اتنا تو حق بنتا ہے ناں۔۔"شوخ لہجے میں جواب دیا

دوست ہے۔۔میں بتاتا ہوں تجھے۔۔۔"بیڈ سے تکیہ اٹھا کر اس کے مارا۔

یار لڑکیوں کی طرح تکیہ تو نہ مار۔۔"تمسخرانہ انداز میں کہا تھا "

اچھا۔۔ابھی بتاتا ہوں۔۔"ادھر ادھر دیکھا مگر کچھ نظر نہ آیا۔باکسنگ پنچ بھی گھر تھے۔نظر اس کی جوتوں پر جا کر ٹھہر گئی۔جوتا اٹھایا اور اس کو دیکھاتے ہوئے کہا

"یہ تو ٹھیک رہے گا ناں۔۔معمولی نہ سمجھنا اس جوتے کو پورے اڑھائی کلو کا ایک جوتا ہے۔۔ "

"یار۔۔!!اب دوست کو جوتا دیکھائے گا۔۔یہ اچھی بات نہیں۔۔"وہ اپنے آپ کو مسلسل بچانے کی کوشش کر رہا تھا اور بھاگتے ہوئے وہ واش روم میں جا گھسا

"ڈرپوک۔۔باہر نکل۔۔"جوتا پھینک کر دروازے کا لاک کھولنے کی کوشش کرنے لگا مگر وہ اپنی ہنسی پر قابو پاتے ہوئے دروازے کا لاک مضبوطی سے بند کئے ہوئے تھا

اپنے جیسا سمجھا ہوا ہے۔۔۔

کیا کہا تُو نے۔۔میں ڈرپوک ہوں۔۔میں۔۔بچو!ذرا اب باہر نکل۔۔تیری ہڈی پسلی ایک نہ کر دی تو میرا نام بھی حازق نہیں۔۔

"یہ مت بھول لاسٹ ٹائم ایسا تیرے ساتھ ہوا تھا۔۔"وہ اس کے غصے کو دہکا تا جا رہا تھا

"ذرا اب نکل کر دیکھا اس واش روم سے۔۔"اس نے الماری کو کھینچ کر واش روم کے دروازے کے ساتھ ٹکا دیا اور ہاتھ جھاڑتا ہوا پیچھے ہٹ گیا۔کافی دیر خاموشی رہنے کے بعد حفلت نے سوچا کہ حازق چلا گیا۔اس لئے اس نے دروازہ کھولا مگر ایک بھاری شے نے دروازہ کھلنے نہ دیا۔

"یار حازق۔۔یہ کیا ہے؟"وہ چلایا تو باہر سے ہنسنے کی آواز آئی

"تیری سزا۔۔!!" وہ بھی چیخا

"یار دیکھ۔۔دوستی میں ایسا تھوڑی چلتا ہے اب تو مجھے ادھر بند رکھے گا۔۔چل ہٹا ناں اسے۔۔" وہ منتیں کرنے لگا

بھلا میں کیوں ہٹاؤں۔۔پنگا تو تُو نے مجھ سے لیا ہے اب اس کا انجام تو بھگتا پڑے گا ناں۔۔

"یار۔۔!! ایسی باتیں کرتے ہیں۔۔چل اب ٹھنڈا ہو جا۔۔میں سوری کرتا ہوں۔۔کر دے معاف۔۔اب ہٹا اس کو۔۔" کافی منت سماجت کے بعد وہ مان گیا مگر ایک شرط سامنے رکھ دی

یار! اب یہ شرط کہاں سے آ گئی۔۔۔

سوچ لے۔۔

اچھا ٹھیک ہے۔۔مجھے تیری ہر شرط منظور ہے، بس پہلے ہٹا تو سہی۔۔

" صحیح۔۔۔" اس نے وہ الماری ہٹائی اور گہرا سانس لیتے ہوئے حفلت باہر نکلا

"اگر دو سیکنڈ بھی اندر رہتا تو میرا جنازہ نکلتا۔۔" گہرے سانس لیتے ہوئے وہ بیڈ پر آ بیٹھا

"اب زیادہ ناٹک کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔اپنی شرط پر قائم رہنا۔۔" یہ کہتے ہوئے وہ باہر آ گیا

☆ ☆ ☆ ☆

"سب لوگ جنگل کی طرف نکل پڑے۔حازق اور حفلت بھی جلدی سے عدولا کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔حفلت جلد سے جلد رافدہ سے ملنا چاہتا تھا۔ریسپشن پر پہنچنے کے بعد معلوم ہوا تھا کہ وہ دونوں کچھ دیر پہلے ہی نکلی ہیں۔حازق بھی تاباں سے ملنے کا مشتاق تھا۔دونوں ان کا پیچھا کرتے کرتے جنگل میں چلے گئے۔

"یار۔۔!! ویسے پچھلے ایک گھنٹے سے ہم انہیں ڈھونڈ رہے ہیں، وہ تو ملے ہی نہیں۔کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ واپس ہوٹل چلی گئیں اور ہم یہاں خوار ہو رہے ہیں۔" حفلت نے جھاڑیوں کو اپنے جسم سے ہٹاتے ہوئے کہا تھا۔وہ دونوں ان دونوں کو تلاش کرتے کرتے کافی دور نکل آئے تھے۔سارا راستہ پر خار تھا۔

ایک بار ڈھونڈنے میں کیا حرج ہے۔۔

حرج تو کچھ نہیں ہے مگر یہ کانٹے۔۔ افف۔'' ایک کانٹا اس کی بازو میں چبھا تھا۔ دوسرے ہاتھ سے اپنے بازو سے مسلتے ہوئے کہا تھا۔

تیرے لئے کیا پھر یہاں پھولوں کی سیج ہو۔۔'' حازق نے طنزیہ کہا ''

"چل پھولوں کی سیج نہ سہی رومینس کی سیج تو ہو مگر نہیں۔۔ پہلے ہی تیرے جھگڑے کی وجہ سے رافدہ پتا نہیں کہاں چلی گئی۔ اچھا بھلا رومینس کرتے وقت بیت جاتا۔۔ کم سے کم یہاں تیرے ساتھ خوار تو نہ ہونا پڑتا۔'' وہ مسلسل منہ بنائے بازو کو مسلتا ہوا حازق کو برا بھلا کہتا جا رہا تھا۔ ایسے میں بھلا حازق بھی کہاں پیچھے رہنے والا تھا

"تُجھے اکیلے ہی یہ کانٹے نہیں چبھ رہے۔ مجھے بھی چبھ رہے ہیں اور میں نے تو نہیں کہا تھا کہ تو میرے ساتھ آ۔۔ تو نے نہیں آنا میرے ساتھ تو نہ آ۔۔ میں تو اُس لڑکی سے مل کر ہی رہوں گا۔۔ مجھے تو ابھی اس کا نام بھی نہیں معلوم۔۔''

"تاباں۔۔ تاباں ہے اس کا نام۔۔'' منہ بسورتے ہوئے اس نے کہا تھا۔

"تاباں۔۔ اچھا نام ہے تاباں حازق۔۔ کتنا ڈیسنٹ نیم لگے گا۔۔'' یہ نام سنتے ہی وہ خیالی پلاؤ بنانے لگا مگر وہ یہ کہاں جانتا تھا جس قدر اس کے دل میں ہلچل مچ رہی ہے ویسی ہی ہلچل دوسری طرف تاباں کے دل میں بھی تھی۔ دونوں کے دل کی کیفیت ایک سی تھی مگر دونوں ایک دوسرے کی حالت سے عاری تھے۔

"اوہ ہیلو۔۔!! یہ قیاس آرائیاں بند کر، تب کی تب دیکھی جائے گی۔۔ فی الحال تو پانی لا کر دے۔۔۔ مجھے پیاس لگ رہی ہے'' تھک ہار کر وہ ایک پتھر پر براجمان ہو گیا۔ چل چل کر اس کا سانس پھول چکا تھا۔ حازق کا بھی حال زیادہ اچھا نہیں تھا مگر وہ بھی ڈھیٹ بن کر چل رہا تھا اب جب حفلت بیٹھا تو اس نے بھی اس لمحے کو غنیمت جانا اور درخت کے ساتھ ٹیک لگا کر سانس لیا مگر حفلت کو ٹوکے بغیر نہ رہ سکا

"ایک طرف تو کہتا ہے رافدہ کے ساتھ رومینس کرنا ہے اور دوسری طرف اس تک پہنچنے والے آگ کے دریا کو پار کرنے سے بھی ڈرتا ہے۔ واہ رے تیرا عشق۔۔۔!!'' اپنا ہاتھ پیٹ پر رکھ وہ بھی سستا رہا تھا

"جناب! آگ کے دریا کی بات الگ ہے مگر یہ کانٹے۔۔ افف۔۔" جوتے اتار کر اس نے اپنے پائوں باہر نکالے تو ان میں بھی ورم آچکی تھی

کانٹے تو کانٹے۔۔ اب تو پائوں پر بھی ورم آگئی چل چل کر۔۔" وہ ابھی تک گہرے سانس لے رہا تھا۔"

"اچھا پھر۔۔ تیرے کہنے پر تھوڑا سا آرام کر لیتے ہیں۔۔۔" وہ آہستہ آہستہ زمین بوس ہوتا گیا

☆ ☆ ☆ ☆

شام کی سرخی آسمان پر چھانے لگی تھی۔ جنگل کے جانوروں کی آوازوں سے وحشت بڑھتی جا رہی تھی۔ وہ دونوں جنگل کی سیر کرنے میں اتنی محو تھیں کہ کب راستہ بھٹک گئیں انہیں علم تک نہ ہوا۔ ہر طرف سے وحشت نے انہیں آگھیرا۔ راستہ ڈھونڈنے کے چکر میں وہ منزل سے اور دور ہو گئیں۔

"یار تاباں۔۔!! لگتا ہے ہمیں باقی سب سے الگ نہیں ہونا چاہئے تھا۔۔" رافدہ کے چہرے پر خوف کے سبب پسینہ بہنے لگا تھا

"لیکن اب تو ہو گئے ناں۔۔ اب جانا تو ہو گا۔۔" تاباں کا چہرہ بھی وحشت سے سرخ ہو گیا۔

"پیاس سے تو میری جان نکلی جا رہی ہے۔ پانی کی بوتل ہی ساتھ رکھ لیتے۔۔" گلے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے رافدہ نے کہا تھا

"تو میں نے منع کیا تھا؟ رکھ لیتی تم۔۔" تاباں نے اپنے اوپر بات نہیں آنے دی

"تو تم یاد کروا دیتی۔۔ میں تو سمجھی تھی کہ تم باقیوں کے ساتھ ہی جنگل کی سیر کرو گی مگر مجھے کیا معلوم تھا کہ تمہیں ذہن میں ایسی خرافات جنم لے رہی ہے۔۔" لفظ خرافات سن کر تاباں کا چہرہ فق ہو گیا۔ وہ غصے میں پلٹی اور جھلاتے ہوئے بولی

"میرے ذہن خرافات جنم لے رہی تھیں۔۔۔ میرے۔۔" وہ شیرنی کی طرح اس پر جھپٹی تھی

"اچھا اچھا۔۔ اب شروع مت ہو جانا۔۔ میرا پہلے ہی پیاس سے گلا سوکھتا جا رہا ہے۔۔ بحث کرنے کی مجھ میں ذرا سی بھی ہمت نہیں ہے۔" وہ مسلسل گلے پر ہاتھ پھیرتی جا رہی تھی۔ اس نے آسمان کی طرف دیکھا تو سورج کی آخری کرن بھی جنگل میں کہیں دفن ہو گئی۔ رات کے شکاری اپنے گھروں سے نکل آئے۔ مختلف آوازوں نے دونوں کو چاروں اطراف سے آگھیرا۔ خشک پتے بھی اب جھڑ نا بند ہو چکے تھے۔

"یار تاباں۔۔ یہ آوازیں میری جان نکال دیں گی۔۔"خوف اور پیاس کے سبب اس کی آواز بھی نہیں نکل رہی تھی۔

"تو میں کیا ریلیکس ہوں۔۔ میری بھی تو یہی حالت ہے۔۔"وہ دونوں راستے کی تلاش میں کبھی ادھر تو کبھی ادھر نکل جاتیں مگر منزل ناشناسا رہتی۔

"پانی۔۔۔پانی۔۔"رافدہ مسلسل کہتی جا رہی تھی۔ تاباں کے چہرے پر پہلے غصے کی ایک لپٹ نے جنم لیا مگر پھر خوف کی لہر نے غصے پر گرفت حاصل کر لی۔ دونوں کے چہرے رات کے اندھیرے میں سیاہی کا شکار ہو گئے۔ خشک پتوں پر قدم رکھنے سے ایک عجیب سی چرچراہٹ پیدا ہوتی۔ جو خاموش ماحول میں ارتعاش پیدا کرتی اور اوپر سے جھینگوں کی آواز بھی مسلسل تیز ہوتی جا رہی تھی۔ ایسے میں پہلے ہی وحشت کی شکار رافدہ اور تاباں مزید خوف کے اندھیرے میں ڈوب گئیں

"تاباں۔۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔"اس کے ہاتھ خوف کے سبب کانپ رہے تھے۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر تاباں کا بازو پکڑا جو پہلے ہی خوف کے پسینے میں نہا چکا تھا۔

"یار! ڈرا تو نہ مجھے۔۔۔"اس کی آواز میں بھی کپکپاہٹ تھی۔ دونوں خراماں خراماں چلتی جا رہی تھی۔ رات کا اندھیرا گہرا ہوتا جا رہا تھا۔ ان کے پاس نہ فلیش لائٹ تھی اور نہ ہی موبائل جس کے ذریعے وہ ہاٹل سے کنیکٹ کر سکیں۔ دونوں بس چلتی جا رہی تھیں۔ چلتے چلتے وہ ایک ندی کے پاس پہنچی جو ان کے خشک چہرے پر رونق لے آئی

"یار تاباں وہ دیکھ پانی۔۔"رافدہ کہ چلانے پر تاباں بھی اس کی طرف متوجہ ہوئی۔ دونوں ندی کی طرف دوڑتی ہوئی گئیں۔ اپنی تشنگی بجھانے کے بعد وہ کچھ دیر وہیں بیٹھی رہیں

"میں تو کہتی ہوں صبح تک یہیں انتظار کر لیتے ہیں۔"رافدہ نے کہا تھا

"کہہ تو تم ٹھیک رہی ہو۔۔ کم سے کم یہاں پانی تو ہے"پانی سے اپنا چہرہ دھوتے ہوئے کہا وہ منہ دھو کر جیسے ہی پلٹی تو جھاڑیوں میں کسی روشنی کو جگمگاتے ہوئے دیکھا۔

"رافدہ۔۔رافدہ۔۔"وہ تقریباً سرگوشی میں کہہ رہی تھی

"وہ دیکھو۔۔۔" اس نے ہاتھ جھاڑی کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ رافدہ نے اس کے ہاتھ کا تعاقب کیا تو جھاڑیوں کو ہلتا ہوا پایا۔ کسی کے وجود کا احساس ہو رہا تھا۔ ایک آواز تھی جو شاید قدموں کی تھی۔ مسلسل ان کے پاس آ رہی تھی

"تاباں۔۔" رافدہ اپنی جگہ سے اٹھ کر تاباں کے پاس آ گئی۔ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ چمٹ کر کھڑی تھیں۔ دونوں کی نظریں سامنے جھاڑیوں پر مرکوز تھیں۔ روشنی تیز سے تیز ہوتی جا رہی تھی۔ پیچھے دیکھا تو پانی تھا اور آگے دیکھا تو اجنبی سایہ۔ جھاڑیوں کو پیچھے کرتے ہوئے وہ سائے آگے بڑھے تو دونوں کی خوف کے سبب چیخ نکل گئی۔

☆ ☆ ☆ ☆

خوف کے سبب ان دونوں نے ایک دوسرے کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا اور اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ جیسے ہی کسی نے ان کے جسم کو چھوا تو انہوں نے ایک زوردار چیخ ماری اور ہڑبڑاتے ہوئے ادھر ادھر بھاگنے لگیں

"بچائو۔۔ بچائو۔۔ کوئی بچائو۔۔!!" دونوں چلاتی جا رہی تھیں

"ارے رکو۔۔۔" ایک مردانہ آواز آئی مگر انہوں نے سننا گوارا نہ کیا۔

"بچائو۔۔۔ بچائو۔۔" رافدہ کچھ زیادہ ہی چلا رہی تھی اور تاباں اس کا مسلسل ساتھ دے رہی تھی۔

"ارے چپ۔۔!!" حازق نے تاباں کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے خاموش کروایا تھا۔ حازق کی آواز سن کر اس کی چیخ کو لگام آیا۔ ماحول میں یکدم خاموشی چھا گئی۔ اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔ سامنے ایک چہرہ تھا جو ایک بار پھر رات کے اندھیرے میں چاند کی طرح تھا مگر آج اس چاند پر گرہن تھا۔ مٹی کا گرہن۔ چہرہ مٹی سے اٹا ہوا تھا مگر پھر بھی وہ اس کو پہچان سکتی تھی۔ ہوا کے پروں پر اس کی زلفیں سوار تھیں۔ جو کبھی پیشانی کو بوسہ کرتیں تو کبھی ہوا میں لہلہانے لگتیں۔ وہ یک ٹک اسے ہی دیکھتا جا رہا تھا۔ دوسری طرف حفلت بھی رافدہ کو اپنے ہونے کا یقین دلا چکا تھا۔ حفلت کو اپنے پاس دیکھ کر رافدہ کی جان میں جان آ گئی

"کتنا چیختی ہو تم۔۔" حازق نے کہا تھا

"ہنہ۔۔۔" وہ کچھ بول ہی نہیں پا رہی تھی

"اب بولو بھی کچھ۔۔۔پہلے تو اتنا چیخ رہی تھی۔۔" وہ ابھی بھی اپنا ہاتھ اس کے چہرے پر رکھے ہوئے تھا۔ تاباں نے آنکھوں کے اشارے سے اس کا دھیان اس کے ہاتھوں کی طرف مبذول کرانا چاہا مگر وہ نہ سمجھ سکا

"کیا ہنہ ہنہ لگا رکھی ہے۔۔کچھ بولو بھی تو سہی۔۔" اس نے اونچی آواز میں کہا تھا مگر وہ اس کے اشارے ابھی تک نہیں سمجھ سکا تھا۔ اس کی زلفیں ہوا کے جھونکوں سے حازق کے برہنہ بازوئوں کو چھو رہی تھیں مگر وہ محسوس کرنے سے عاری تھا

"ارے یار حازق۔۔بے چاری کے منہ سے تو ہاتھ اٹھا، پھر ہی کچھ بول سکے گی یہ۔۔" حفلت کے کہنے پر اس نے اپنے ہاتھوں کی طرف دیکھا اور فی الفور ہاتھ پیچھے کئے اور گلے کو ذرا کھنکارا۔

"وہ دھیان نہیں رہا۔۔" جھجکتے ہوئے اس نے اپنے بالوں پر ایک ادا سے ہاتھ پھیرا

"ویسے تم دونوں یہاں کیسے؟" رافدہ نے دونوں کی طرف استفہامیہ انداز میں پوچھا تھا

"وہ ہم دونوں تمہاری تلاش میں نکلے تھے، تم ٹرپ کے باقی دوستوں کے ساتھ نہیں ملیں تو بس اس لئے۔۔" حفلت سیدھا سیدھا بول اٹھا جس پر حازق نے اسے تنبیہہ نظروں سے دیکھا جو رات کے اندھیرے میں حفلت نہ سمجھ سکا

پانی۔۔۔" حفلت کی نظر جیسے ہی ندی پر گئی تو وہ خوشی سے چیخ اٹھا اور دوڑ کر آگے بڑھا اور اپنے ہاتھ منہ دھویا

"تھینک گاڈ۔۔پانی تو ملا۔۔" حازق نے بھی سکھ کا سانس لیا اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اپنے دونوں ہاتھوں میں پانی لے کر منہ پر چھپٹے مارے۔ کچھ چھینٹے اچھل کر ایک بار پھر تاباں کے چہرے پڑے۔ اس نے اپنا چہرہ پیچھے کرتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں مگر کن انکھیوں سے اس کی ادا کو دیکھتی رہی۔

"لگتا ہے ہماری طرح یہ بھی پانی کی ہی تلاش میں تھے۔۔" رافدہ نے افسوس کرتے ہوئے کہا تھا مگر تاباں تو سننے سے عاری تھی۔ وہ یک ٹک حازق کو دیکھتی جا رہی تھی۔ جو چہرے پر چھپٹے مارنے کے بعد ہاتھوں میں پانی لے کر پینے لگا۔

"تھینک گاڈ۔۔پیاس تو بجھی۔۔" لبوں کو ہتھیلی سے صاف کرتے ہوئے حفلت نے کہا تھا۔ حازق بھی پانی پینے کے بعد دو قدم پیچھے ہٹا تھا۔ اس کی ٹھوڑی سے پانی کی بوندیں ٹپ ٹپ نیچے گر رہی تھی۔ تاباں یک ٹک اسے دیکھتی جا رہی تھی

ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟'' حازق نے ذو معنی لہجے میں کہا تھا مگر اس نے بولنے کی بجائے اشارے پر اکتفا کیا اور اپنا ہاتھ ٹھوڑی کی طرف بڑھا کر پانی صاف کرنے کو کہا۔ اس نے مسکراتے ہوئے اپنی بازو سے پانی کو صاف کیا۔

"ویسے تم نے تو ہمیں ڈرا ہی دیا تھا۔۔!!'' رافدہ نے کہا تھا

"اچھا! اور تم نے جو ہمیں جنگلی جانور سمجھا وہ۔۔'' حفلت نے بھی بھنویں اچکاتے ہوئے کہا تھا

"جب گھنے جنگل کے بیچ و بیچ جھاڑیوں میں حرکت ہو گی تو سب یہی سمجھے گے ناں۔۔'' رافدہ نے بھی کندھے اچکاتے ہوے کہا تھا

"چلو یار باقی باتیں راستے میں کریں گے پہلے ہاٹل واپس چلتے ہیں، رات بھی کافی ہو گئی ہے۔۔'' ندی سے پرے ہٹتے ہوئے تاباں نے کہا تھا

بہت خوب۔۔!! چلو جلدی سے بتائو کہ کس طرف کو چلیں۔۔ دائیں یا بائیں؟'' حازق نے پوچھا ''

ایک منٹ۔۔ راستہ ہم نہیں تم بتائو گے۔۔'' تاباں نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تھا''

"لیکن ابھی تو تم نے کہا کہ ہوٹل چلتے ہیں۔۔'' حازق نے کہا

"تو کیا تمہارا ارادہ نہیں تھا ہاٹل جانے کا؟'' تاباں نے استفہامیہ انداز میں اس کی طرف دیکھا تھا۔ رات گہری ہوتی جا رہی تھی۔ چاند بھی سیاہ بادلوں کے زیر اثر آ گیا

"بھئی۔۔ ہم تو شام سے نکلنے کی کوشش کر رہے ہیں اس جنگل سے مگر جنگل ہے کہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا۔۔'' حفلت نے کندھے اچکائے

"اس کا مطلب تم بھی راستہ بھول گئے؟؟'' شکست خوردہ آواز میں رافدہ نے کہا تھا۔ دونوں نے ہاتھ کھڑے کر دیئے۔ تاباں اور رافدہ نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پشت سے پشت ملا کر زمین بوس ہو گئیں۔

"کہیں ایسا تو نہیں کہ تم بھی؟؟'' حفلت نے تصدیق چاہی تھی۔ رافدہ نے بچوں کی سی شکل بنا کر اثبات میں گردن ہلائی

"اوہ۔۔مائے۔۔ گاڈ۔۔" حازق نے ایک زوردار لات ماری پتھر پر ماری جو ندی میں جا گرا۔ماحول میں ایک پل کے لئے خاموشی چھاگئی۔سب کافی دیر تک ایک دوسرے کے منہ دیکھتے رہے اور ندی کے کنارے ہی رات بسر کرنے کا فیصلہ کیا۔ایک درخت کی اوٹ میں تاباں اور رافدہ بیٹھ گئیں اور ایک درخت کی اوٹ میں حازق اور حفلت بیٹھ گئے۔

☆ ☆ ☆ ☆

"مسٹر احتشام! آپ ہمیشہ سے ہی ایسے ہی تھے۔۔" صاحبہ نے ذومعنی لہجے میں کہا تھا

"کیا مطلب ہے؟" فورک کو پلیٹ میں گھماتے ہوئے اس نے سرسری طور پر دیکھا تھا

۔کچھ نہیں۔۔" بات بدلتے ہوئے اس نے آنکھوں کے آگے بالوں کو پیچھے اڑسیا

"یہ کیا بات ہوئی۔۔۔پہلے بات شروع کرتی ہو اور بعد میں تبدیل بھی کر دیتی ہو۔۔یہ اچھی بات نہیں ہے۔" ایک بائیٹ کباب کی لیتے ہوئے کہا

"کچھ خاص نہیں تھا۔۔آپ سنائیں آفس میں آجکل آپ بہت تیار شیار ہو کر آرہے ہیں۔خیریت تو ہیں ناں؟" بھنویں اچکاتے ہوئے پوچھا

اوہ۔۔تو پھر تم نے غور کر ہی لیا اس ناچیز پر۔۔میں تو سمجھا تھا کہ تم میری ڈریسنگ کی طرف دیکھ ہی نہیں رہی۔۔

"غور تو پہلے دن ہی کر لیا تھا مگر یہ سمجھ کر نہیں پوچھا کہ شاید آپ کی بیوی نے آپ کو گفٹ دیا ہو۔۔!!" صاحبہ کی بات سن کر احتشام نے ایک زوردار قہقہ لگایا۔ریسٹورانٹ میں موجود تمام سٹاف ان کی طرف متوجہ ہو گیا۔ساتھ بیٹھے ینگ کپل نے بھی استفہامیہ انداز میں ان کی طرف دیکھا

"مسٹر احتشام! آہستہ۔۔سب دیکھ رہے ہیں۔۔" ہاتھ میں موجود فورک کو ٹیبل پر رکھتے ہوئے انہیں اس بات کا احساس دلایا کہ وہ اکیلے نہیں ہیں بلکہ لوگوں کی ایک بڑی تعداد اس وقت ریسٹورانٹ میں موجود ہے۔صرف وہی ڈنر کرنے نہیں آئے ہوئے بلکہ دوسرے کپلز بھی سہانی رات میں اپنے پارٹنر کے ساتھ انجوائے کر رہے ہیں۔احتشام نے بڑی مشکل سے اپنے قہقے پر قابو پایا۔

"اس میں اتنی ہنسنے کی کیا بات ہے؟" صاحبہ نے استفہامیہ انداز میں پوچھا تھا

"ہنسنے کی بات ہی تو تھی۔۔ بھلا گفٹ آفرین اور وہ بھی مجھے۔۔" انہوں نے تمسخرانہ کہا تھا۔ مگر صاحبہ احتشام کی بات کا مطلب ابھی تک نہیں سمجھ سکی

"یہی تو پوچھ رہی ہوں کہ اس میں ہنسنے کی کیا بات تھی؟ بھلا بیوی اپنے شوہر کو گفٹ نہیں دے سکتی؟"

"دے سکتی ہے مگر آفرین اور مجھے گفٹ دے۔۔!! یہ بات کسی چٹکلے سے کم نہیں ہے۔" انہوں نے ہنستے ہوئے گردن جھٹکی اور جیسے ہی سانسیں نارمل ہوئیں تو انہوں نے سپرائیٹ کا کین اٹھا کر دو گھونٹ بھرے۔

کیا مطلب ہے آپ کا؟ آپ کے درمیان جھگڑا ہوا ہے؟

"نہیں تو۔۔ ہمارے درمیان کبھی جھگڑا ہوا ہی نہیں بلکہ آج تک تو ہم میں کسی بات پر بھی بحث نہیں ہوئی۔۔" کین کو ٹیبل پر رکھا

"پھر کیا بات ہے؟" صاحبہ اصل بات جاننا چاہتی تھی

"صاحبہ ویسے تو آج تک میں نے یہ بات کسی سے نہیں کی مگر جب آج تم مجھ سے پوچھ ہی رہو ہو تو میں صرف تمہیں بتا رہوں۔۔ بات یہ ہے کہ ہماری شادی صرف ایک سمجھوتہ تھی جو ہم دونوں نے اپنے والدین کو خوش کرنے کے لئے کی تھی۔ میرے ڈیڈ آفرین کے ڈیڈ کے بزنس پارٹنر تھے اور وہ دونوں دوستی کو رشتہ داری میں بدلنا چاہتے تھے پھر انہوں نے وہی ٹیکنک استعمال کی جو اکثر فلموں ڈراموں میں کی جاتی ہے یعنی میری اور آفرین کی شادی کر دی لیکن اُس وقت نہ تو میں شادی کے لئے تیار تھا اور نہ ہی آفرین۔ مجھے اپنا بزنس کرنا تھا اور آفرین کو ایک فیشن ڈیزائنر بننا تھا مگر غیر متوقع شادی نے ہم دونوں کے سپنوں پر پانی پھیر دیا مگر ہمارے اندر کا جنون ختم نہیں ہوا تھا۔ والدین کے کہنے پر ہم نے یہ شادی تو کر لی مگر پہلی ہی رات اس بات کا فیصلہ کر لیا کہ ہم اپنے سپنوں کے درمیان اس شادی کو نہیں آنے دے گیں اور اپنی خواہشوں کو ہر قیمت پر پورا کریں گے۔ بس پھر کیا تھا۔۔ ہم دونوں ساتھ تو رہے مگر بالکل اجنبیوں کی طرح۔ وہ اپنی زندگی میں محو تھی اور میں اپنی زندگی میں۔ صبح ہوتی تو وہ اپنے فیشن ہاؤس چلی جاتی اور جب لوٹتی تو میں میٹینگ میں الجھا رہتا اور رات گئے تک گھر لوٹتا اور جب بیڈ روم میں آتا تو بیڈ پر لحاف اور نرم تکیے کی جگہ ڈریسز قینچی اور مختلف انداز میں کٹے ہوئے کاغذ کو پاتا اور وہ ان سب کے درمیان اپنی تھکان اتار رہی ہوتی تھی لیکن تم جانتی ہو میں یہ دیکھ کر کبھی غصہ نہیں ہوا۔ میں دوسرے شوہروں کی طرح نہیں تھا جو اس بات کی خواہش کرتا کہ میرے گھر لوٹنے پر ایک نئی نویلی دلہن کی طرح سجی لڑکی میرا انتظار کرے میں اُن سب سے الگ تھا۔ جس طرح میرے لئے میرا سپنا اہمیت رکھتا تھا اسی طرح اُس کا

فیشن ڈیزائیز بننا بھی میرے لئے قابل ستائش تھا۔ وقت کا دریا بہتا رہا اور ہماری زندگی میں حازق نے جنم لیا۔ جو میں خود نہیں جانتا کہ کب، کیسے اور کس طرح ہم دونوں اتنے قریب ہوئے کہ حازق اپنے وجود کو جنم دے سکا۔ شاید یہ سب ان دنوں ہوا ہو گا جب میں اور وہ دبئ چھٹیاں گزارنے گئے تھے۔ دراصل کام کے پریشر کی وجہ سے میرے سر میں درد رہنے لگا تھا اور پھر اتفاق سے انہی دنوں آفرین کا ایک فیشن شو دبئ میں منعقد ہونا تھا۔ چونکہ ڈاکٹر نے مجھے آب و ہوا کی تبدیلی کا مشورہ دیا تھا لہذا میں بھی اس کے ساتھ دبئ چلا گیا۔ پہلے ہفتے تو میں اکیلا ہی وہاں گھومتا پھرتا رہا کیونکہ آفرین تو شو میں مصروف تھی اور میں اسے کسی بھی قیمت پر ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتا تھا مگر شو کے شاندار اختتام پر ہم دونوں کو شو کے ایڈ منسٹر نے بطور خاص ایک پارٹی میں مدعو کیا۔ جو شاید ہمارے لئے ایک ٹرننگ پوائنٹ تھا۔ نہ چاہتے ہوئے بھی ہمیں ایک دوسرے کی بانہوں میں بانہیں ڈالے پارٹی اٹینڈ کرنی پڑی کیونکہ وہاں ہم اکیلے ہی نہیں تھے۔ دوسرے ملکوں کے بھی فیشن ڈیزائیز اپنے اپنے پارٹنر کے ساتھ آئے تھے۔ وہ پارٹی تو بہت اچھے سے گزر گئی مگر شاید اس پارٹی کے بعد ہم کچھ وقت کے اپنے ہوش میں نہیں تھے۔ اس پارٹی میں ڈرنک کا اثر ہوٹل پہنچنے پر بھی زائل نہ ہوا تھا۔ شاید اسی رات ہم دونوں ایک دوسرے کے بہت قریب ہوئے تھے کیونکہ صبح کو ہم جس حالت میں تھے شاید میں تمہیں نہیں بتا سکتا مگر تم جانتی ہو اس دن ہم ایک دوسرے سے نظریں نہیں ملا سکے۔ اور پورا مہینہ ایک دوسرے سے بات نہیں کی۔ شاید دونوں اس بات پر پشیمان تھے پھر آہستہ آہستہ ہم دونوں ایک دوسرے سے بات کرنا شروع ہوئے مگر ہمیشہ ایک اوٹ رہی ہمارے درمیان۔ جس کے دونوں اطراف ہم خوش تھے اور پھر جب حازق اس دنیا میں آیا تو ہم دونوں کی خوشی قابل دید تھی مگر انہی دنوں اور موم ڈیڈ کی ایک ایکسیڈنٹ میں موت واقع ہو گئی جو کہ ہمارے لئے ایک ناقابل فراموش واقع تھا۔ اور پھر انہی دنوں آفرین کے ڈیڈ کو بھی بزنس کے سلسلہ میں کینڈا جانا پڑا اور وہاں پر وہ بھی چل بسے۔ اس کے بعد ہم اکیلے رہ گئے۔ میں آفرین اور حازق۔ حازق کی دیکھ بھال کے لئے ہم نے ایک کیئر ٹیکر رکھ لی تاکہ ہم دونوں کے کام میں کوئی خلل نہ آئے اور حازق بھی اکیلا نہ رہے۔ زندگی کا دریا بہتا رہا۔ خاموش سوئیوں کی طرح ہم بھی وقت کے ساتھ آگے بڑھتے گئے۔ حازق بڑا ہوتا گیا اور سمجھدار بھی۔ پہلے پہل تو ہمیں ایسا لگا کہ جیسے وہ ٹائم نہ ملنے پر شکوہ کرے گا مگر ایسا نہیں ہوا وقت نے ایک بار پھر ہمارا ساتھ دیا۔ وہ بھی ہماری طرح ہی آزاد سوچ کا مالک نکلا۔ سکولنگ کے لئے اسے ہم نے امریکہ بھیج دیا اور پھر واپس آنے پر اس نے خود ہی ایک کالج میں ایڈمشن لے لیا۔ ہم تینوں ایک ساتھ ایک گھر میں تو رہتے ہیں مگر کبھی ایک دوسرے کے کاموں میں انٹرفیئر نہیں کیا۔ سب اپنی اپنی جگہ خوش ہیں۔ کون کب کیا کرتا ہے؟ نظر رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ بھلا سب کی اپنی اپنی زندگی ہے کسی دوسرے کا انٹرفیئر کرنے کا کیا جواز؟ بس اسی

لئے تمہاری بات پر ہنس پڑا تھا۔ جب ہم ایک گھر میں رہتے ہوئے اجنبی ہیں تو بھلا گفٹس کا تبادلہ کیسے کریں۔ گفٹس تو ہمیشہ اپنوں کو دیئے جاتیں جیسے تم۔۔۔"آخری جملہ کہتے ہوئے احتشام نے رومانوی انداز میں صاحبہ کا ہاتھ پکڑا تھا۔ اس کے لمس کو محسوس کرتے ہوئے اس کی آنکھیں خود بخود جھک گئیں۔

"دیکھئے۔۔ آپ کی کہانی سن کر تو مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ اب آپ کو ایک اچھے ساتھی کی ضرورت ہے۔" صاحبہ نے ذو معنی بات کہی تھی اور اس ذو معنی بات کا مقصد کیا تھا؟ احتشام اچھی طرح سمجھ گیا۔

"بالکل! نہ صرف ایک اچھے ساتھی کی ضرورت ہے بلکہ ایک محبت کرنے والے ہمسفر کی بھی۔" اس کی آنکھوں کی شوخی واضح تھی لیکن اگر اس رشتہ کو بھی آپ نے اہمیت نہ دی تو۔۔" ایک اداسے دیکھتے ہوئے پوچھا تھا

"جب پہلے اس رشتے کو اتنی اہمیت دے رہا ہوں۔۔ بعد میں کتنی اہمیت دوں گا۔۔ یہ خود ہی سوچو۔۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا اور گھٹنوں کے بل اس کی چیئر کے سامنے آ کر بیٹھ گیا

"میرے ساتھ ڈانس کرو گی۔۔" اپنا ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے پوچھا تھا

"کیوں نہیں۔۔" مسکراتے ہوئے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور مدہم میوزک میں دونوں بانہوں میں بانہیں ڈالے ڈانس کرنے لگے۔

☆ ☆ ☆ ☆

پرندوں کی چہچہانے کی آواز سن کر حازق کی آنکھ کھلی تھی۔ اس نے آنکھیں مسلتے ہوئے ادھر ادھر دیکھا۔ تینوں ابھی تک خواب خرگوش کا مزہ لے رہے تھے۔ وہ اٹھا اور ندی کے پاس جا کر اپنا ہاتھ منہ دھویا۔ رات کی غبار اتر گئی۔ دن کے اجالے میں اس کا چہرہ بھی نکھر گیا۔ سورج کی کرنیں ندی کے پانی میں ایسے چمک رہی تھیں جیسے کوئی ہیرے موتی چمکتے ہوں۔ وہ پانی کی چھینٹے تیزی سے اپنے منہ پر مارتا جا رہا تھا

"اتنی جلدی اٹھ گئے۔۔" پیچھے سے تاباں نے اس کے شانوں پر ہاتھ رکھ کر پوچھا تھا

"سوچا تھا کہ تم سے اکیلے میں کچھ بات ہو جائے گی۔ بس اس لئے۔۔" اس نے پلٹ کر رومانوی انداز میں کہا تھا

"ابھی دن کا آغاز ہوا ہے اور تم نے صبح ہی رومانوی باتیں کرنا شروع کر دیں۔۔" اس نے جمائی روکتے ہوئے کہا تھا

"لگتا تو نہیں ہے۔ تمہیں تو ابھی بھی نیند آ رہی ہے اور جب نیند آ رہی ہو تو رومانوی باتیں کرنے کا وہی صحیح وقت ہوتا ہے۔۔" اس نے معنی خیز لہجے میں کہا

"اور پھر ویسے بھی کہاں لکھا ہے کہ صبح کے وقت رومانوی باتیں نہیں کی جا سکتیں؟" بھنویں اچکاتے ہوئے اس نے پوچھا تھا

"ایسا تو کہیں نہیں لکھا۔۔" اس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا

"بس اس لئے۔۔ میں ہر وقت رومینٹک رہتا ہوں۔۔ جانے کب کوئی خوبصورت چہرہ سامنے آ جائے اور دل پگھلنے لگ جائے اور سانسیں گرم ہو جائیں۔۔" وہ اپنا چہرہ اس کے چہرے کے بالکل قریب لے گیا

"اور پھر اوپر سے پانی آ جائے۔۔۔" حفلت بھی جاگ چکا تھا اس نے حازق پر ہاتھ بھر کر پانی پھینکا تو اس کے سارے رومینس کا بھرتا نکل گیا

یار۔۔ یہ کیا کیا تو نے؟" بالوں کو جھٹکتے ہوئے پوچھا

"میں نے کیا کیا؟ تیری نیند اتاری ہے۔۔ کسی لڑکی کو تو چھوڑ دیا کر۔۔" عجلت سے کہا"

"یار ابھی پکڑا کہاں ہے۔ جب پکڑوں کا تو چھوڑ بھی دوں گا۔۔" ایک بار پھر وہ ذو معنی بات کر گیا

"حازق۔۔!!" جبڑے بھینچتے ہوئے حفلت نے کہا تھا۔

"اسے دیکھو۔۔ یہ ابھی تک سو رہی ہے۔۔" بات بدلتے ہوئے تاباں نے کہا تھا۔

"اسے تو میں اٹھاتی ہوں۔۔۔" ہاتھوں میں پانی بھر کر رافدہ کے چہرے پر ڈالا۔ وہ ہڑبڑاتی ہوئی اٹھ بیٹھی

"بارش۔۔ بارش۔۔۔" آنکھیں مسلتے ہوئے اس نے کہا تھا۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر سب ہنسنے لگ گئے۔

"جی جناب! بارش۔۔ اور یہ بارش تاباں نے برسائی ہے۔" دونوں ہاتھوں کو سینے پر لپیٹے وہ اس کے سامنے کھڑی تھی۔ وہ غصے میں بڑبڑاتی ہوئی کھڑی ہوئی اور اپنے کپڑے جھاڑنے لگی۔

"تمیز نام کی چیز نہیں ہے تم میں؟ کوئی ایسے سوتے ہوئے کسی پر پانی پھینکتا ہے؟" وہ غرائی تھی مگر تاباں پر کوئی اثر نہ ہوا

"جب گھوڑے بیچ کر سو گی تو پانی تو پھینکنا پڑے گاناں۔۔ ہنہ۔۔۔" اس سے پہلے کے رافدہ تاباں کی بات کا جواب دیتی حفلت نے معاملہ رفع دفع کروایا

"اچھا لڑائی جھگڑا اب بعد میں ہوتا رہے گا۔ ہمیں اب جنگل سے نکلنے کا راستہ ڈھونڈنا چاہئے اور جلد سے جلد ہوٹل پہنچنا ہو گا۔" حفلت کی بات پر تاباں نے تائید کی۔ حازق نے مسکرانے پر ہی اکتفا کیا جبکہ رافدہ غصے میں تاباں کو برا بھلا کہتی رہی۔

سورج کی تپش گھنے جنگل میں بھی محسوس کی جا سکتی تھی۔ جانے سے پہلے سب نے سیر ہو کر پانی پیا تا کہ راستے میں کسی کو پیاس نہ لگے ،راستے کی تلاش میں کبھی ادھر تو کبھی ادھر نکل پڑے مگر بے سود۔ ہاتھ میں چھری لئے حفلت اور رافدہ آگے آگے چل رہے تھے جبکہ حازق اور تاباں ان کا آہستہ آہستہ پیچھا کر رہے تھے

"تمہارا کوئی بوائے فرینڈ نہیں ہے کیا؟" حازق نے ٹہنی کو پیچھے دھکیلتے ہوئے کہا تھا

" کبھی کوئی ملا ہی نہیں۔۔" شانے اچکاتے ہوئے وہ ٹہنی کے نیچے سے گزر گئی

"تو اس کا مطلب میرے چانسز روشن ہیں۔۔" حازق کی بات پر وہ خاموش رہی

"باقی باتیں ہوٹل جا کر کر لینا۔۔ یوں آہستہ آہستہ چلو گے تو آج کی رات بھی جنگل میں گزارنی پڑے گی" حفلت چلایا تھا

"اس کی تو عادت ہے نصیحت کرنے کی۔۔" حفلت کی باتوں کو ہوا میں اڑاتے ہوئے حازق نے کہا تھا۔

"اور تمہاری ان سنی کرنے کی۔۔" ہنستے ہوئے جواب دیا

"اچھا بتایا نہیں تم نے کہ میری دوست بنو گی۔۔" چلتے چلتے وہ یکدم رک گیا اور اپنا ہاتھ بڑھا کر اس سے پوچھا تھا

لیکن تمہاری تو زندگی میں ہر روز نئی لڑکی آتی ہے پھر بھلا مجھ سے دوستی کہاں تک نبھاؤ گے۔۔" سینے پر دونوں ہاتھ باندھے اس نے استفہامیہ انداز میں حازق کی طرف دیکھا

جب تک دوسری نہیں آتی۔۔ تب تک تو نبھا ہی سکتا ہوں۔۔" اس نے بھی شوخ لہجے میں جواب دیا

"لیکن جو چیز میری ہو جائے میں اس کو کسی اور کا ہونے نہیں دیتی"

"چلو پھر تو اور بھی مزہ آئے گا کہ تم مجھے کہاں تک سینت کر رکھتی ہو۔۔" کندھے اچکاتے ہوئے اس کے چہرے پر معنی خیز مسکراہٹ تھی۔ ایک لمحہ سوچنے کے بعد تاباں نے گرمجوشی سے اس سے ہاتھ ملایا۔ ہاتھ کے مس ہوتے ہی ایک عجیب سا احساس اس کے جسم میں سرایت کر گیا۔ ایسا نہیں پہلے کبھی کسی لڑکے سے ہاتھ نہیں ملایا تھا مگر حازق کو چھونے کا احساس ہی الگ تھا۔ ایک عجیب سی تشنگی اس کے چھونے سے جسم میں پیدا ہوئی تھی۔ جو اس کی آنکھوں کا جام پیتے ہوئے بجھتی جا رہی تھی۔

آج کی رات بھی ادھر ہی گزارنے کا ارادہ ہے؟" اس بار رافدہ چلائی تھی

"ذرا صبر نہیں ہوتا تمہیں۔۔۔" تاباں نے بھی اسی انداز میں جواب دیا جس پر حازق مسکرا کر رہ گیا

☆ ☆ ☆ ☆

"دیکھیے! آپ کا اور ہمارا کنٹریکٹ تھا۔۔ لیکن آپ۔۔۔ مگر آپ جانتے بھی ہیں اس طرح مجھے کتنا۔۔ نہیں۔۔۔ آپ کو ہر حال میں یہ شو کرنا ہو گا۔۔!!" آفرین کچن سے ٹی وی لاؤنج تک کسی سے موبائل پر باتیں کرتے ہوئے آئی تھی۔ اس کے چہرے پر پریشانی عیاں تھی۔ وہ کسی کو آمادہ کرنے کی کوشش کر رہی تھی

"پلز۔۔" وہ منتوں بھرے لہجے میں استفسار کر رہی تھی مگر دوسرا شخص اس کی باتوں کو اہمیت ہی نہیں دے رہا تھا

"آپ کو جتنے پیسے چاہیے۔۔ میں دونگی مگر۔۔" ایک دم اس کے چہرے کا رنگ پھیکا پڑ گیا۔ دوسری طرف سے کال ڈسکنیکٹ کر دی گئی۔

"ہیلو۔۔۔سنیے۔۔۔" اس نے موبائل کی طرف دیکھا تو رابطہ منطقع ہو چکا تھا۔ اس نے حسرت کے ساتھ موبائل پر نظر دوڑائی اور پھر کھینچ کر موبائل صوفے پر دے مارا۔ یہ تو قسمت اچھی تھی کہ وہ بچ گیا ورنہ جتنی قوت سے اسے پھینکا گیا تھا، پرزے پرزے ہو جانا تھا۔ پیشانی پر پریشانی کے شکن ابھر آئے۔ اس نے ایک نظر سامنے دیوار پر لٹکے کلینڈر پر دوڑائی۔

"بیس تاریخ ہے آج۔۔ کتنا کم وقت بچا ہے۔۔" اس نے تقریباً سرگوشی کی تھی۔ حسرت کے ساتھ وہ صوفے پر دھڑام سے بیٹھی اور اپنے سر کو دونوں گھٹنوں پر رکھ لیا۔ اس کے بال آگے کو بکھر گئے۔ گھر میں اس وقت سناٹا تھا مگر یکدم کسی کے قدموں کی آواز پیدا ہوئی مگر اس نے سر اٹھا کر نہ دیکھا

"آپ ٹھیک تو ہیں ناں۔۔!!''کسی نے اس کی پشت پر ہاتھ رکھ کر پوچھا تھا۔وہ چونک کر اٹھی تو بال ایک جھٹکے سے پیچھے پشت پر بکھر گئے۔اس کے ساتھ ہی صوفے پر امید بیٹھا تھا۔

امید۔۔تم؟''وہ اسے یہاں دیکھ کر حیران ہوئی تھی۔وہ کالج بیگ کو دائیں کندھے پر لٹکائے اس کو یک ٹک دیکھ رہا تھا۔

کالج سے آج جلدی چھٹی ہو گئی۔اس لئے سوچا کہ آپ سے ملتا چلوں مگر آپ اتنی پریشان کیوں ہو؟''اس نے اپنے ہاتھوں سے آفرین کی زلفیں سمیٹتے ہوئے کہا تھا۔

"پریشان نہ ہوں تو اور کیا ہوں۔۔کچھ دن کے بعد ایک شو ہے اور جو ماڈل ہمارے بوتیک کو represent کر رہا تھا۔اس نے شو اٹینڈ کرنے سے منع کر دیا۔اب بھلا اتنے کم وقت میں نیا ماڈل کہاں سے ڈھونڈوں؟اور اگر مل بھی جائے تو اتنے کم وقت میں بھلا وہ کیسے شو میں شرکت کر سکتا ہے؟''اس کے چہرے پر ایک تاسف چھا گیا۔یہ سن کر امید کے چہرے پر بھی ہلکی سی مایوسی چھا گئی مگر وہ آفرین کو مسلسل حوصلہ دیتا رہا۔اپنے دونوں ہاتھوں میں اس کا چہرہ لیتے ہوئے کہا۔"

"دیکھیں۔۔آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔دیکھیے گا سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔اگر ایک ماڈل نے منع کیا ہے تو دیکھنا دوسرا ماڈل اس سے بھی زیادہ حسین اور خوبصورت ملے گا آپ کو۔۔جو آپ کی بوتیک کو چار چاند لگا دے گا۔۔''اس نے آگے بڑھ کر اپنے لب آفرین کی پیشانی پر نقش کئے۔آنکھیں بند کر کے اس نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا مگر پریشانی وہیں کی وہی تھی کہ ماڈل کہاں سے لایا جائے؟اپنا بیگ اتار کر اس نے ٹیبل پر رکھا اور اس کے ساتھ بیٹھ کر سوچنے لگا۔آفرین بھی اپنا سر دونوں ہاتھوں کے درمیان لئے بیٹھی سوچ رہی تھی۔تبھی امید کے چہرے پر ایک مسکراہٹ ابھری اور اس نے آفرین کی طرف دیکھ کر کہا

"ویسے ایک حل ہے۔۔''یہ سن کر آفرین نے ایک سیکنڈ سے پہلے امید کی طرف دیکھا

کیا؟

"اگر آپ چاہیں تو۔۔۔''وہ جھجکتے ہوئے کھڑا ہوا اور بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے مزید کہا

میں بن سکتا ہوں آپ کا ماڈل۔۔''امید کی بات سن کر آفرین کے چہرے پر مسکراہٹ چھا گئی

"اچھا مذاق تھا۔۔''آفرین نے اس کی باتوں کو مذاق سمجھا مگر وہ اس کے قدموں میں بیٹھ گیا

"میں مذاق نہیں کر رہا۔۔ میں سیریس ہوں میں آپ کا ماڈل بن سکتا۔ آپ کے ڈیزائن کئے گئے ڈریسز کو میں پہن کر شو میں شرکت کر سکتا ہوں۔۔" اس نے اتنے وثوق کے ساتھ کہا کہ آفرین بھی سوچنے پر مجبور ہو گئی۔ آفرین کو سوچتے ہوئے دیکھا تو وہ کھڑا ہوا اور اپنی ٹی شرٹ اتارنے لگا

"ارے یہ کیا کر رہے ہو۔۔؟" اس نے آفرین کی باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے ٹی شرٹ اتاری اور ٹیبل پر اچھال کر اپنی باڈی کی نمائش کی اور پھر ایک ماڈل کی طرح دو قدم چل کر دیکھایا۔

"دیکھیے، میری طرف۔ اتنا خوبصورت ہے میرا جسم اور پھر جسم کے خدوخال بھی تو کسی ماڈل سے کم ہے کیا؟ اور پھر اوپر سے ہٹا کٹا بھی ہوں۔۔ ڈولے شولے بھی ہیں اور پھر ویسے بھی آپ خود ہی تو کہتی ہیں کہ میں کسی ہیرو سے کم تھوڑی ہوں تو پھر آج اس ہیرو کو ماڈل بنا دیجیے۔۔" اس کی باتوں کو سن کر وہ کھڑی ہوئی اور اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا

امید! خوبصورت جسم ہونے سے ماڈل نہیں بنا جا سکتا۔ اس کے لئے ٹریننگ چاہئے ہوتی ہے

"تو آپ دیجیے ناں مجھے ٹریننگ۔۔ ویسے بھی مجھے بچپن سے ماڈل بننے کا شوق تھا۔ اس بہانے آپ کو اپنا ماڈل بھی مل جائے گا اور میرا شوق بھی پورا ہو جائے گا۔۔" اس بات نے آفرین کو پھر سے سوچنے پر مجبور کر دیا

"ایک تو آپ سوچتی بہت ہیں۔۔ سوچیں مت۔۔۔ بس عمل کریں۔۔ دیکھیے ناں ایک بار۔۔ ماڈل تو لگتا ہوں ناں۔۔" اس بار اس نے شریر لہجے میں کہا تھا

"تم کبھی سدھرو گے نہیں۔۔" ہنستے ہوئے گردن کو جھٹکا دیا

"اس کا مطلب ہاں۔۔۔" وہ خوشی میں چیخا تھا اور جب آفرین نے اثبات میں گردن ہلائی تو وہ ایک چھلانگ لگا کر صوفے پر چڑھ گیا۔

"یس۔۔۔" ایک ادا کے ساتھ وہ گھٹنوں کے بل صوفے پر بیٹھا تھا اور آفرین اس کو دیکھ دیکھ کر مسکراتی جا رہی تھی۔

☆ ☆ ☆ ☆

"نیلم تم نے حازق کو دیکھا؟" عدولا صبح سے چوتھی بار حازق کے کمرے سے ہو کر آئی تھی مگر وہ مسلسل خالی تھی۔ حازق کے ساتھ ساتھ حفلت بھی کمرے میں نہ تھا۔ اس بار بھی جب وہ خالی کمرہ دیکھ کر واپس آنے لگی تو ساتھ والے کمرے سے نیلم کو باہر نکلتے دیکھا۔ اس کو دیکھتے ہی اس نے سوال کیا

"نہیں۔۔ میں نے تو نہیں دیکھا بلکہ میرے خیال سے وہ کل سے کمرے میں آیا ہی نہیں۔۔" یہ کہہ کر وہ چلی گئی مگر عدولا ایک گہری سوچ میں ڈوب گئی

کل سے اپنے کمرے میں نہیں آیا۔۔ تو پھر کہاں گیا۔۔"اس نے کل کے بارے میں سوچا جب حازق نے اسے زبردستی کمرے سے نکالا تھا

"پہلے تو میری بے عزتی کی اور پھر خود غائب ہو گئے اور اب جب میں اس کے کمرے کا چکر لگا رہی ہوں تو جناب صاحب کا کچھ اتا پتا نہیں۔۔۔" وہ غصے میں بڑبڑاتی ہوئی اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہی تھی

"یہ بات میں کبھی نہیں بھولوں گی مسٹر حازق۔۔!" اس نے دہکتی آنکھوں سے پیچھے پلٹ کر ایک بار پھر حازق کے کمرے کی طرف دیکھا تھا

"کبھی نہیں۔۔۔" یہ کہہ کر وہ پائوں پٹختی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی

☆ ☆ ☆ ☆

"بھوک۔۔۔" پیٹ کو پکڑتے ہوئے رافدہ ایک پتھر پر بیٹھ گئی۔

"اب مجھ سے مزید نہیں چلا جا رہا۔۔۔ بھوک سے بہت برا حال ہے۔ کل سے کچھ نہیں کھایا۔۔۔" اس نے ہانپتے ہوئے کہا تھا۔ چہرے سے پسینہ ٹپ ٹپ گر رہا تھا۔ باقیوں کا بھی حال کچھ زیادہ اچھا نہ تھا۔ اس کے بیٹھنے کی دیر تھی کہ تاباں بھی اس کے سامنے ایک بڑے سے پتھر کی سہارے کھڑی ہو گئی۔ اس نے بھی اپنا ہاتھ پیٹ پر رکھا ہوا تھا۔ گہرے سانس لیتے ہوئے اس نے پسینہ صاف کیا۔ حازق بھی اس کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا ہو گیا۔ گرمی اور پیاس کی شدت سے اس کا وجود بہت گرم ہو چکا تھا۔ حفلت بھی درخت کے سہارے کھڑا تھا

"توبہ۔۔!! کتنے گرم ہو تم۔۔ ذرا پیچھے ہٹو۔۔" حازق سے پیچھے ہٹتے ہوئے تاباں نے کہا تھا

"لڑکیاں تو ہاٹ لڑکوں کو پسند کرتی ہیں اور تم پیچھے کر رہی ہو؟" اس حالت میں بھی وہ لائن مارنے سے باز نہیں آیا تھا۔ ہانپتے ہوئے اس نے تاباں کی طرف دیکھا تھا اور ہولے سے بھنوئوں کو اچکاتے ہوئے کہا تھا

"حازق۔۔" وہ بھی ہانپ رہی تھی

"بھوک تو مجھے بھی بہت لگ رہی ہے۔۔۔" حفلت بھی پیٹ کو پکڑے ہوئے تھا

"مگر اس جنگل میں کھانے کو کہاں ملے گا؟" حازق نے کڑوا سچ کہا تھا۔ رافدہ نے امید و آس کے ساتھ ادھر ادھر دیکھا مگر خشک پتوں کے سوا کچھ نظر نہ آیا

"اگر مجھے کھانے کو نہ ملا ناں۔۔ تو میری جان نکل جائے گی۔۔" رافدہ نے کہا تھا

منہ سنبھال کر۔۔!!" حفلت نے ٹوکا تھا

دیکھا!" تاباں نے حازق کی توجہ دونوں کی طرف مرکوز کروائی

"آخر عاشقی ہے۔۔!!" خشک لبوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔ اب تاباں نے بھی ادھر ادھر دیکھا مگر سفیدے کے اونچے اونچے درخت ہر سو تھے۔ تبھی اس کی نظر ایک درخت پر گئی جس پر جنگلی پھل اگے ہوئے تھے۔

"وہ دیکھو۔۔!!" تاباں نے ہاتھ بڑھا کر کہا تھا

کیا؟" رافدہ نے اس کے ہاتھ کا تعاقب کیا

"وائو۔۔ کچھ کھانے کو تو ملا مگر اتاریں کیسے؟ درخت پر چڑھنا مجھے تو نہیں آتا۔۔" حفلت نے اپنے ہاتھ کھڑے کر لئے۔ درخت کافی اونچا تھا اور پھل بھی درخت کی عین پِیک پر تھے۔

"تو مجھے کونسا آتا ہے۔۔" تاباں نے سوالیہ نظروں سے حازق کی طرف دیکھا تو اس نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔ چہرے پر آئی بہار ایک ہی پل میں مایوسی میں تبدیل ہو گئی

"درخت پر چڑھ کر پھل نہیں اتار سکتے تو کیا ہوا؟ پھلوں کو تو زمین پر لا سکتے ہیں۔۔" پھلوں کو دیکھ کر رافدہ میں بھی جوش ابھر آیا۔

سب کی سوالیہ نگاہوں کا جواب اس نے زمین سے پتھر اٹھا کر دیا اور ایک جھٹکے سے درخت پر نشانہ باندھا۔ پہلا نشانہ ہی پھل کو جا کر لگا اور وہ ٹوٹ کر زمین پر آ گرا۔ رافدہ نے بھاگ کر وہ پھل اٹھایا اور صاف کر کے کھانے لگی۔ اس کو دیکھا دیکھی تینوں نے پتھر اٹھائے اور نشانے باندھے شروع کئے۔ حلیف اور حازق بھی پھل اتارنے میں کامیاب ہو گئے مگر ہر بار تاباں کا نشانہ چوک جاتا۔ وہ مایوسی کے ساتھ تینوں کو دیکھنے لگی

"ادھر دیکھو۔۔ ایسے مارتے ہیں پتھر۔۔" تاباں کے چہرے کی مایوسی حازق نہ دیکھ سکا۔ اپنا پھل پتھر پر رکھا اور تاباں کے قریب آیا۔ اس کے پشت کے پیچھے جا کر اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں پکڑا اور پھر گھما کر پیچھے کیا

"پہلے بازو کو عین پیچھے لے جائو۔" اس کی سانسیں تاباں کے شانوں سے ٹکرا رہی تھی۔ حازق کے دل کی دھڑکن وہ اپنی پشت پر محسوس کر سکتی تھی۔ وہ خاموشی سے حازق کی ہدایات پر عمل کر رہی تھی کہ اس نے ایک جھٹکے سے اس کا ہاتھ اوپر دھکیلا۔ جس کی وجہ سے اس کے بازو میں ایک جھٹکا آیا۔

"آہ۔۔!!" وہ چیختی ہوئی پیچھے ہٹی۔

"کوئی ایسے جھٹکا دیتا ہے کیا؟" وہ اپنے بازو کو مسلنے لگی۔ حفلت اور رافدہ دیکھ کر ہنس رہے تھے۔

"ارے پہلے ادھر تو دیکھو۔۔" حازق کے کہنے پر اس نے زمین پر دیکھا تو دو پھل زمین پر گر چکے تھے۔ جنہیں دیکھ اس کا غصہ اڑنچھو ہو گیا۔ دوڑ کر پھل اٹھائے اور مزے سے کھانے لگی۔ حازق بھی ہنستے ہوئے آگے بڑھا اور اپنا پھل اٹھا کر کھانے لگا

"بالکل سیب کی طرح ذائقہ ہے۔۔" رافدہ نے کہا تھا

"نہیں۔۔۔ ناشپاتی کی طرح ہے" تاباں نے تردید کرتے ہوئے کہا مگر رافدہ اپنے بیان پر قائم تھی اور تاباں اس کی مسلسل تردید کرتی جا رہی تھی۔ پہلے تو دونوں حفلت اور حازق بحث کا مزہ لیتے رہے مگر بعد میں خود بھی میدان میں کود پڑے لیکن جب بحث حد سے آگے بڑھتی دیکھائی دی تو معاملہ کو رفع دفع کروایا۔

"کھانے کو مل گیا۔۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپس میں لڑا جائے۔۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جنگل سے نکلنے کا راستہ ڈھونڈا جائے۔۔ ہمیں کسی بھی طرح رات سے پہلے پہلے ہوٹل پہنچنا ہے۔۔"حفلت نے کہا تھا

ہاں یار میں تو بھول ہی گیا۔۔ کل تو ویسے بھی واپسی ہے۔۔ اگر آج ہاٹل نہ پہنچے تو۔۔" حازق نے اپنی بات ادھوری چھوڑ دی۔ سب ایک دوسرے کا چہرہ تکنے لگے

یار اچھی اچھی سوچو۔۔۔ دیکھنا آج ہم جنگل سے نکل ہی جائیں گے۔۔" تاباں نے پسینہ صاف کرتے ہوئے کہا تھا

"چلو پھر چلنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔۔"حفلت نے کہا

"اب پھر چلنا ہے۔۔" چلنے کا نام سنتے ہی تاباں کو چکر آنے لگے۔

"کہو تو بانہوں میں اٹھا لوں۔۔!!" حازق نے فوراً پیشکش کی

"اور پھر تمہیں کون اٹھائے گا۔۔"حفلت نے سارے رومینس پر پانی پھیر دیا

☆ ☆ ☆ ☆

آسمان پر سرخی نے اپنا نیا تاثر بکھیر دیا۔ پرندے بھی چہکتے ہوئے اپنے اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے مگر وہ ابھی تک خاک ہی چھان رہے تھے۔ خزاں رسیدہ پتوں پر چلنے سے پتوں کی چرچراہٹ تو پیدا ہوتی مگر منزل نامراد ہی رہتی۔ سب چل چل کر تھک چکے تھے۔

"یار! مجھے لگتا ہے آج کی رات بھی ہمیں جنگل میں ہی گزارنی پڑے گی۔ کچھ دیر میں اندھیرا ہو جائے گا۔ ہمیں کسی محفوظ جگہ کو ڈھونڈنا چاہیئے تاکہ رات بآسانی گزار سکیں۔۔"حفلت نے تھکے ماندہ شخص کی طرح جھکتے ہوئے کہا تھا۔

"یار اب تو مجھے خود میں سے بھی بُو آ رہی ہے۔ کل سے نہایا بھی نہیں ہوں۔۔" حازق نے بغل اٹھا کر سونگھتے ہوئے کہا

"تمہیں نہانے کی پڑی ہے۔۔۔!! پہلے اس جنگل سے تو نکل جاؤ پھر جی بھر کے نہا لینا۔۔" تاباں نے فوراً ٹوکا

"لوجی اب تم شروع ہوگئی۔۔!!" حازق کی بات پر حفلت کے چہرے پر مسکراہٹ چھاگئی۔ مگر یہ مسکراہٹ مصنوعی تھے۔ سب کے چہرے پر ایک اداسی تھی جو اس جنگل میں پھنس جانے کی وجہ تھی۔ دور انہیں ایک بڑا سا بوہڑ کا درخت نظر آیا۔ سب نے سوچا اس درخت کی اوٹ میں رات گزاری جائے چنانچہ سب اس کے پاس گئے اور اس کے نیچے بیٹھ گئے۔

تھینک گاڈ۔ جگہ تو ملی کوئی رات گزارنے کے لئے۔۔"سکھ کا سانس لیتے ہوئے رافدہ نے کہا تھا۔ آسمان پر ہلکے ہلکے بادل چھاگئے" ۔روشنی مزید مدھم ہوگئی۔ ٹھنڈی ہوا سے تاباں کے بال لہرانے لگے۔ وہ درخت کے ساتھ ٹیک لگائے ستانے لگی تھی کہ اس کو اپنی کمر پر کسے کے چھونے کا احساس ہوا۔ وہ احساس اس کی گردن کے قریب آتا جارہا تھا۔ پہلے تو شرماتے ہوئے خاموش رہی مگر پھر آہستہ سے بولی

"یار حازق۔۔بس کرو۔۔۔"اس کی بات سن کر حازق چونک اٹھا

"کیا بس کروں؟"اس نے کندھے اچکاتے ہوئے پوچھا

" وہی جو تم کر رہے ہو۔۔۔"اس نے بنا دیکھے کہا

"میں تو کچھ نہیں کر رہا۔۔" یہ سن کر تاباں کو ایک جھٹکا لگا۔

"تم کچھ نہیں کر رہے تو پھر یہ۔۔"اس نے آہستہ نے گردن کو حرکت دی تو اس کی چیخ نکل گئی اور ایک جھٹکے سے وہاں سے اٹھی۔ اس کے اٹھتے ہی سب بھی اپنی جگہ جگہ سے اٹھے۔ تاباں بری طرح ہانپ رہی تھی۔

کیا ہوا؟"رافدہ کے پوچھنے پر تاباں نے ہاتھ آگے بڑھایا

سس سس سانپ۔۔"رافدہ کی آواز میں بھی کپکپاہٹ پیدا ہوگئی

"یہاں رکنا خطرے سے خالی نہیں ہے۔ چلو یہاں سے۔۔۔"وہ سانپ تیزی سے ان کی طرف بڑھنے لگا تھا۔ اس سے پہلے وہ ان تک پہنچتا، حفلت نے رافدہ کا ہاتھ پکڑا اور وہاں سے بھاگنے کی کوشش کی۔ تاباں وہیں شاک کھڑی رہی، حازق نے اس کا ہاتھ پکڑا اور وہاں سے جانے کو کہا مگر وہ اس قدر ڈر چکی تھی کہ اس سے ہلا بھی نہ گیا۔

"یار جلدی کر۔۔"حفلت نے پیچھے مڑ کر کہا تھا

"تاباں چلو یہاں سے۔۔" حازق اسے بار بار جانے کو کہہ رہا تھا مگر وہ وہیں کھڑی یک ٹک سانپ کو دیکھتی رہی۔ جب سانپ اور ان میں فاصلہ بہت کم رہ گیا تو حازق کے سمجھ میں کچھ نہ آیا اس نے گود میں تاباں کو اٹھایا اور وہاں سے نکل گیا۔ کچھ فاصلے پر پہنچنے کے بعد اس نے تاباں کو ایک پتھر پر بٹھایا مگر وہ ابھی تک شاک تھی۔ اسے ابھی بھی سانپ کا احساس اپنی کمر پر ہو رہا تھا

"ہوش میں آئو۔۔ تاباں۔۔" رافدہ نے اسے جھنجوڑا

"سس سس سانپ۔۔" اس نے ہکلاتے ہوئے کہا تھا

"چلا گیا سانپ۔۔ تم ٹھیک ہو جائو۔۔" رافدہ نے اس کے پیٹھ کر تھپتھپاتے ہوئے کہا تھا مگر اس کے چہرے پر اداسی تھی جو باقی تینوں کو بھی اپنے لپیٹ میں لے گئی۔

☆ ☆ ☆ ☆

"سب اپنی اپنی پیکنگ کرو۔۔ دیکھو۔۔ کوئی اپنی چیز ہاٹل میں نہ بھولے۔۔ صرف ایک گھنٹے میں بس واپسی کے لئے روانہ ہو رہی ہے۔۔" یہ آرڈر سنتے ہی سب نے افرا تفری میں اپنی اپنی پیکنگ شروع کر دی۔ کسی کو اپنی یا اپنے دوستوں کے سوا کسی کی ہوش نہیں تھی۔ عدولا نے حازق کے کمرے کا جائزہ لیا مگر وہ ابھی تک غائب تھا

"یہ اس رومز کے سٹوڈنٹس کہاں ہے؟" ایک آواز عدولا کے کانوں میں گونجی تو پیچھے سر مشتاق تھے۔ وہ کچھ دیر پہلے سوچتی رہی مگر جب اس کے کانوں میں حازق کے الفاظ گونجے تو اس کے تن میں جیسے آگ لگ گئی

"پتا نہیں کہاں کہاں سے اٹھ کر آجاتی ہیں۔۔"

"مجھے کہا تھا ناں یہ۔۔ اب دیکھنا حازق میں تمہارے ساتھ کیا کرتی ہوں۔۔" دل میں بڑبڑاتے ہوئے وہ آگے بڑھی اور سر مشتاق کے پاس جا کر کہنے لگی

"سر اس روم میں حازق اور حفلت رہتے تھے اور یہ دونوں پرسوں ہی واپس چلے گئے تھے" اس نے جھجکتے ہوئے کہا تھا

"واپس چلے گئے؟ کیا مطلب ہے تمہارا؟"

''سر انہیں کوئی کام تھا۔ جس وجہ سے وہ دونوں واپس چلے گئے۔۔انہوں نے مجھے کہا تھا کہ آپ کو بتادوں مگر میں بھول گئی۔۔'' یہ سن کر وہ کچھ دیر خاموش رہے اور پھر اثبات میں سر ہلا دیا

''اچھا چلو۔۔۔باقی سب جانے کی تیاری کرو۔۔ جلدی سے۔۔۔شاباش۔۔'' یہ کہہ کر وہ چلے گئے،عدولا کے چہرے پر ایک شاطرانہ مسکراہٹ ابھری

''اب پتا چلے گا حازق۔۔عدولا کی بے عزتی کرنے کا انجام۔۔۔'' گردن جھٹک کر وہ اپنے روم کی طرف چل دی

☆ ☆ ☆ ☆

''جلدی چلو۔۔یار۔۔۔''سب سے زیادہ جلدی حفلت کو تھی۔وہی سب کی راہنمائی کر رہا تھا۔حازق اور تاباں شاید ایک ہی طبیعت کے واقع ہوئے تھے۔دونوں سست روی کا شکار تھے۔

''بس نکلتی ہی ہوگی ہوٹل سے اور تم ابھی تک رینگ رہے ہو۔۔جلدی کرو۔۔۔''حفلت نے تنبیہہ کی تھی

''انہیں تو لگتا ہے جنگل کچھ زیادہ ہی پسند آگیا ہے تبھی یہاں سے نکلنے کا نام ہی نہیں لے رہے۔۔۔''رافدہ نے لقمہ دیا

''اب بس کرو تم دونوں۔۔تم بھی تو ایک سے ہو۔۔اپنے دوستوں کا خیال ہی نہیں۔۔۔بس چلے جارہے ہو چلے جارہے ہو۔۔ہنہ۔۔''گردن جھٹکتے ہوئے وہ ایک درخت کے نیچے ذرا ستانے ٹھہری تھی۔

''وہ اس لئے کہ ہمیں جنگل سے نکلنا ہے ابھی کہ ابھی۔۔۔''رافدہ نے کہا

''تو جاؤ۔۔ہم نے کوئی روکا ہے۔۔''حازق نے دوٹوک کہا

''ہم چلیں بھی جائیں گے۔۔۔''ہلکا لیتے ہوئے حفلت نے کہا تھا

''تو جاؤ۔۔۔''تاباں نے جھلا کر کہا تو رافدہ اور حفلت ایک دوسرے کو تکنے لگے۔اور کچھ سوچتے ہوئے آگے بڑھے

''چلے تو ہم جاتے مگر سوچ رہے ہیں کہ تمہیں بھی اپنے ساتھ لیتے چلیں۔۔کہاں تم بھٹکتے رہو گے اس جنگل میں۔۔۔''رافدہ نے خوشامد کرتے ہوئے تاباں کے کندھوں پر ہاتھ رکھا

''اوہ۔۔۔''بھنویں اچکاتے ہوئے تاباں نے حازق کی طرف اشارہ کیا۔

'''چل اچھا۔۔۔اب چل بھی۔۔دیر ہو رہی ہے۔۔''تاباں کا بازو کھینچ کر اسے چلنے پر مجبور کیا اور آخر تنگ و دو کے بعد وہ تیسرے دن جنگل سے نکلنے میں کامیاب ہو ہی گئے۔دور سے ہی انہیں شور شرابے کی آواز سنائی دینے لگی

''تاباں۔۔یہ سنا تم نے شور؟''حازق نے رک کر کہا تھا

''یہ۔۔یہ تو۔۔بس کی آواز ہے۔۔''خاموشی سے آواز کو پہنچانتے ہوئے تاباں چیخی تھی۔بس کے سٹارٹ ہونے کی آواز آرہی تھی

''بھاگو۔۔۔''چاروں ایک دم چلائے تھے اور بھاگتے ہوئے آواز کا تعاقب کیا مگر آواز قریب ہونے کی بجائے دور ہوتی گئی۔جیسے ہی وہ گھنے جنگل سے باہر نکلے تو الوداع کہتے ہوئے بس کو پایا

''ہیلو۔۔۔۔۔۔!!''رافدہ چیخی تھی

''ایکسکیوزمی۔۔۔۔۔۔!!''حفلت نے بس کا تعاقب کیا مگر بے سود

''گئی بھینس پانی میں۔۔''تاباں نے افسوس کرتے ہوئے کہا تھا۔حازق نے بس سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا۔حفلت اور رافدہ غصے میں تاباں اور حازق کی طرف پلٹے

''ایسے کیا دیکھ رہے ہو تم؟''تاباں نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا تھا مگر وہ دونوں خاموش رہے اور ان کی طرف بڑھتے رہے

''یار حفلت!کیا ہوا؟''حازق بھی تھوڑا سا جھجکا تھا۔دونوں کے پاؤں پیچھے سرکنے لگے جبکہ وہ دونوں آگے بڑھتے جارہے تھے۔

''یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔۔!!''حفلت غرایا

''تم دونوں کی سست روی کی وجہ سے یہ سب مِس ہوئی ہماری۔۔''رافدہ چلائی

''تیز نہیں چل سکتے تھے؟''حفلت غرایا

''پیروں میں جان نہیں تھی؟''رافدہ آگے بڑھتی گئی۔ تاباں نے انجانے میں حازق کا ہاتھ پکڑ لیا اور دو چار قدم پیچھے ہٹی۔

حازق بھی اس کے ساتھ ساتھ پیچھے کی طرف ہٹ رہا تھا

''اب کیسے جائیں گے واپس؟''حفلت غراتا جا رہا تھا

''یار۔۔ذرا حوصلہ۔۔''خشک لبوں پر زبان پھیرتے ہوئے حازق نے کہا تھا

''حوصلہ؟ تم کہتے ہو حوصلہ رکھوں۔ پچھلے تین دنوں سے جنگل میں بھٹک رہے تھے اور اب جب واپس آئے تو تمہاری وجہ ہماری بس نکل گئی اور تم کہتے ہو حوصلہ رکھوں۔۔ کیسے؟'' حفلت اور رافدہ اپنا غصہ تاباں اور حازق پر اتار رہے تھے۔وہ دونوں خاموشی کے ساتھ ان کی بات سنتے رہے اور جب اس کا غصہ ٹھنڈا ہوا تو وہ اپنے اپنے کمرے میں واپس آئے اور جی بھر کے کھانا کھایا اور واپسی کے لئے اپنا سامان باندھا۔ اپنا اپنا بیگ ہاتھوں میں پکڑے وہ شام تک ہاٹل کے باہر تھے۔

''اب کیسے جائیں واپس؟''حفلت نے حازق سے پوچھا تھا

''کیسے کا کیا مطلب ہے؟ لیتے ہیں کوئی لفٹ شفٹ۔۔۔'' حازق نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا تھا۔ آسمان پر سیاہ بادل چھانے لگے۔ ہواؤں نے اپنی رت بدل لی۔ ہوا ہولے ہولے سب کے چہروں کو تھپتھپا رہی تھی۔

''ویسے اس موسم میں لفٹ لینے کا مزہ ہی کچھ اور ہے۔۔''تاباں نے خوش ہو کر کہا تھا مگر رافدہ کی طنزیہ نظروں نے اس کی خوشیوں کو پھیکا کر دیا

''اب چلیں پھر۔۔''کندھے اچکاتے ہوئے حازق آگے بڑھا۔ چار و ناچار حفلت اور رافدہ بھی اس کے پیچھے چل دیئے۔ سڑک بالکل سنسان تھی۔ ہوا کے جھونکوں کے زیر اثر خشک پتے درختوں کی ٹہنیوں کو ہمیشہ کے لئے الوداع کہتے ہوئے ان کو قدموں کو آ آ کر چوم رہے تھے۔ اکا دکا بس گزرتی مگر ان کے اشاروں کو وہ نظر انداز کرتے ہوئے چلتی بنتی۔

''ایک تو کوئی لفٹ دینے کو تیار ہی نہیں۔۔''حفلت نے کہا

''ویسے اتنے رومینٹک موسم میں تو چلنے کا اپنا مزہ ہے۔۔ کیوں تاباں؟'' حازق نے شوخ لہجے میں کہا تھا

''ہاں بالکل۔۔کتنا سہانا موسم ہے۔۔ہلکی ہلکی ہوا۔۔بھینی بھینی جنگل کی خوشبو۔۔پتوں کی سرسراہٹ۔۔''وہ ایک پل کے لئے سب کچھ بھول گئی

''بہت رومینٹک موسم ہے۔۔ ہنہ۔۔۔''رافدہ نے طنزیہ کہا تھا۔حفلت باتوں سے زیادہ کسی لفٹ کا انتظار کررہا تھا۔خدا خدا کر کے ایک ٹرک آتا دیکھائی دیا۔حازق اور تاباں تو باتیں کرتے کرتے آگے نکل چکے تھے مگر حفلت اور رافدہ پیچھے کھڑے اس ٹرک سے لفٹ کے لئے منت سماجت کرنے لگے۔ٹرک ڈرائیور بھی کچھ رحم دل تھا۔اس نے حامی بھرلی۔پہلے حفلت چڑھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رافدہ کو چڑھایا۔حازق نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو دونوں کو غائب پایا

''یہ کیا؟دونوں کہاں گئے؟''حازق نے حیرت کے ساتھ ادھر ادھر دیکھا۔تاباں بھی پلٹی مگر اسے بھی وہ دونوں نظر نہ آئے

''ابھی تو یہیں تھے۔۔''اتنے میں ٹرک ان کے پاس آیا اور اندر سے رافدہ کی آواز آئی

''چلو آجاؤ۔۔''رافدہ نے معنی خیز لہجے میں کہا

''یار تم۔۔۔؟؟''

''مجھے پہلے ہی پتا تھا کہ تم باتوں کے علاوہ کچھ نہیں کرسکتے۔۔چلو اب آجاؤ۔۔''حفلت نے کہا تھا

''مگر کہاں۔؟؟''

''میرے سرپر۔۔۔ظاہر ہے پیچھے ہی بیٹھوگے۔۔جاؤ پیچھے بیٹھ جاؤ جاکر۔۔''رافدہ نے منہ چڑھا کر جواب دیا تھا۔پیچھے کا سن کر دونوں چونکے مگر اس کے علاوہ کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔ایک دوسرے کو ایک لمحہ تکنے کے بعد پیچھے کی طرف چل دیئے۔پیچھے جاکر دیکھا تو پورے ٹرک میں صرف تُوڑی تھی۔بیٹھنے کے لئے ایک بالشت بھی جگہ نہ تھی۔

''ادھر بیٹھیں گے ہم؟''حازق نے منہ بسوڑتے ہوئے پوچھا تھا

''اور کر بھی کیا سکتے ہیں؟''شانے اچکاتے ہوئے تاباں نے جواب دیا تھا۔ٹرک کی سائیڈ پکڑ کر تاباں نے چڑھنے کی کوشش کی مگر اونچائی اتنی زیادہ تھی کہ اُس سے چڑھا ہی نہ گیا اور وہ اوپر چڑھنے کی بجائے نیچے گرگئی۔یہ دیکھ کر حازق ہنسے بغیر نہ رہ سکا۔

''چڑھ گئے؟''رافدہ چلائی تھی مگر آواز ان تک نہ پہنچ سکی

''چڑھ ہی گئے ہونگے۔۔ آخر اتنی دیر ہوگئی ہے۔ آپ چلیں۔۔''حفلت کے کہنے پر ڈرائیور نے ٹرک سٹارٹ کیا اور پھر آہستہ آہستہ چلانے لگا.

''اوہ۔۔۔ٹٹ۔۔ٹٹ ٹرک۔۔۔''تاباں ہاتھ بڑھاتے ہوئے تتلا رہی تھی مگر حازق تھا کہ اس کا اشارہ سمجھ ہی نہیں پا رہا تھا۔

''پہلے کھڑی تو ہو جاؤ۔۔بعد میں چڑھ جانا ٹرک پر۔۔''ٹرک نے آنکھوں کے سامنے سے اوجھل ہونے میں دو سیکنڈ نہیں لگائے۔ موسم کی شدت میں اضافہ ہو گیا۔ تند خو ہوائیں اور پتوں کی سرسراہٹ مسلسل تیز ہوتی جا رہی تھی۔ آسمان کی نیلاہٹ سیاہی میں تبدیل ہونے میں قطعاً دیر نہیں لگی۔ ہر شے اپنے سائے کی مثل نظر آ رہی تھی۔

''ٹرک ہوگا تو چڑھوں گی ناں۔۔ذرا پیچھے دیکھو پلٹ کر۔۔۔''تاباں کے کہنے پر جیسے ہی وہ پلٹا تو اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ لمبی سنسان سڑک ان دونوں کو منہ چڑھا رہی تھی۔ تاحد نگاہ صرف ویرانی تھی۔

''کہاں گیا ٹرک؟''منہ بگاڑ کر چلایا

''چلا گیا۔۔۔''

''کہاں؟ مجھے لئے بغیر۔۔۔؟''اس نے کندھے پر لٹکایا بیگ کھینچ کر زمین پر پھینکا تو آسمان نے بھی گرجنا شروع کر دیا۔ ہلکی ہلکی بوندیں آسمان سے ٹپکنا شروع ہو گئیں۔ تاباں نے ایک نظر آسمان پر دوڑائی تو جیسے سیاہی کا بگولا اس کے سر پر امڈ آیا۔ ایک زور دار گرج فضا میں گونجی۔ پرندے بھی اب خاموش ہو گئے۔ پتوں کی سرسراہٹ بھی کم ہو گئی۔

''صرف تمہیں ہی نہیں۔۔مجھے بھی لئے بغیر۔۔اللہ اللہ کر کے ملا تھا ایک ٹرک۔۔وہ بھی چلا گیا۔ موسم بھی خراب ہوتا جا رہا ہے۔ اب کیسے جائیں گے؟''منہ بگاڑ کر کہا

''لگتا ہے اب بس سٹینڈ تک پیدل ہی جانا پڑے گا۔۔ چلو چلتے ہیں اس سے پہلے کہ بارش شروع ہو جائے۔''یہ کہہ کر وہ دوبارہ اس سمت چل دیا جس سمت ٹرک انہیں چھوڑ کر گیا تھا۔ ایک ثانیے کھڑے رہنے کے بعد تاباں بھی اس کے پیچھے چل دی۔ ایک ہاتھ سے بیگ اٹھائے اور دوسرے ہاتھ کو سینے کے گرد لپیٹے وہ بارش کی ٹھنڈی بوندوں سے مقابلہ کرنے کی کوشش کر

رہی تھی۔ حازق نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا تو وہ مکمل طور پر بھگ چکا تھا۔ ہونٹ بھی نیلے پر گئے تھے۔ بالوں سے پانی کی بونیں بارش کے قطروں کی مانند ٹپ ٹپ گر رہی تھیں۔ وہ رکا اور کندھے پر لٹکایا ہوا بیگ زمین پر رکھا اور اپنی جیکٹ اتار کر اس کے شانوں پر رکھی۔ اس نے بھی بنا کچھ کہے اس جیکٹ کو اپنے گرد لپیٹ لیا۔

''تم اپنے لئے کچھ نکال لو بیگ سے۔۔۔'' کپکپاتے ہونٹوں سے اس نے کہا تھا

''جن کا خون گرم ہو ان کو سردی نہیں لگتی جناب۔۔!!'' اپنے بالوں کو ایک ادا سے جھٹکتے ہوئے جواب دیا اور پھر بیگ اٹھا کر چل دیا۔ بارش کی بوندوں میں تیزی آ گئی۔ پچھلے بیس منٹ سے بارش میں چلتے چلتے حازق کا وجود بھی مکمل طور پر بھیگ چکا تھا۔ وائیٹ ٹی شرٹ جسم کے ساتھ بالکل چپک چکی تھی۔ مگر وہ اب بھی بنا کوئی تاثر دیئے چلتا جا رہا تھا

''مجھے تو اب بہت سردی لگ رہی ہے۔۔ اب کہیں بارش کے رکنے کا انتظار کر لیں؟'' تاباں کہ کہنے پر وہ ادھر ادھر دیکھنے لگا مگر ٹھہرنے کے لئے کچھ نظر نہ آیا۔

''لیکن یہاں تو سایہ دار کوئی جگہ نہیں ہے۔۔'' حازق نے کندھے اچکاتے ہوئے جواب دیا

''وہ دیکھو۔۔'' تاباں نے سڑک کے دائیں کنارے پر موجود دو درختوں کی طرف اشارہ کیا جس کی ٹہنیاں آپس میں جڑی ہوئی تھیں۔

''وہ۔۔ بھلا ادھر کیسے بارش سے بچا جا سکتا ہے؟'' حازق نے استفسار کیا

''چلو تو صحیح میں بتاتی ہوں۔۔'' تاباں کے کہنے پر وہ اس کے پاس گئے۔ تاباں نے پہلے اپنا بیگ اور بعد میں حازق کا بیگ لے کر اس کی ٹہنیوں پر رکھا تو اس کے نیچے مشکل سے دو لوگوں کے بیٹھنے کی جگہ بن گئی۔

''واہ۔۔ کیا دماغ لگایا ہے۔۔'' تالیاں بجا کر اس کی عقل کی داد دی۔

''شکریہ۔۔!! جب انسان مشکل میں ہوں ناں تو اس مشکل سے نکلنے کے لئے یہ دماغ ایسے دوڑتا ہے جیسے ایک ایسے شیر کئی دنوں کے بعد شکار کو دیکھ کر دوڑتا ہے۔'' تاباں نے بھی اس سائے کی نیچے بیٹھتے ہوئے کہا تھا۔ حازق باہر ہی کھڑا بارش کا مزہ لیتا رہا۔ ہاتھ کھول کر ہوا میں لہراتے ہوئے بارش کی بوندوں کو اپنے جسم میں سمانے کی ہر ممکن سعی کر رہا تھا۔ وہ بھی اپنے بازو کو گھٹنوں پر

رکھے اور پھر ان پر اپنی ٹھوڑی ٹکائے حازق کو دیکھتی جا رہی تھی۔ اسے ایسا بالکل نہیں لگا جیسے وہ حازق سے صرف تین پہلے ملی ہے۔ کوئی اوٹ، کوئی ہچکچاہٹ ان کے درمیان تھی ہی نہیں۔۔ بے تکلفی نے ایسا ڈیرہ جمایا کہ دونوں کو اتنے قریب کر دیا کہ وہ اس کے ساتھ خود کو شمار کرنے لگی۔ آنکھیں بند کر کے اپنے آپ کو اس کے ساتھ بارش کی میں بھیگتا ہوا محسوس کر رہی تھی۔ کبھی اس کے پشت پر ہاتھ ٹکائے اس کے گرد چکر لگانے کا احساس تو کبھی اس کے سینے پر سر رکھ کر دل کی دھڑکن سننے کا احساس اس کو اندر ہی اندر سے حازق کی طرف مائل کر رہا تھا۔ آنکھوں کی چاشنی دیدار جام سے بڑھتی ہی جا رہی تھی۔ ہلکی بوندیں پہلے تیز اور پھر تیز سے تیز تر ہوتی گئیں۔ گرج چمک بھی بڑھ گئی مگر وہ اب بھی ایک آزاد پنچھی کی طرح ہاتھ کھولے کھڑا تھا۔ جیسے اپنے آپ میں سمونے کی اجازت دے رہا ہو اور چیخ چیخ کر کہہ رہا ہو کہ تاباں جلدی آؤ، میری بانہیں تمہارے انتظار میں کھلی ہیں۔ تم اپنے وجود کو میرے سینے پر رکھ کر ان کھلی بانہوں کو بند کرنے کی اجازت دو تاکہ یہ آرام کر سکیں۔ بھلا ایسا کیسے ہو سکتا تھا کہ عشق پکارے اور محبوب خاموش رہے۔ آہستہ سے اس نے اپنے ہاتھ حازق کے شانوں پر رکھے تو جیسے عشق کو قرار آ گیا۔ کھلی بانہیں یکدم بند ہو گئیں۔ آنکھیں کھول کر اس نے تاباں کی طرف دیکھا تو جیسے آنکھوں ہی آنکھوں میں ایجاب و قبول کی ساری رسمیں ادا ہو گئیں۔ وہ مقناطیسی نگاہوں سے اس کے وجود کو اپنی طرف کھینچ رہا تھا اور وہ بھی بالکل لوہے کی طرح مقناطیس کی طرف کھینچی چلی جا رہی تھی۔ بس اس کے ساتھ مس ہونا باقی تھا۔

''ایسے بھیگنے سے بیمار ہو جاؤ گے۔۔ تم بھی آ جاؤ اس شیلٹر کے نیچے۔۔'' طوفانی بارش میں آواز مدھم تھی مگر وہ اس کے ہلتے لبوں کے مطلب کو اچھی طرح سمجھ چکا تھا۔ اپنے ہاتھوں کو بالوں پر پھیرا اور اس کے ساتھ شیلٹر کے نیچے آ گیا۔ صرف چند سیکنڈز میں تاباں بھی حازق کی مانند بھیگ چکی تھی۔ دونوں اس شیلٹر کے نیچے اکڑوں بیٹھ گئے۔ ہواؤں نے اپنا رخ بدلا تو کچھ بوندوں نے ان کے بھیگے وجود کو مس کرنا شروع کر دیا۔ حازق مسلسل اپنے ہاتھوں کو رگڑتے ہوئے سردی کی شدت کو کم کرنے کی کوشش میں مصروف تھا

''اب کہاں گیا گرم خون؟'' ہنستے ہوئے تاباں نے کہا تھا

''بس جذبات کی نظر ہو گیا۔۔'' معنی خیز نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے ذو معنی بات کی تھی۔ ایک بار پھر اس نے اپنی مقناطیسی نگاہوں سے تاباں کو اپنے حصار میں لینا چاہا مگر اس نے فوراً اپنی آنکھیں پھیر لی اور اس کی چال سے بچ گئی۔ اس

کے چہرے پر مسکراہٹ چھا گئی اور اپنا چہرہ دوسرے رخ پھیر لیا۔ طوفان کی شدت میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ ویران سڑک طوفان میں مزید ویران ہو گئی۔ آسمان کی طرف دیکھا تو جیسے بادلوں نے وہی بسیرا کر لیا۔ دور دور تک سیاہی تھی۔ روشنی کی ایک کرن بھی نظر نہیں آ رہی تھی اور وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھے بادلوں کے چھٹنے کا انتظار کر رہے تھے۔

''لگتا ہے آج بادلوں کا ساری رات بسیرا کرنے کا ارادہ ہے۔۔!!'' تاباں نے کہا تھا

''لگتا تو کچھ ایسا ہی۔۔۔!! چلو اس بہانے ایک خوبصورت لڑکی کے پہلو میں رات گزارنے کا موقع مل گیا۔۔'' کندھوں سے ہلکا سا اس کا شانہ جھٹکتے ہوئے شوخ لہجے میں کہا تو اس کی آنکھوں میں بھی شوخی ابھر آئی

''کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تم۔۔''

''بھئی زندگی انجوائے کرنے کے لئے ہے۔ ہر لمحے کو انجوائے کرنا چاہئے۔ آخر یہ چھوٹے چھوٹے حسین پل ہی تو آگے زندگی میں یاد آتے ہیں۔۔ جیسے آج کی رات تم کبھی نہیں بھول پاؤ گی۔۔'' بہکتی نظروں سے حازق نے اپنے بازو تاباں کے گرد حمائل کئے تو اس نے مضبوطی سے جیکٹ کو پکڑ لیا۔

☆ ☆ ☆ ☆

اسے دروازے پر دستک دیتے ہوئے دو منٹ گزر چکے تھے مگر وہ دروازہ کھولنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا

''لگتا ہے گھر پر نہیں ہے۔۔'' پریٹی نے کہا تھا

''نہیں پریٹی۔۔ کل میں نے خود کہا تھا کہ میں اس کے گھر آؤں گی تو پھر یہ کیسے جا سکتا ہے کہیں؟ کہیں سو نہ رہا ہو۔۔۔''

ایک بار پھر اس نے دروازے پر دستک دی۔ اس بار اندر سے ایک آہٹ سنائی دی

''امید دروازہ کھولو۔۔ میں ہوں آفرین۔۔''

''آفرین۔۔'' یہ نام سنتے ہی اس نے اپنی آنکھیں کھولی اور ایک لمبی انگڑائی لے کر سستی کو بھگایا۔ بالوں کو جلدی جلدی میں سیٹ کر کے فوراً دروازہ کھولا

''سوری آپ کو انتظار کرنا پڑا۔۔ دراصل میں سو رہا تھا۔۔ اندر آیئے۔۔''اس سے پہلے کہ آفرین اس سے کچھ پوچھتی۔اس نے خود ہی وضاحت کر دی اور دونوں کو صوفے پر بیٹھنے کو کہا

''ویسے آپ صبح صبح ؟؟ کوئی کام تھا کیا؟''اس نے حیرت سے استفسار کیا تھا۔ امید کے سوال پر آفرین کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔

''ارے بھول گئے ؟ کل تم ہی نے تو کہا تھا کہ تم میری بوتیک کو represent کرو گے،ماڈل کے طور پر۔۔۔''ابھی آفرین نے یہی کہا تھا کہ اس نے اپنا ہاتھ زور دار آواز کے ساتھ سر پر مارا

''اوہ۔۔شٹ میں بھول گیا۔۔ آپ پلز۔۔ دو منٹ بیٹھیں۔۔میں ابھی فریش ہو کر آتا ہوں۔۔ صرف دو منٹ۔۔۔''یہ کہتا ہوا وہ واش روم کی طرف چل دیا

''کوئی بات نہیں۔۔''مسکراتے ہوئے آفرین نے کہا تھا۔

''اس لڑکے کے بارے میں سوچ رہی ہو تم۔۔۔ کس اینگل سے لگتا ہے یہ ماڈل؟''طنزیہ انداز میں پریٹی نے امید کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا

''پریٹی۔۔!!اب اتنے وقت میں کوئی اس سے بہتر تم ہی ڈھونڈ کر بتادو۔۔''

''لیکن آفرین۔۔!!''بھنویں اچکاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا

''پریٹی!اس بارے میں اب کوئی بات نہیں۔۔اور دیکھو اس کے سامنے تو ایسی کوئی بات مت کرنا۔۔اور تمہیں میں اسی لئے اپنے ساتھ لائی ہوں کہ تم اسے ماڈلز کے طور طریقے سکھاؤ۔۔''پریٹی کو باتوں کی لپٹ میں لیتے ہوئے کہا

''اچھا۔۔!اب تم بے فکر رہو۔۔۔میں آگئی ہوں ناں۔۔دیکھنا صرف ایک ہفتے میں اسے ایسے ٹرین کر دونگی کہ تم دیکھتی رہ جاؤ گی۔۔''فرضی کالر کھڑے کرتے ہوئے اپنے منہ میاں مٹھوں بنتے ہوئے پریٹی نہ کہا تھا

''مجھے یہی امید ہے تم سے۔۔!!''پیار سے اس کی پشت کو تھپتھپایا تو اتنے میں امید بھی فریش ہو کر باہر آگیا

''سوری آفرین آپ کو انتظار کرنا پڑا۔۔مجھے بھول ہی گیا تھا کہ آپ آنے والی ہیں۔۔چیزیں بھی ساری بکھری ہوئی ہیں۔۔ روم میٹ رات ہی گھر گئے تھے۔اس لئے چیزوں کو سمیٹنا بھول گیا۔۔''وہ فرش پر بکھری ہوئی چادروں، قمیصوں کو جلدی جلدی اٹھا رہا تھا

''کوئی بات نہیں امید۔۔رہنے دو تم۔۔''اس کو روکنے کی کوشش کی

''بس دو منٹ دیں۔۔میں ابھی سب چیزیں سمیٹ دیتا ہوں۔۔''آفرین کی بات کو ان سنا کرتے ہوئے وہ مسلسل چیزیں اٹھاتا رہا۔اس کے دونوں ہاتھ مکمل طور پر کپڑوں سے بھرے ہوئے تھے۔سارے کپڑوں کو اس نے ایک کونے میں رکھی ہوئی ٹوکری میں ڈالے اور دوبارہ آفرین کی طرف دیکھا تو اس نے ایسے ری ایکٹ کیا جیسے کچھ بھول گیا تھا

''کچھ بھول رہا ہوں۔۔۔اوہ شٹ۔۔میں نے آپ سے کافی کا تو پوچھا ہی نہیں۔۔کونسی کافی پینا پسند کریں گی آپ؟ کولڈ یا ہاٹ؟''

''نہیں۔۔امید۔۔ہم نے نہ کچھ کھانا ہے اور نہ ہی کچھ پینا۔۔بس تم ادھر آؤ۔۔''اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا تو وہ دھڑام سے آفرین اور پریٹی کے درمیان آبیٹھا

''so cool..!!''بے ساختہ پریٹی کی زبان سے نکلا

''کیا؟'''امید اس کا مطلب نہ سمجھ سکا

''کچھ نہیں۔۔۔''

''اچھا مجھے تو گھر پر ایک کام ہے۔۔۔''فوراً کھڑے ہوتے ہوئے آفرین نے کہا تھا

''یہ ہے پریٹی۔۔۔''دونوں کا آپس میں تعارف کرواتے ہوئے کہا

''بالکل اپنے نام کی طرح۔۔''امید نے سر تا پا اس کا جائزہ لیا۔پنک شرٹ اور بلیو جینز میں ملبوس وہ ٹانگ پر ٹانگ رکھے صوفے پر بیٹھی تھی جبکہ امید کھڑا ہو چکا تھا

''ماڈل کیسے بنا جاتا ہے اور کن کن باتوں کا خیال رکھا جاتا ہے۔یہ سب کچھ تمہیں پریٹی بتائے گی۔''

''لیکن آپ کیوں جا رہی ہیں؟'' امید کے چہرے پر تھوڑی سی مایوسی چھا گئی

''مجھے شو کے لئے ڈریسز بھی تو ڈیزائن کرنی ہیں ناں۔۔ بس اس لئے۔۔ تم آرام سے ٹریننگ حاصل کرو اور میں تمہارے لئے اچھے سے ڈریس ڈیزائن کرتی ہوں۔۔'' اس کے بالکل پاس ہو کر امید کے چہرے کو ہلکا سا تھپتھپاتے ہوئے مزید کہا

''اور میری جب ضرورت ہو گی مجھے بلا لینا۔۔'' اس کے دائیں رخسار پر بوسہ دے کر وہ باہر کو چل دی۔ امید نے طنزیہ نگاہوں سے آفرین کو دیکھا اور اس کے چلے جانے کے بعد پرکشش نگاہوں سے پریٹی کے وجود کو ٹٹولا۔ آفرین سے کہیں زیادہ حسین اور جوان۔۔ اس کو دیکھتے ہی اس کی نیت میں فتور آ گیا مگر اپنی نیت سے بڑھ کر خواہش کو جانا اور نیت کو بے قابو ہونے سے روکے رکھا۔

''چلو پھر۔۔'' پریٹی نے ہاتھ میں موجود بیگ کو صوفے پر رکھتے ہوئے کہا

''کہاں؟'' اس نے ذو معنی بات کہی تھی

''بھئی ٹریننگ سٹارٹ نہیں کرنی کیا؟'' استفہامیہ انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

''اوہ۔۔ میں سمجھا کہ۔۔۔'' بات کو گول گول گھماتے ہوئے کہا

''اور کیا سمجھے تھے تم؟'' وہ اس کی بات کا مطلب اچھی طرح سمجھ چکی تھی آخر جس فیلڈ میں وہ کام کرتی تھی وہاں ایسی ذو معنی بات کرنا کوئی معیوب بات نہیں تھی۔

''کچھ نہیں۔۔ آپ بتائیں مجھے کیا کرنا ہو گا؟'' اپنی ٹی شرٹ تھوڑا سا کھینچتے ہوئے کہا

''کچھ نہیں بس آج تو تم نے اتنا کرنا ہے کہ چلتے ہوئے اپنے سینے کو ذرا تان کر رکھنا ہے اور اپنا ہر قدم چلتے ہوئے ایک سیدھ میں رکھنا ہے۔۔۔'' فرش پر کچھ تلاش کرتے ہوئے اس نے کہا تھا

''فرش پر کیا ڈھونڈ رہی ہیں آپ؟''

''تمہارے فرش پر کوئی سیدھی لائن نہیں ہے جو ہماری ہیلپ کر سکے۔۔۔'' آخر اس کی نظر قالین پر پڑی جس پر ایک ڈیزائن تھا سیدھی لائن میں بنا ہوا

''ویسے یہ اتنا بھی برا نہیں ہے۔۔ تم اس طرح کرو اس کو درمیان میں لے آؤ تا کہ پریکٹس کرنے میں آسانی رہے۔۔ یوں دیوار کے ساتھ پریکٹس۔۔۔ چچ۔۔ تم بس اسے درمیاں میں لے آؤ۔۔'' اس نے ہر جملے پر ایک الگ امپریشن دیا تھا۔ امید اس کی ہدایات پر عمل کرتا جارہا تھا اور اس کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق چلنے لگا مگر جیسے ہر انسان شروع میں غلطی کرتا ہے وہ بھی کر رہا تھا۔

''ایسے نہیں امید۔۔ ذرا سینے کو باہر کی طرف ابھار کر۔۔'' پریٹی آگے بڑھی اور اپنا بائیاں ہاتھ اس کی پشت پر رکھ کر دبایا اور دائیاں ہاتھ سینے پر رکھ کر ذرا تناؤ دیا۔

''ذرا اس طرح سینے کو کر کے چلو۔۔۔'' اس کی باتوں کو سننے کی بجائے وہ اس کے لمس سے محظوظ ہو رہا تھا۔ نرم نرم ہاتھ اس کے سینے پر ایک عجیب سا تاثر چھوڑ رہے تھے۔ نیت مزید بھڑک رہی تھی اور وہ یک ٹک اس کے چہرے کو تکتا جارہا تھا

''کیا ہوا؟'' بھنویں اچکاتے ہوئے پوچھا

''کک کچھ نہیں۔۔'' بوکھلا کر اس نے اپنا چہرہ پھیرا اور پھر دوبارہ اس کی ہدایات کے مطابق چلنے لگا

☆ ☆ ☆ ☆

طوفانی رات کے بعد ایک حسین دن کا آغاز ہوا تو سورج نے بھی پورے آب و تاب کے ساتھ اپنی کرنیں بکھیرنا شروع کر دیں۔ چھوٹے چھوٹے گڑھوں میں جمع شدہ پر جب سورج کی کرنیں بوسہ دیتیں تو اپنا اصل کھو دیتیں اور دھنک کے ساتوں رنگوں کی مانند چمک فضا میں بکھیر دیتیں۔ وہی چمک ان کی آنکھوں کو دھیرے دھیرے چھونے کی کوشش کر رہی تھی۔ جیکٹ کا ایک بازو تاباں کے کندھے پر تو دوسرا حازق کے کندھے پر تھا۔ دونوں ایک دوسرے کے اتنے قریب تھے کہ بس نکاح کی گنجائش تھی۔ وہ نیندوں میں اپنا سر حازق کے کندھوں پر رکھے خواب خرگوش کا مزہ لے رہی تھی اور وہ بھی اپنا سر تاباں کے سر پر ٹکائے خوابوں کی دنیا میں گم تھا۔ سورج نے پتوں کی اوٹ نے دونوں کی چہرے کو دیکھا تو خواب بھی اس چمک کو برداشت نہ کر سکے اور دونوں کے اجسام میں جنبش ہوئی۔ تاباں نے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی تو آنکھیں چندھیا سی گئیں۔ حازق بھی اپنا سر اس کے سر سے ہٹا چکا تھا۔ آنکھیں مسلتے ہوئے تاباں نے حازق کی طرف دیکھا تو بیتی رات اس کی آنکھوں کے سامنے آگئی مگر حیا کا ایک پردہ بھی اس کی

آنکھوں کے سامنے نہ آیا۔ ضمیر نے اس کو آنکھیں جھکانے یا منہ پھیرنے پر مجبور نہ کیا۔ حازق ابھی بھی اپنا دایاں ہاتھ تاباں کے کندھے پر رکھے ہوئے تھا

''ایسے کیا دیکھ رہی ہو صبح صبح؟ رات بھر بانہوں میں رہ کر جی نہیں بھرا کیا؟'' لہجے میں خماری تھی مگر انداز اب بھی شوخ تھا۔ ہلکی سی مسکراہٹ کو اپنے لبوں پر بکھیرتے ہوئے تاباں کی طرف دیکھا تھا

''جن سے محبت ہو، ان کی بانہوں میں اگر ساری زندگی بھی گزار دی جائے تو کم ہوتی ہے۔۔''اس کے لہجے میں پیار و محبت کے پھول بکھر رہے تھے۔ اس نے جیکٹ کا بازو اپنے کندھے سے ہٹاتا تو مجبوراً حازق کو بھی اپنا بازو ہٹانا پڑا۔ درخت کا سہارا لیتے ہوئے وہ اٹھی اور ایک لمبی سی انگڑائی لی

''یہ۔۔ انگڑائی۔۔ نیت کو بھڑکانے کا کام کرتی ہے جناب۔۔!!''وہ بھی اپنی جیکٹ کو کندھے پر لٹکائے کھڑا ہوا اور بیگز کی مدد سے جو ٹہنیوں پر شیلٹر بنائی تھی، انہیں ہٹایا

''جب نیت پہلے ہی بھٹک چکی ہو تو پھر۔۔۔''اس بار تاباں نے ذو معنی بات کہی جسے سن کر وہ ہنس پڑا اور گردن جھٹک کر اپنا بیگ کندھے پر لٹکایا اور تاباں کا بیگ اس کو پکڑایا

''اپنا کام خود کرنے میں افادیت ہے!''تاباں کی سوالیہ نگاہوں کا جواب اس نے پرسکون لہجے میں دیا تو تاباں بس گھور کر رہ گئی۔

''چلو۔۔ پھر۔۔'' حازق نے سارے موڈ کا بیڑا غرق کر دیا۔ وہ پاؤں پٹختی ہوئی حازق سے پہلے ہی چل دی اور حازق کھڑا یہی سوچتا رہ گیا کہ آخر اس کو ہوا کیا ہے؟

''رکو تو سہی۔۔۔''اس کو آواز دی مگر وہ نہ رکی۔ خود بھی اس کے پیچھے چل دیا۔ دس منٹ چلنے کے بعد دونوں ایک بس سٹینڈ پر پہنچ گئے۔ جہاں سے بس پکڑ کر وہ دونوں اپنی منزل کو چل دیئے مگر پورے راستے تاباں کی ناک پھولی رہی اور حازق اس کو مزید چڑاتا رہا۔

☆ ☆ ☆ ☆

ٹی وی لاؤنج میں ڈریسز کی بھرمار تھی اور وہ خود ان کے درمیان کھڑی کچھ سوچ رہی تھی۔ کبھی شرٹ کے بٹنوں کی طرف دیکھتی تو کبھی رنگ برنگی شرٹوں کو۔۔ کہیں کرتے بکھرے ہوئے تھے تو کہیں شیروانی دیکھنے والوں کی آنکھوں کو اپنی طرف مبذول کر رہی تھی۔اس کے ایک ہاتھ میں امید کی تصویر تھی۔ جسے وہ بار بار دیکھ رہی تھی۔شہادت کی انگلی کے ناخن کو چباتے ہوئے وہ مسلسل کپڑوں اور تصویر کو گھورتی جا رہی تھی۔

''بلیو۔۔۔بلیک۔۔۔ نہیں نہیں یہ تو کومن کلرز ہیں۔۔براؤن۔۔؟؟؟''وہ امید کی تصویر کو کبھی بلیو شیروانی پر رکھ کر دیکھتی تو کبھی بلیک ٹی شرٹ پر مگر کوئی رنگ اس کو اچھا نہ لگتا۔براؤن کرتے پر بھی اس نے تصویر کو رکھ کر دیکھا مگر اسے کوئی بھی رنگ ایسا نہیں لگا جو امید کی پرسنیلیٹی پر جچتا۔بیڈ روم سے پینٹ کوٹ پہنے احتشام باہر آیا تو آفرین کو یوں کام میں محو پا کر کچھ نہیں بولا اور سیدھا کچن میں جا کر فریج سے ایک کین سپرائیٹ کا نکال کر باہر آیا۔ اور سیڑھیوں میں بیٹھ کر سپرائیٹ پیتے ہوئے آفرین کو دیکھتا رہا۔ آفرین کام میں اتنی مصروف تھی کہ اسے احتشام کے آنے کا احساس تک نہ ہوا

''یہ آف براؤن۔۔۔!!''اس نے زیرلب کہا تھا جسے احتشام نے سن لیا۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور کین کو سیڑھیوں پر ہی رکھ کر آگے بڑھا

''کیا میں مدد کروں۔۔؟''احتشام کی آواز اچانک سن کر وہ چونک گئی

''آپ؟ آپ کب آئے؟''

''جب تم سیلکشن میں مصروف تھی۔۔ شو کے لئے سیلکٹ کر رہی ہو؟''آفرین نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''صحیح۔۔لگتا ہے نیا ماڈل ہے جو اتنی پریشان ہو رہی ہو۔۔''

''ہاں! پہلے جو ہماری طرف سے ماڈلنگ کر رہا تھا۔اس نے عین ٹائم پر جواب دے دیا۔اب بالکل نیو ماڈل میرے بوتیک کو represent کر رہا ہے۔''یہ سن کر احتشام نے کچھ سوچتے ہوئے گردن ہلائی اور پھر آفرین کے ہاتھوں سے وہ تصویر لی

''یہ تو میرے خیال سے امید ہے ناں؟''تصویر کو دیکھتے ہی اس نے غیر یقینی طور پر کہا تھا

''ہاں بالکل۔۔!!جلدی میں صرف یہی ملا۔۔''

''اچھی بات ہے۔۔!!ویسے اس کی سکن پر میجنٹا اور ڈارک براؤن کلرز بہت اچھے لگے گیں۔۔''تصویر کو دوبارہ آفرین کے ہاتھوں میں تھما دیا اور ایک نظر ڈریسز پر ڈالی

''لیکن میرے خیال سے تمہارے پاس یہ دونوں کلرز نہیں ہے۔۔'' دونوں کلرز کو نہ پا کر اس نے کہا تھا

''تو پھر اس طرح کرو۔۔سکائے بلیو یا پھر آف وائیٹ کلر کی شیر وانی بھی چلے گی۔۔'' یہ سن کر اس نے اثبات میں سر ہلایا ہی تھا کہ ایک زوردار آواز کے ساتھ دروازہ کھلا۔دونوں کی توجہ دروازے پر مرکوز ہوئی

''حازق۔۔تم آگئے؟کیسا رہا ٹرپ؟'' حازق نے گھر داخل ہوتے ہی بیگ کو صوفے کے پاس رکھا اور ڈریسز کو ایک طرف سمیٹ کر اس پر دھڑام سے بیٹھا

''اچھا رہا ڈیڈ۔۔''مصنوعی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا

''پیسوں وغیرہ کی کمی تو نہیں ہوئی ناں؟''آفرین نے پوچھا تھا

''نہیں موم۔۔بلکہ میرا تو کریڈٹ کارڈ ہی گم ہو گیا تھا اور پھر وہاں جنگل میں بھلا کہاں A.T.M مشین ہوتی ہیں۔۔''!!

''چلو۔۔ خیریت سے تو گزر گیا ناں ٹرپ۔۔'' یہ کہہ کر آفرین کپڑوں کو سمیٹنے میں مصروف ہو گئی۔احتشام بھی واپس سیڑھیوں کی طرف گیا اور کین اٹھا کر باقی بچی سپرائیٹ پینے لگا۔حازق نے دونوں کے چہرے کی طرف دیکھا تو جیسے ایک امید و حسرت دم توڑ رہی تھی۔اسے ایسا لگا جیسے وہ اپنوں میں نہیں بلکہ غیروں میں آگیا ہو۔آفرین کی طرف نظر دوڑائی تو اپنے کام میں مصروف پایا۔احتشام کی طرف دیکھا تو ایک ہاتھ میں کین پکڑے اور دوسرے ہاتھ میں موبائل پر کوئی نمبر ڈائل کرتے ہوئے پایا۔ایک مسکراہٹ اس کے چہرے پر ابھری مگر شاید وہ طنزیہ مسکراہٹ تھی تبھی وہ چاشنی نہیں تھی جو تاباں کے ساتھ باتوں میں اس کے لبوں پر تھی۔اسے ایسا لگنے لگا کہ اگر وہ کچھ دیر اور وہاں بیٹھا رہا تو اس کا دم نکل جائے گا۔وہ اٹھا اور بیگ اٹھا کر اپنے کمرے کی طرف بڑھنے لگا

''حازق تمہارے لئے کچھ بناؤں؟'' حازق کو جاتا دیکھ کر آفرین نے ایک لمحے کے لئے اپنا کام روک کر اس کی طرف دیکھا۔اس کے قدم بھی ایک پل کے لئے رک گئے مگر پلٹ کر اس نے نفی میں سر ہلا دیا

''نو تھینکس۔۔ جب مجھے کچھ کھانا ہو گا میں مارکیٹ سے آرڈر کر دونگا۔۔''اس کی آواز میں ایک آس تھی جو آفرین کے جواب سے دم توڑ گئی

''او۔۔کے۔۔''یہ کہتے ہوئے اس نے اپنا سامان اٹھایا اور ایک روم میں چلی گئی۔احتشام نے بھی صوفے کے سامنے ٹیبل پر رکھے بریف کیس کو اٹھایا اور فون پر بات کرتے ہوئے باہر چلا گیا

''بس میں نے کہاناں۔۔ میں آفس جاتا ہوا تمہیں پک کر لوں گا۔۔ تو بس کر لوں گا۔۔''اگلے ہی لمحے احتشام گھر سے باہر تھا اور پھر کار کی آواز سنائی دی۔ جو آہستہ آہستہ مدہم ہو گئی۔حازق کچھ دیر اسی جگہ کھڑا اپنی قسمت کو سمجھنے کی کوشش کرتا رہا۔ آنکھوں میں نمی سی ابھر آئی مگر انہیں بہنے سے روکے رکھا اور گردن جھٹک کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔

☆ ☆ ☆ ☆

''ہیلو موم۔۔!!''فلیٹ میں داخل ہوتے ہی وہ کچن میں گئی۔صاحبہ وہاں پر کافی بنا رہی تھی۔تاباں کو دیکھ کر پیار سے صاحبہ نے اسے گلے لگایا

''کیسی ہے میری جان؟کیسا رہا ٹرپ؟''پیار سے اس کے چہرے کو تھپتھپاتے ہوئے پوچھا

''بالکل فٹ موم۔۔اور ٹرپ تو سپر ہٹ رہا۔۔اتنا مزہ آیا۔۔اتنا مزہ آیا کہ کیا بتاؤں۔۔میں اور حا۔۔''حازق کا نام لیتے لیتے رہ گئی

''میں اور حا۔۔مطلب؟''صاحبہ نے استفہامیہ انداز میں پوچھا

''حا نہیں را۔۔رافدہ۔۔وہ بس خوشی میں میں را کی جگہ حا نکل گیا۔۔''ہکلاتے ہوئے اس نے بات کو سنبھالنے کی کوشش کی

''Are you sure? ''ترچھی نظروں سے تاباں کی طرف دیکھا

''yes mom''پیار سے انہیں اپنی باہنوں میں لے کر ہلکا سا جھولا دیا

''اچھا اچھا۔۔اب فریش ہو جاؤ۔۔مجھے آفس جانا ہے۔۔''

''یہ کیا موم۔۔میں ابھی آئی ہوں اور آپ جانے کا کہہ رہی ہیں۔۔ This is not fair ''اس کا چہرہ اتر گیا۔وہ کچھ دیر صاحبہ کے ساتھ گزارنا چاہتی تھی مگر صاحبہ کے جانے کی بات سن کر اس کا چہرہ مرجھا گیا

''تاباں۔۔!!''پیار سے اس کی ناک کو بھینچتے ہوئے

''اب تم بچی نہیں ہو۔۔تمہیں احساس ہونا چاہئے کہ جاب کتنی Important ہے۔۔اس لئے بچوں کی طرح ضد کرنا بند کرو۔۔ اور جلدی سے تیار ہو کر کافی پی لو۔۔میں تمہارے لئے ابھی بنا دیتی ہوں۔۔''

''یہ احسان کرنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔میں خود ہی بنالوں گی کافی۔۔''جھلا کر کہا اور پھر پاؤں پٹختی ہوئی اپنے روم میں چلی گئی۔

''یہ بھی ناں۔۔''گردن جھٹکتے ہوئے ایک کپ شیلف سے اٹھایا اور تاباں کے لئے کافی بنا کر صلیب پر رکھی اور اپنا پرس اٹھا کر فلیٹ سے باہر آ گئی۔صاحبہ کے جانے کے بعد وہ اپنے کمرے سے باہر آئی اور حسرت بھری نگاہ دروازے پر ڈالی۔جذبات کی شدت کی وجہ سے آنکھوں میں نمی ابھر آئی۔مگر کوئی دیکھنے والا نہیں تھا۔وہ خراماں خراماں کچن میں گئی تو کافی کا کپ صلیب پر پایا۔ اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ ابھر آئی۔

''کاش آپ میری ضروریات و جذبات کو بھی سمجھ پاتیں موم۔۔''اس کی آواز میں درد تھا۔کپ اٹھاتے ہوئے اس نے آس ویاس کے ساتھ زیرِ لب کہا تھا۔آنکھوں میں نمی نہ چاہتے ہوئے بھی ابھر آئی تھی۔ایک گھونٹ بھری تو اسے ممتا کی چاشنی میں کمی محسوس ہوئی

''کاش آپ اسے اپنے ممتا والے ہاتھوں سے بناتیں۔۔''حسرت مایوسی میں بدل گئی۔ ابھرتے آنسو میں بھی سکوت آ گیا۔جذبات بھی معمول پر آ گئے۔کیونکہ اسے عادت سی ہو گئی تھی ہر بار کی طرح خود ہی اپنے آپ کو دلاسا دینا۔خود ہی اپنے آنسو پونچھا اور وقت کے ساتھ سمجھوتا کر لینا۔

☆ ☆ ☆ ☆

ایک دن ریسٹ کے بعد تاباں کالج پہنچی تو دماغ کو آزاد محسوس کیا۔ اسے ایسا لگا جیسے وہ کسی قید خانے سے نکل کر آئی ہو۔ اسی قید سے آزاد رہنے کے لئے وہ تڑپ پڑ گئی تھی اور واپس آ کر پھر اس نے اپنے آپ کو اس بے تاب پنچھی کی مثل محسوس کیا جس کے پنکھ کترے جا رہے ہوں اور وہ اڑنے کی کوشش کر رہا ہو۔ اس کے بھی پنکھ کترے جا رہے تھے۔ یہ پنکھ جذبات کے پنکھ تھے۔ احساسات کے پنکھ تھے۔ بچپن سے جوانی تک اپنی ماں صاحبہ کے منہ سے محبت بھرے بول سننے کی بجائے صرف جاب، پیسہ اور وقت کے لفظ سنے۔ ایک گھڑی ساتھ بیٹھنے کو مل جاتی تب بھی آفس کی باتیں ہوتیں

''آج آفس میں یہ ہوا۔۔ آج آفس میں وہ ہوا۔۔'' تاباں کی زندگی تو جیسے آفس کے لفظ سے باہر ہی نہیں آ رہی تھی۔ ہر وقت اس کے کانوں میں دو لفظ ہی گونجتے رہتے۔ آفس اور پیسہ۔

''موم پیسوں کے علاوہ بھی انسان کو کچھ چاہئے ہوتا ہے اور اس شے کا نام ہے محبت، خلوص اور احساس۔۔'' ہر بار وہ دل میں سوچ کر رہ جاتی اور ان کے سامنے کچھ کہہ نہ پاتی۔ شاید اس لئے کہ وہ خوش تھیں۔ صرف صاحبہ کا مسکراتا ہوا چہرہ اس کے لبوں پر خاموشی کی مہر لگا دیتا اور وہ حالات کے ساتھ سمجھوتہ کر لیتی اور گھر کی خوشیاں باہر تلاش کرتی۔ کبھی دوستوں کے ساتھ تو کبھی بوائے فرینڈز کے ساتھ ڈیٹ پر اپنے دل کو بہلانے کی کوشش کرتی مگر خلا کبھی پر نہ ہوتا۔ بھلا جو خوشی اپنے دے سکتے ہیں، وہ کوئی اور کیسے دے سکتا ہے؟ مگر حازق سے ملنے کے بعد اس کے جذبات بدل گئے۔ حازق کو پہلی نظر میں دیکھتے ہی اسے کچھ ایسا لگا جیسے کچھ تو ہے جو اِس کے اور اُس کے درمیان ہے۔ کوئی شے مشترک یا کوئی احساس۔ کوئی لڑی جو اسے حازق کے ساتھ جوڑ رہی ہے۔ بھلا ایسے ہی تو کوئی کسی کی طرف مائل نہیں ہو جاتا۔ کوئی احساس تو ہوتا ہے، جو دوسرے کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ حازق کی پرکشش نگاہیں جو مقناطیس کی طرح اسے اپنی طرف کھینچتی تھیں، اُن میں بھی ایک خلا تھا مگر کون سا؟ محبت کا یا محرومی کا؟ اس کی دلفریب مسکراہٹ کے پیچھے بھی اسے ایک اداس چہرہ نظر آتا تھا۔ دیکھنے میں اتنا حسین کہ ہر لڑکی آنکھیں بند کر کے اس پر اپنی جان وار دے مگر اپنے اندر ایک کہانی سموئے ہوئے۔ ایک ایسی کہانی جس کی ابتدا اور انتہا شاید کسی کو معلوم نہیں اور نہ ہی وہ کسی کو بتانا چاہتا تھا مگر جن کی زندگی میں خود خلا ہو وہ دوسروں کی محرومیوں کو بہت جلد بھانپ لیتے ہیں۔ اسی لئے تاباں کا دل بھی نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی طرف کھینچتا چلا گیا۔ وہ چاہ کر بھی اپنے آپ کو روک نہیں پائی۔ اس کی بانہوں کی خوشبو میں بھی ایک کسک تھی۔ جس میں مٹھاس کی بجائے انتظار کی کرواہٹ تھی۔ محرومیوں کا جہاں تھا۔ جو وہ اپنی کھلی بانہوں میں سمیٹے ہوئے تھا۔ دنیا کی نظر اس کے کھکھلاتے

چہرے کو تو دیکھ رہی تھی مگر اس کھلکھلاتے چہرے کے پیچھے کون کون سے گہرے راز مدفون تھے۔ شاید تاباں بھی اس کا اندازہ لگانے سے قاصر تھی۔

''کیا ہوا؟ کسے ڈھونڈ رہی ہو؟'' اس کی نظر پھولوں پر ٹھہری ہوئی تھی۔ خیالوں میں حازق کا بسیرا تھا۔ جب رافدہ نے پیچھے ہاتھ رکھا کر پوچھا تھا۔ اپنے شانوں پر کسی کے لمس کو محسوس کرتے ہی وہ بری طرح چونکی تھی اور پلٹ کر دیکھا تو اس کے چہرے کے تاثرات یکدم تبدیل ہو گئے۔ جو طمانت پہلے تھی، یکدم غصے میں تبدیل ہو گئی اور غصے میں رافدہ کی طرف دیکھا

''تمہیں تو بالکل نہیں ڈھونڈ رہی اور مجھ سے بات کرنے کی کوشش بھی مت کرنا۔۔ آئی بات سمجھ میں'' عجلت سے کہا اور پھر گردن جھٹکتے ہوئے وہاں سے جانے کی کوشش کی مگر رافدہ بھی رافدہ تھی۔ بچپن کی دوست۔ پیچھے سے اس کا ہاتھ پکڑ لیا

''اچھا۔۔!! اب زیادہ اوور سمارٹ ہونے کی کوشش مت کرو۔۔'' الٹا اسی کو منہ بنا کر دیکھانے لگی

''کیا کہا تم نے اوور سمارٹ بننے کی میں کوشش کر رہی ہوں اور جو تم نے اور حفلت نے ہمارے ساتھ کیا۔ وہ کیا تھا؟ وہ کیا صحیح تھا؟ ہمیں اس سنسان سڑک پر طوفانی رات کے رحم و کرم کے بھروسے چھوڑ دیا۔۔ تمہیں معلوم بھی ہے ہم نے کتنی مشکل سے رات گزاری؟ بارش میں ہم مکمل طور پر بھیگ چکے تھے مگر کوئی سائبان نظر نہیں آیا۔ کھلے آسمان تلے ہم نے رات گزاری تھی اور تم آرام سے گھر میں لمبی تان کر سوتے رہے اور پھر بھی مجھ ہی سے کہہ رہی ہو کہ میں اوور سمارٹ بننے کی کوشش کر رہی ہوں۔ بھلا ایسے ہوتے ہیں دوست؟'' وہ غصے میں اس کو سناتی ہی جا رہی تھی اور وہ چپ چاپ اس کی باتوں کو سنتی جا رہی تھی

''اچھا سوری ناں۔۔'' معصومانہ انداز میں منہ چڑھاتے ہوئے کہا

''کیا کہا سوری؟ افف یہ انگریز کے بچے۔۔۔ خود تو منحوس مارے چلے گئے مگر یہ لفظ سوری چھوڑ گئے۔ دوسرے کی اچھی طرح مٹی پلید کر دو اور بعد میں جا کر اسے سوری کہہ دو۔۔ ہنہ۔۔ اور کیا سوری کہنے سے سب ٹھیک ہو جاتا ہے؟'' کچا چبا جانے والی نظروں سے رافدہ کو گھورا

''لیکن تلافی تو ممکن ہے ناں۔۔'' اس کی ناک کو پکڑ کر ہلکا سا بھینچا

''تلافی مائے فٹ۔۔'' منہ چڑھا کر اپنا چہرہ دوسرے رخ پھیر لیا

"دیکھ تُو بھی تو ہر بار مجھ سے سوری کرتی ہے۔ میں تو تجھے فوراً معاف کر دیتی ہوں اور اب تُو اپنی بار ایسا کر رہی ہے۔۔ یہ اچھی بات نہیں ہے۔۔"

"لیکن میں تیری طرح تجھے گھنے جنگل میں چھوڑ کر نہیں جاتی۔۔" پلٹ کر جواب دیا

"دیکھ اب کہہ تو دیا ناں سوری۔۔ دیکھ اب کان بھی پکڑ رہی ہوں۔۔" بچوں کی طرح منہ بنائے وہ اس کے سامنے کھڑی تھی اور وہ منہ بسوڑے اس کو گھورتی جا رہی تھی۔

"کیا ہو رہا ہے؟ معافی شافی مانگی جا رہی ہے۔۔" یہ حفلت کی آواز تھی۔ آتے ہی اس نے رافدہ کے شانوں پر ہاتھ رکھ کر بھنویں اچکاتے ہوئے پوچھا

"جسٹ شیٹ اپ۔۔!!" تاباں نے جھلا کر کہا تو ایک منٹ کے لئے وہ بھی سنجیدہ ہو گیا۔

"اچھا بابا سوری۔۔ ہماری غلطی تھی۔ ہمیں تم دونوں کو جنگل میں نہیں چھوڑ کر آنا چاہئے تھا۔ اب تو موڈ ٹھیک کر لو۔۔" پیار سے اس کے رخسار کو نوچتے ہوئے حفلت نے کہا تو تاباں نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا

"پیچھے ہٹو۔۔" منہ بنا کر جواب دیا

"ویسے جناب صاحب نظر نہیں آرہے۔ ان سے بھی معافی شافی مانگ لیتے ہیں۔۔" حفلت نے نظر دوڑاتے ہوئے حازق کو دیکھا تو دور سے حازق کو آتے ہوئے پایا مگر اس کے چہرے کی رونق کہیں غائب تھی۔ جسے حفلت اور رافدہ تو نہ دیکھ پائے مگر تاباں نے دور سے ہی پہنچان لیا۔

"یار حازق! سوری!" حفلت نے دھیمے سے کہا تھا

"کوئی بات نہیں۔۔!! ایسا ہوتا ہے" اس بار اس کی آواز میں شوخی نہیں تھی۔ نہ ہی اس کا انداز رومانوی تھا۔ تاباں نے حازق کی آنکھوں کی طرف دیکھا جو سرخ تھیں۔ شاید اس کے غم کی ترجماں تھیں

"تھینک یو یار۔۔۔ اب ذرا تاباں سے بھی سفارش کر دے۔ کب سے بے چاری رافدہ پر چڑھائی کئے ہوئے ہے"

''کر دو تاباں تم بھی معاف۔۔ ایسا ہو جاتا ہے اور ویسے بھی اگر یہ دونوں چھوڑ کر نہ جاتے تو ہمیں اکیلے رہنے کا موقع کیسے ملتا؟'' اس کا انداز بناوٹی تھا۔ دیکھاوے کی غرض سے اس نے رومانوی انداز بھی اپنانا چاہا مگر جب دل مل جائیں تو چہرے نہیں دل پڑھے جاتے ہیں۔ تاباں نے بھی اس کا چہرہ پڑھنے کی بجائے دل پڑھا تھا۔ چہرے کی بناوٹی مسکراہٹ بھی اثر رکھتی ہے مگر دل کبھی بناوٹی نہیں ہوتا۔ حقیقت کو چھپایا تو سکتا ہے مگر اس سے بھاگا نہیں سکتا اور جو اپنے ہوتے ہیں وہ چہرہ پڑھنے کی بجائے دل پڑھا کرتے ہیں۔ حازق کی جھیل آنکھوں میں وہ اس کے دل میں اتر کر محرمیوں کے نہ ٹوٹنے والے تسلسل کو پڑھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

''چل پھر معاف کر دے ناں! اب تو تیرے بوائے فرینڈ نے بھی کہہ دیا ہے۔'' رافدہ نے پھلجڑی چھوڑتے ہوئے کہا اس بار حازق نے کوئی تاثر نہ دیا بلکہ بنا کچھ کہے وہاں سے چلا گیا۔ تاباں نے بھی اس کا پیچھا کرنا چاہا مگر رافدہ نے راستہ روک لیا اور کہا کہ پہلے اسے معاف کرے پھر راستہ ملے گا جانے کو۔

''اچھا اچھا۔۔!! معاف کیا۔ اب خوش؟ اب تو جانے دے۔۔'' بھاگ کر وہ حازق کے پاس گئی تو اسے نظریں زمین پر ٹکائے چلتے ہوئے پایا۔ شوخ اور ہنس مکھ مزاج آج افسردہ تھا۔ کوئی ہنسی، کوئی تاثر دینے سے قاصر تھا۔ ایک پل کے لئے تو یہ بھی سوچ میں پڑ گئی کہ کیا یہ وہی حازق ہے جس سے وہ تین دن پہلے ملی تھی۔ جس کے ساتھ اس نے اپنی زندگی کے سب سے حسین پل گزارے تھے۔ یقیناً جواب نہیں تھا مگر کیوں؟ وہ یہی جاننا چاہتی تھی۔

''ہیلو حازق! خیریت تو ہے ناں! آج بڑی چپ لگی ہوئی ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ گھر سے ڈانٹ پڑی'' جان بوجھ کر اس نے ایسی بات کہی تھی

''بالکل خیریت تو ہے۔ دیکھو ٹھیک تو ہوں۔۔'' زبردستی مسکرانے کی کوشش کی

''ٹھیک نہیں ہو اس لئے تو پوچھا ہے۔ تمہارا انداز آج مجھے وہ نہیں لگ رہا جو پچھلے تین دنوں میں تھا اور سب سے بڑھ کر آج تم کالج آئے ہو جو کہ سب سے حیران کر دینے والی بات ہے۔ حالانکہ تمہارے بارے میں تو مشہور تھا کہ تم کالج میں کم ہی شکل دیکھاتے ہو اور اگر ٹرپ پر چلے جاؤ تو پھر مہینے دو مہینے تک تو کالج کو بھول ہی جاتے ہو۔''

''بس۔۔!! اب کی بار سوچا اپنی روایت توڑ ہی دوں۔۔'' عادتاً ایک ادا سے اپنے بالوں کو جھٹکا دیا

''یہ تو بہت ہی اچھی بات ہے۔۔!! چلو پھر آج اسی خوشی میں ایک ٹریٹ ہو جائے۔۔'' تاباں نے اس موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ اسے ایسا لگا جیسے اس کا موڈ بحال ہونا شروع ہو گیا

''why not?'' حازق نے ہاتھ بڑھا کر اس کو راستہ دیا تو سامنے سے عدولا آ گئی جو حازق کی اس حرکت پر مزید جیلس ہو گئی۔

''اوہ۔۔ تم آ گئے'' طنزیہ انداز میں اس نے دونوں کے پاس آ کر کہا تھا۔ اس کو دیکھتے ہی حازق نے منہ چڑھا کر اپنا چہرہ دوسری طرف کر لیا

''ہاں عدولا۔۔ بس کل ہی پہنچے ہیں۔۔'' تاباں نے جواب دیا

''اوہ۔۔ تو تم بھی اس کے ساتھ ہی تھی؟'' اس نے تیکھی نظروں سے سوال داغا تھا

''ہاں! کچھ ایسا ہی سمجھ لو۔۔۔'' ہنستے ہوئے اس نے حازق کی طرف دیکھا تھا

''چلیں تاباں۔۔ میرے خیال سے ہمیں دیر ہو رہی ہے۔۔'' حازق نے یاددہانی کرائی تو اس نے عدولا سے معذرت کی

''کوئی بات نہیں تم دونوں جاؤ۔۔'' گردن جھٹک کر حازق نے تاباں کا ہاتھ تھاما اور کینٹین کی طرف چل دیا۔ عدولا اسی جگہ کھڑی حازق کو گھورتی رہی۔

''تمہیں اتنی آسانی سے نہیں چھوڑوں گی حازق۔۔۔'' وہ اب بھی اسے گھورتی جا رہی تھی

☆ ☆ ☆ ☆

امید آج بڑی بے تابی سے پریٹی کا انتظار کر رہا تھا۔ دو دن صبح سے شام تک پریٹی کی کمپنی اس کے نیت کو مزید بھڑکا گئی تھی۔ وہ اپنے جذبات کو کنٹرول کرتا مگر پریٹی کی چال، اس کا دیکھنے کا انداز اور پھر بناوٹی مسکراہٹ امید کا دل چیر دیتیں۔ وہ چاہتے ہوئے بھی اپنی توجہ اس سے نہ ہٹا سکا۔ کام سے زیادہ اس کے چہرے پر نگاہیں ٹکائے رکھتا۔ بار بار ایسی غلطی کرتا کہ وہ اپنے ہاتھوں سے اس کو چھوئے۔ اپنا لمس اس کے سینے یا چہرے سے مس کرے۔ آج جب اسے آنے میں دیر ہوئی تو اس کے دل میں ایک ہلچل سی مچ گئی۔ بار بار نگاہ گھڑی کی طرف دوڑاتا پہلے نو پھر دس اور اب گیارہ بج گئے مگر وہ اب تک نہیں آئی۔۔

''پتا نہیں کیا وجہ ہے وہ ابھی تک نہیں آئی۔۔'' وہ زیر لب کہتا جا رہا تھا کہ خدا خدا کر کے دروازے پر بیل ہوئی

''تھینک گاڈ۔۔ لگتا ہے وہ آ گئی'' فوراً دروازے کی طرف لپکا اور دروازہ وا کیا

''آپ؟'' اس نے حیرت سے پوچھا تھا

''ہاں۔۔ میں۔۔ کیوں کسی اور کے آنے کا انتظار کر رہے تھے؟'' دروازے پر پریٹی کی جگہ آفرین تھی۔

''نہیں۔۔ بس ویسے ہی۔۔ روزانہ پریٹی آتی ہے ناں۔۔!!'' امید کے کہنے پر وہ اندر آئی تو پیچھے سے اس نے دروازہ بند کر لیا

''ہاں! آنا تو اسی نے تھا مگر اس کو کوئی کام پڑ گیا جس بنا پر وہ نہیں آ سکی۔ اس لئے سوچا آج خود میں تمہیں ٹریننگ دوں۔۔'' ہاتھ میں موجود شاپنگ بیگ کو صوفے پر رکھے

''آپ؟؟'' وہ حیرت سے چونکا

''ہاں۔۔!!! میں۔۔ کیوں میں تمہیں ٹریننگ نہیں دے سکتی۔۔'' وہ دھیرے سے اس کے قریب ہو گئی۔ اپنے ہاتھوں سے اس کے گریبان کا کھلا بٹن بند کیا

جی بالکل۔۔ ویسے آپ بتائیں آج کیا کرنا ہے میں نے۔۔'' جھجکتے ہوئے وہ تھوڑا سا پیچھے ہٹ گیا۔ ایسا پہلی بار ہوا تھا جب آفرین اس کے قریب آئی اور وہ پیچھے ہٹا۔

''آج تم نے زیادہ کچھ نہیں کرنا۔ بس یہ میں کچھ ڈریسز لائی ہوں تم نے انہیں پہن کر واک کرنی ہے۔'' بیگ کو اٹھا کر ان میں سے کچھ ڈریسز نکالے اور صوفے پر بکھیر دیے۔ ان ڈریسز کو دیکھ کر امید کی حیرت سے آنکھیں کھل گئیں۔ اتنی مہنگی اور قیمتی شرٹیں اور قمیضیں اس نے پہلے کبھی نہیں پہنی تھیں۔ ایک ایک شرٹ کی قیمت دس سے بیس ہزار سے کم نہیں تھی اور شیروانی کی قیمت تو اس کی سوچ سے بھی باہر تھی۔

''یہ شیروانی اور کُرتے۔۔۔ اور شرٹیں۔۔۔ میں پہنوں۔۔'' اس کے ایک ایک لفظ میں حیرت پنہاں تھی۔ جسے آفرین بھانپ چکی تھی۔ تبھی اس کے پاس آ کر پیار سے اس کے رخسار کو چھوا

''اتنے حسین چہرے اور جسم کے مالک کو تو ایسی ہی ڈریسنگ کرنی چاہئے۔۔''اس بار وہ پیچھے نہ ہٹا بلکہ اپنے دونوں بازوؤں کو آفرین کے گرد حمائل کر لیا

''تھینک یو۔۔ آفرین۔۔ تھینک یو سو مچ۔۔۔''آفرین کے بالوں پر بوسہ دیتے ہوئے اس نے کہا تو آفرین کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے بھی پیار سے امید کی پشت کو تھپتھپایا تو جیسے ایک احساس اس کے جسم میں سرایت کر گیا

''شکریہ کی کیا بات ہے۔۔ یہ سب تمہارے لئے تو ہے۔۔''اپنے لبوں کو اس کے سینے سے مس کئے تو اس نے اپنے ہاتھ پیچھے کر لئے

''اچھا ! اب میں انہیں پہن کر دیکھوں؟''پرجوش انداز میں اس نے دو چار شیروانی اٹھائی

''بالکل!''اب جلدی سے چینج کر کے آؤ۔۔ میں بھی تو دیکھوں میرا امید کیسا نظر آتا ہے ان شیروانیوں میں۔۔۔''یہ کہنے کی دیر تھی کہ وہ واش روم میں چلا گیا۔ آفرین اس کو جاتا دیکھتی رہی۔ واش روم میں داخل ہوتے ہی اس نے دروازہ بند کر لیا۔ آفرین نے بھی سرد آہ بھری اور صوفے پر بیٹھ گئی۔ چہرے کی رونق یکدم غائب ہو گئی۔ جو دمک امید سے بات کرتے ہوئے تھی، کہیں غائب ہو گئی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے سب بناوٹی تھا۔ جیسے وہ کسی چیز سے بھاگنے کی کوشش کر رہی تھی مگر وہ شے مسلسل اس کا پیچھے کر رہی تھی۔ آنکھوں کے سامنے احتشام کا چہرہ آیا تو مایوسی نے شدت پکڑ لی۔ خیالوں کو جھٹک کر اس نے صوفے پر رکھا فوٹو فریم اٹھایا، جس میں امید کا چہکتا ہوا چہرہ اس کے لبوں پر مسکراہٹ بکھیرنے میں کامیاب ہو گیا مگر اگلے ہی لمحے حازق کے چہرے نے اسے دوبارہ مایوسی کے دلدل میں دھکیل دیا۔

''میرے جذبات کو بھی کاش کوئی سمجھ سکتا۔۔۔''اس نے فریم دوبارہ رکھ دیا اور آنکھیں بند کر کے سستانے لگی

''تو پھر کیسا لگ رہا ہوں میں؟''امید کی پرجوش آواز نے اس کے کانوں میں رس گھول دیا۔ آنکھیں کھول کر اس نے امید کی طرف دیکھا تو میجنٹا رنگ میں وہ واقعی بہت حسین لگ رہا تھا

''واؤ۔۔۔ یہ کلر تو تم پر بہت سوٹ کر رہا ہے۔۔''کھڑے ہوتے ہوئے اس نے محو حیرت سے کہا تھا

''I know..۔۔''اس نے آئینے میں خود کو دیکھا

''ایسی شیر وانی تو میں نے پہلے کبھی نہیں پہنی۔۔ تھینک یو سو مچ۔۔۔ آج آپ کی وجہ سے اتنی precious شیر وانی پہننے کو ملی۔۔''پلٹ کر اس نے آفرین کے ہاتھوں کر تھام کر اظہار تشکر نگاہوں سے کہا تھا

''تھینکس کہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔ چلو اب ذرا اس شیر وانی میں مجھے چل کر دیکھاؤ۔۔''اس کے رخسار کو ہلکا سا تھپتھپاتے ہوئے کہا تو اس نے پریٹی کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق چل کر دیکھایا۔ صرف دو دن میں پریٹی نے اسے ایک ماڈل کی طرح ٹرین کر دیا تھا۔ چلتے ہوئے وہ کسی طور پر بھی نیو نہیں لگ رہا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ اب بالکل تیار ہے۔

''اب لگتا ہے تم ہی وِن کرو گے۔۔۔ دیکھنا۔۔''

''اگر آپ کی دعائیں ہوئی تو ضرور۔۔''شوخ لہجے میں آفرین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

☆ ☆ ☆ ☆

اپنے کیبن میں احتشام فائلوں کو پڑھنے میں مصروف تھا۔ اس کے سامنے ٹیبل پر کئی فائلیں بکھری ہوئی تھیں۔ کبھی وہ ایک فائل کو اٹھاتا اور اس کے دو چار ورقے پڑھ کر رکھ دیتا تو کبھی دوسری کا سرسری طور پر جائزہ لیتا۔

'' May I com in? ''آواز سنتے ہی اس نے دروازے کی طرف دیکھا تو اس کا بوجھل چہرہ ایک دم کھل اٹھا۔

''ہاں ہاں صاحبہ! تم کو تو اجازت کی بھی ضرورت نہیں۔۔۔ آؤ بیٹھو۔۔''ہاتھ میں موجود ریڈ فائل کو بند کر کے ٹیبل پر رکھا اور اپنی ٹھوڑی کو اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیوں پر ٹکایا

''اجازت تو ضروری ہوتی ہے ناں۔۔''مسکراتے ہوئے وہ احتشام کے بالکل سامنے چیئر پر آبیٹھی

''لیکن اپنوں کو اپنوں کے پاس آنے کے لئے کسی بھی اجازت کی ضرورت نہیں ہوتی۔۔''احتشام نے شوخ لہجے میں جواب دیا

''آپ لگتا ہے شرارت کے موڈ میں ہیں مگر میں اس وقت کام کے موڈ میں ہوں۔۔''اس نے ٹیبل سے فائل کو اٹھایا اور اوپن کر کے ایک پیج پر بنے بلڈنگ کے آرکیٹیکچر کو دیکھنے لگی

''یہ کام شام بعد میں ہوتا رہے گا۔۔ پہلے کچھ باتیں تو ہو جائیں۔۔'' صاحبہ کی طرف جھک کر اس نے فائل کو اس کے ہاتھوں سے کھینچا اور ٹیبل پر رکھ دی

''لیکن احتشام صاحب۔۔۔'' منہ بنا کر کہا

''لیکن ویکن کچھ نہیں۔۔ پہلے تو یہ بتاؤ کیا پینا پسند کرو گی؟ ٹی یا کافی؟'' کریڈل سے فون اٹھاتے ہوئے پوچھا

''کچھ نہیں احتشام صاحب۔۔''

''کیوں کچھ نہیں۔۔۔ میں ابھی کافی آرڈر کرتا ہوں۔۔'' اس نے دو کپ کولڈ کافی آرڈر کی اور پھر فون کو کریڈل پر رکھنے کے بعد دوبارہ صاحبہ کی طرف متوجہ ہوا

''اور یہ تم مجھے احتشام صاحب، احتشام صاحب کہنا بند کرو۔۔ صرف احتشام کہا کرو مجھے۔۔''

''لیکن کیوں؟''

''وہ اس لئے کہ مجھے اچھا نہیں لگتا۔۔'' اس نے پیار سے صاحبہ کے ہاتھوں کو تھاما

''اور کیوں اچھا نہیں لگتا؟'' استفہامیہ انداز میں پوچھا

''کیونکہ لفظ ''صاحب'' میں وہ اپنائیت نہیں ہوتی جو میں محسوس کرنا چاہتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے وہ محبت دو جس کا متلاشی میں ہمیشہ سے رہا ہوں۔ جو ہمیشہ مجھ سے کوسوں دور رہی ہے۔'' اس کی آنکھوں میں شوخ پن جو پہلے غالب تھی۔ اب مغلوب ہو گئی۔ لہجے کی شرارت سنجیدگی میں ضم ہو گئی۔ اپنے دونوں ہاتھوں میں صاحبہ کے دونوں ہاتھوں کو مضبوطی سے تھامے ہوئے وہ کہتا جا رہا تھا

''میری زندگی میں جو خلا ہے، وہ صرف تم پُر کر سکتی ہو۔ تمہارے سوا کوئی نہیں جو ان لمحوں کو لٹا سکے جو شاید بہت پیچھے رہ گئے۔ جن لمحوں کو میں نے ہمیشہ کھویا ہے۔ جن کی یادیں میں نے سمیٹنے سے پہلے ہی بکھیر دیں یا پھر شاید وہ لمحے آئے ہی نہیں جو یادیں بن کر میری زندگی کا حصہ بن سکیں۔'' اس کی آنکھوں میں نمی ابھر آئی تھی مگر وہ ان پر قابو پانا جانتا تھا لیکن آج نہ جانے کیوں وہ ان پر قابو نہ پا سکا اور ایک قطرہ آنکھوں کی حدوں کو عبور کر گیا

''سر آپ کے لیے کافی۔۔''پیٹن ایک ٹرے ہاتھ میں لئے دروازے پر کھڑا تھا۔ یہ آواز سنتے ہی اس نے آنکھوں کو اپنے انگوٹھے کی نوک سے صاف کیا اور اسے اندر آنے کو کہا

''اور یہ ڈسٹنگ تم اچھی طرح کیوں نہیں کرتے۔۔ دیکھو مٹی میری آنکھوں میں چلی گئی۔۔''صاحبہ کی استفہامیہ نگاہوں کا جواب نہ سوجھا تو اس نے پیٹن کو ہی ڈانٹنا شروع کر دیا اور جان بوجھ کر کھانستے ہوئے ہاتھ جھاڑے

''لیکن سر۔۔۔''

''لیکن ویکن کیا؟ اچھی طرح ڈسٹنگ کیا کرو۔۔ اور اب جاؤ۔۔''مصنوعی انداز میں جھلایا

''اوکے۔۔ آئندہ خیال رکھوں گا۔۔''اس کے جانے کے بعد وہ ہنستے ہوئے صاحبہ کی طرف متوجہ ہوا مگر اس کی مشکوک نگاہیں اب بھی احتشام کی طرف تھیں۔

''دیکھو ناں۔۔ یہ پانی بھی نکلتا جا رہا ہے۔۔ اچھی طرح ڈسٹنگ بھی نہیں کرتے یہ لوگ۔۔''آنسوؤں کو بھی بہنے کا موقع مل گیا

''لیکن مجھے تو نظر نہیں آ رہی مٹی۔۔۔''!!

''اچھا۔۔ چلو چھوڑو۔۔ ان باتوں کو۔۔ تم یہ کافی پئیو۔۔''آنسوؤں کو قطرے سمجھ کر جھٹکتے ہوئے اس نے کافی کے کپ کو صاحبہ کی طرف بڑھایا

''تھینک یو۔۔۔!!''کپ اٹھا کر ایک گھونٹ لیا اور دوبارہ کپ ٹیبل پر رکھا اور پھر ایک سوچ میں ڈوب گئی

''اب تمہیں کیا ہوا؟ کن سوچوں میں ڈوب گئی؟''یکدم احتشام کی آواز پر وہ چونکی مگر اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے اس نے منفی میں سر ہلایا

''اچھا یہ بتاؤ اگلے ہفتے تو فری ہو ناں؟''ایک سپ لیتے ہوئے پوچھا

''کیا مطلب ہے آپ کا؟''

''اگلے ہفتے مجھے ایک شو میں چیف گیسٹ کے طور پر انوائیٹ کیا گیا ہے، سوچا تمہیں بھی ساتھ لیتا چلوں۔۔''

''مم مم مجھے؟؟''غیر یقینی طور پر اسنے پوچھا تھا

''ہاں تمہیں۔۔۔لیکن اگر تمہیں کوئی اعتراض نہ ہو تو۔۔''

''نہیں نہیں۔۔مجھے تو کوئی اعتراض نہیں مگر۔۔''اس کے دل میں ایک کھٹکا ہوا تھا

''اگر اعتراض نہیں ہے تو پھر یہ مگر کہاں سے آگیا کباب میں ہڈی بننے؟ دیکھو۔۔مجھے نہیں نہیں سننا کیونکہ میں پلان بنا چکا ہوں اور کل ہی ہم شوپنگ پر بھی جا رہے ہیں، ڈریسز پسند کرنے۔۔''احتشام نے پورا پلان سنا دیا

''جب آپ پلان بنا ہی چکے ہیں تو میں کیا کہہ سکتی ہوں۔۔''شا نے اچکاتے ہوئے کہا

''گڈ۔۔۔مجھے یقین تھا کہ تم مجھے کبھی انکار نہیں کرو گی۔۔''پھیکی سی مسکراہٹ اس کے لبوں پر پھیل گئی۔

''انکار کر بھی کیسے سکتی ہوں۔۔۔آپ کو۔۔''زیر لب وہ بڑبڑائی تھی

''کچھ کہا تم نے۔۔''حیرت سے استفسار کیا

''نن نہیں۔۔کک کچھ بھی تو نہیں۔۔''احتشام کے پوچھنے پر چونکی تھی مگر پھر اپنے آپ کو سنبھالا دیا اور پوری گفتگو میں اس نے احتیاط سے کام لیا

☆ ☆ ☆ ☆

''ویسے آج کل تم دونوں کچھ زیادہ ہی ایک دوسرے کے قریب نہیں آ گئے۔۔''رافدہ، حفلت اور تاباں آڈیٹوریم کے سامنے لان کی سیڑھیوں میں اس طرح بیٹھے تھے کہ ان کی پشت آڈیٹوریم کی طرف تھی اور چہرہ سامنے والے گراؤنڈ کی طرف تھا۔ جہاں بہت سے لڑکے باسکٹ بال کھیلنے میں مصروف تھے۔

''تمہیں جیلسی ہو رہی ہے۔۔''رافدہ کے سوال پر تاباں نے بھی کرارا جواب دیا

''بھلا میں کیوں جیلس ہونے لگی۔۔؟؟''تاباں کے کڑوے جواب پر اس نے جھلا کر کہا

''میرے پاس میرا حفلت ہے۔۔کیوں حفلت۔۔''اپنا بازو حفلت کے بازوں میں دیتے ہوئے اپنا سر اس کے شانوں پر رکھا

''ہاں۔۔ہاں۔۔ بھلا رافدہ کیوں جیلس ہونے لگی۔۔''رافدہ کے کہنے پر حفلت نے بھی اس کی تائید کی۔

''تو پھر اس بے تکے سوال کا کیا تُک بنتا تھا؟''گردن جھٹک کر اس نے دوبارہ لڑکوں کو باسکٹ بال کھیلتے ہوئے دیکھا

''اب بندہ بات بھی نہیں کر سکتا کیا؟''رافدہ نے چڑ کر جواب دیا

''رافدہ! تم کیوں پریشان ہوتی ہو؟ شروع شروع میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ ہر وقت کوئے یار میں رہنا اچھا لگتا ہے۔ اس سے باتیں کرنا، کچھ اپنی سنانا، کچھ اس کی سننا سب دل کو بھاتا ہے اور ویسے بھی اس کا پہلا تجربہ ہے ناں۔۔!!''حفلت کی باتوں پر وہ مزید چڑ گئی اور جھلا کر اس طرح کھڑی ہوئی کہ اس کے ہاتھوں میں موجود فون کب گر گیا، اسے علم بھی نہ ہوا

''اوہ ہیلو! میں تم دونوں کی طرح نہیں ہوں۔۔ایک ہفتے ایک کے ساتھ تو دوسرے ہفتے دوسرے کے ساتھ اور ویسے بھی ہم دونوں صرف اچھے دوست ہیں اور بس۔۔ آئی بات سمجھ میں۔۔''

''کون دونوں دوست ہیں؟''ابھی وہ انہیں سنا ہی رہی تھی کہ پیچھے سے حازق کی آواز سے وہ بری طرح چونکی۔ اس نے آتے ہی شوخ لہجے میں کہا اور پھونک سے اس کی زلفوں کو ہوا دی جو اس کے کانوں میں گدگدی پیدا کرنے لگی۔

''بتاؤ بھی۔۔ کون ہے تمہارا دوست؟ میں بھی تو ملوں اس سے۔۔''حازق نے پوچھا تھا مگر تاباں کو تو جیسے چپ لگ گئی۔ وہ یک ٹک اسے دیکھتی جا رہی تھی۔

''میں بتاتا ہوں۔۔''حفلت نے کھڑے ہو کر حازق کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر کہا

''تمہاری تاباں کو ایسا لگتا ہے کہ تم دونوں صرف دوست ہو۔ اس کے علاوہ تمہارے درمیان اس کے علاوہ کوئی رشتہ نہیں۔۔''

''اور ہیلو۔۔ میں نے یہ کب کہا کہ ہمارے درمیان کوئی رشتہ نہیں ہے۔۔''حفلت نے ایک کی دو لگانے کی کوشش کی تو تاباں نے فوراً ٹوک دیا

''توبہ۔۔توبہ۔۔۔ کتنا جھوٹ بول رہی ہو تم۔۔ رافدہ تم بتاؤ ذرا تاباں نے یہ کہا نہیں ہے کیا؟''آنکھ مارتے ہوئے اس رافدہ کی طرف اشارہ کیا، جسے وہ فوراً سمجھ گئی

''ہاں تاباں۔۔ تم نے ابھی تو کہا ہے کہ تم حازق کو بس ایک عام سا دوست سمجھتی ہو،۔۔'' جب بات چڑانے کی تھی تو بھلا رافدہ کیسے پیچھے رہتی۔۔ دو کی چار لگا کر حازق کو بتایا

''رافدہ کی بچی۔۔ یہ سب میں نے کب کہا۔۔۔ حازق تمہیں یقین کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہ دونوں جھوٹ بول رہے ہیں۔۔'' اس نے لاشعوری طور پر حازق کا ہاتھ پکڑ کر کہا تھا۔ حازق تاباں کی اس حرکت پر ہنستا جا رہا تھا

''میں جانتا ہوں تاباں۔۔'' اس نے ہاتھوں کو سہلاتے ہوئے کہا تھا

''توبہ! کتنی جلدی مکر جاتی ہے یہ لڑکی۔۔'' رافدہ نے تاباں کا کان پکڑ کر کہا تھا

''رافدہ۔۔۔'' اس نے ایک گھونسہ اس کی پیٹھ میں مارا

''جن کے دل میں چور ہوتا ہے، وہی ہاتھا پائی پر آتے ہیں۔۔'' حفلت نے فوراً لقمہ دیا

''تم تو۔۔۔ حازق۔۔ چلو یہاں سے۔۔ ورنہ یہ دونوں تمہیں میرے خلاف بھڑکاتے رہیں گے۔۔'' حازق کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے جانے کے لئے رخ پھیرا تو حفلت نے آگے بڑھ کر حازق کا راستہ روکا

''دیکھا حازق۔۔ اس کے دل میں کتنا چور ہے۔ تبھی تو تمہیں یہاں سے لے کر جا رہی ہے تا کہ ہم دونوں تمہیں اس کی سچائی نہ بتا دیں۔۔'' بناوٹی انداز میں حفلت نے کہا تھا

''اچھا جی! ذرا میں بھی تو سنوں! کیا کہا تھا تاباں نے میرے خلاف؟'' حازق نے دونوں ہاتھ سینے پر باندھ لئے اور آنکھیں اچکاتے ہوئے پوچھا

''حازق۔۔۔!!'' حیرت سے تاباں نے اس کی طرف دیکھا

''تم بے فکر رہو۔۔ میں اتنے کچے کانوں کا نہیں ہوں جو کسی کی بھی باتوں میں آ جاؤں۔۔'' حازق نے حوصلہ دیا

''اوہ۔۔۔ اب ہم کسی میں شمار ہونے لگ گئے۔۔ واہ یار۔۔ نئی لڑکی کیا آئی تیری زندگی میں، دوست کو بھول گیا۔ چل رافدہ۔۔۔ یہاں ہمارا کوئی نہیں۔۔ ہم اجنبی ہو گئے ہیں اب ان دونوں کے لئے۔۔'' گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے ہوئے اس نے ہر جملے پر نیا امپریشن دیا تھا۔ رافدہ بھی اس کی ہاں میں ہاں ملاتی رہی

''دیکھا تم نے۔۔''تاباں نے گردن سے حازق کی توجہ ان دونوں کی طرف مبذول کرانا چاہی

''ہاں۔۔۔!! ہاں۔۔!! دیکھ بھی رہا ہوں اور سن بھی رہا ہوں۔۔بولنے دو انہیں ابھی۔۔لیکن جب میں بول پڑا ناں تو ان دونوں کی بولتی بند ہو جائے گی۔۔''حازق نے ایک ہی جملے میں دونوں کو آڑے ہاتھوں لیا

''یعنی الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔۔۔''حفلت نے ذرا جھجکتے ہوئے کہا تھا

''میں بتاؤں چور کون ہے۔۔عن۔۔۔''ابھی اس نے عن ہی کہا تھا کہ حفلت لائن پر آ گیا

''یار۔۔تُو تو سیریس ہی ہو گیا۔۔''بناوٹی ہنسی کے ساتھ اس نے ایک زوردار ہاتھ اس کے شانوں پر رکھا

''دیکھا اونٹ کو کیسے پہاڑ کے نیچے لایا جاتا ہے۔۔!!''حازق کے کہنے پر تاباں نے ایک زوردار قہقہ لگایا

☆ ☆ ☆ ☆

حازق ٹی وی لاؤنج میں بیٹھا ٹی وی دیکھ رہا تھا جبکہ آفرین اپنے کمرے سے ابھی ابھی کافی بنانے باہر آئی تھی۔حازق نے ایک نظر آفرین کے وجود پر ڈالی جو کہ کام کی زیادتی کی وجہ سے بوجھل ہو رہا تھا۔

''موم! آپ ٹھیک تو ہیں ناں؟''اس نے ریموٹ کو سائیڈ پر رکھا اور پیچھے مڑ کر آفرین کی طرف دیکھا۔

''ہاں! بالکل۔۔مجھے کیا ہونا ہے؟''چہرے پر مصنوعی مسکراہٹ کو لانے کی کوشش کی

''میں کافی بنا کر دوں آپ کو؟''حازق نے کھڑے ہوتے ہوئے آفر کی

''نہیں۔۔نہیں۔۔۔اس کی کوئی ضرورت نہیں۔میں خود بنا لوں گی''فی الفور اس کی آفر مسترد کر دی۔حازق کے چہرے پر مایوسی چھا گئی مگر ہمیشہ کی طرح بناوٹی مسکراہٹ کا سہارا لیا اور اور سیدھے ہو کر ریموٹ اٹھایا اور ٹی وی دیکھنے لگا۔اتنے میں دروازے سے احتشام داخل ہوا۔ہمیشہ کی طرح آج بھی اس کے چہرے پر طمانت تھی۔تھکان کے اثرات تو جیسے وہ آفس میں ہی اتار کر آتا تھا۔حازق کے سامنے آکر اپنا کوٹ اتارا اور ٹائی کی نوٹ کھولتے ہوئے اس کے ساتھ بیٹھ گیا اور اس کی ران پر ایک زوردار ہاتھ مارتے ہوئے اس سے پوچھا

''اور سناؤ جینٹل مین! کیا ہو رہا ہے آج کل۔۔''ہمیشہ کی طرح آج بھی اسے یہ لہجہ بناوٹی لگا تھا۔ چہرے پر وہی پھیکی سی مسکراہٹ، لہجے میں وہی ریاکاری، انداز میں وہی تکلف۔۔۔ لیکن شاید وہ بھی اس کا عادی تھا تبھی اسی انداز میں پلٹ کر جواب دیا

''میں تو بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔ اور لائف بھی اپنے ٹریک پر جا رہی ہے ڈیڈ'' چینل تبدیل کر کے ایک انگلش سانگ آن ایئر کیا

''گڈ۔۔ اگر پیسوں کی ضرورت ہو تو بتانا۔'' یہ کہنے کے بعد اس نے ایک پل کے لئے خاموشی اختیار کی جبکہ حازق نے استفہامیہ انداز میں اس کی طرف دیکھا جیسے کچھ کہنا چاہتا تھا۔ آنکھوں میں ایک کشش ابھر آئی مگر لب پر مہر خاموشی تھی۔ کچن سے کپ گرنے کی آواز آئی

'' Are you ok?''احتشام نے پوچھا تھا

'' Yes, yes... I'm ok. Don't worry..''آفرین کے جواب پر انہوں نے واپس اپنی گردن آگے کی طرف کی اور ٹیک کے ساتھ کمر ٹکا کر ستانے لگے۔ حازق نے طنزیہ گردن جھٹکی اور ایک فلمی چینل لگا یا۔

''ممی۔۔۔!! آپ کو زیادہ چوٹ تو نہیں آئی۔۔ ڈیڈ پلز آپ جلدی سے ڈاکٹر کو فون کریں۔۔ دیکھیں اتنا خون بہہ رہا ہے۔''ایک لڑکا اپنی ماں کو شانوں سے پکڑ کر ڈرائینگ روم میں لا رہا تھا

''بیٹا! اتنے فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ میں ٹھیک ہوں، معمولی سی چوٹ ہے ٹھیک ہو جائے گی۔''

'''ایسے کیسے ٹھیک ہو جائے گی؟ تم آرام سے بیٹھو، اب تمہیں کوئی کام کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آج سے سارے کام ہم دونوں کریں گے اور تم بس آرام کرو گی، سنا تم نے۔۔''

''لیکن۔۔''

''کہا ناں لیکن ویکن کچھ نہیں۔۔۔ چلو علی تم اپنی ماں کو کمرے میں لے کر جاؤ اور انہیں اس وقت تک کمرے سے نہیں نکلنے دینا جب تک وہ ٹھیک نہ ہو جائیں''

''اوکے ڈیڈ۔۔''اس سین کو دیکھ کر حازق کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔اس نے حسرت بھری نگاہ کچن کی طرف دوڑائی اور پھر احتشام کی طرف دیکھا۔وہ بھی اس کے ساتھ یہ سین دیکھ رہا تھا۔

''تم فلم دیکھو۔۔میں ذرا فریش ہو کر آتا ہوں۔۔''ہچکچاتے ہوئے اس نے وہاں سے کھسکنے میں ہی عافیت جانی اور اٹھ کر اپنے روم میں چلا گیا۔حازق کے چہرے پر کئی تاثر ابھرے مگر کوئی سمجھنے والا نہیں تھا۔غصے میں اس نے ٹی وی آف کیا اور ریموٹ کو دیوار پر دے مارا۔آواز اتنی زوردار تھی کہ دوسرے گھر تک گئی ہوگی مگر اس گھر کے رہنے والے نہ سن سکے۔گھر میں وہی پہلے کی سی خاموشی رہی اور وہ مٹھیاں بھینچ کر ہی رہ گیا۔تبھی اس کے دماغ میں ایک آئیڈیا آیا۔وہ اٹھا جیب سے موبائل نکال کر ایک فون کیا۔

''او۔کے۔۔مگر پلیز جلدی کیجیے گا''دوسری طرف سے رابطہ منطقع کر دیا گیا۔اس نے اپنا موبائل ہاتھ میں لے کر گھومانا شروع کر دیا جبکہ اس کے چہرے پر مسلسل ایک مسکراہٹ تھی۔کچن سے آفرین بھی باہر آ چکی تھی اور آتے ہی اپنے کمرے میں چلی گئی۔ایک پل کے لئے اس کے چہرے پر اداسی چھا گئی اور گردن جھٹک کر اپنے روم میں چلا گیا اور کپڑے چینج کر کے ڈارک براؤن ٹراؤزر اور سلیولیس بلیو شرٹ پہنی۔

دروازے پر مسلسل بیل ہونے پر آفرین نے دروازہ کھولا تو وہاں پیزاہٹ کی طرف سے ایک کوریئر آیا تھا۔

''میڈم یہ آپ کے لئے۔۔''اس نے ایک پیزا بکس آگے بڑھاتے ہوئے کہا تھا

''لیکن سوری۔۔میں نے کوئی پیزا آرڈر نہیں کیا۔۔''آفرین نے بکس لینے سے انکار کر دیا

''لیکن میڈم۔۔ایک گھنٹے پہلے یہی سے آرڈر کیا گیا تھا''اس نے وضاحت کی

''یہاں سے ؟؟؟شاید احتشام نے دیا ہو۔۔''جیسے ہی اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو احتشام پانی پینے کے لئے کچن کی طرف جا رہا تھا

''احتشام!آپ نے پیزا آرڈر کیا تھا؟''آفرین کے پوچھنے پر اس نے منفی میں سر ہلا دیا

"یہ میں نے آرڈر کیا ہے۔۔" چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ لئے حازق اپنے کمرے سے باہر آیا اور دروازے کی طرف بڑھ کر پیزا بکس لیا اور پے منٹ کرنے کے بعد دروازہ بند کیا لیکن جیسے ہی پلٹا تو آفرین کو اپنے کمرے کی طرف اور احتشام کو کچن کی طرف جاتے ہوئے پایا۔ وہ آگے بڑھا اور بکس کو ڈائنگ ٹیبل پر رکھا اور کچن سے کوک کی تین کینز لے کر باہر ڈائنگ ٹیبل پر آیا۔ احتشام دیکھتا رہا مگر خاموش رہا۔ باہر آ کر اس نے ایک نظر پیزا پر ڈالی جو فل سائز پیزا تھا۔

"لگتا ہے آج پارٹی کا پلان ہے۔۔" چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی

"یس ڈیڈ۔۔۔" پر مسرت لہجے میں جواب دیا

"گڈ۔۔" یہ کہتے ہوئے وہ اپنے کمرے کی طرف جانے لگے تو حازق نے اسے آواز دیا

"ڈیڈ۔۔ آپ کہاں چل دیئے۔۔ پارٹی انجوائے نہیں کرنی کیا؟" وہ حیرت سے پلٹے تھے

"کیا کہا؟ میں اور پارٹی۔۔ بھلا میں تم دوستوں کی پارٹی میں شرکت کرتا عجیب نہیں لگوں گا۔۔؟؟"

"آپ کو کس نے کہا کہ میں اپنے دوستوں کو بلا رہا ہوں؟"

"تو پھر؟" وہ ششدر رہ گئے

"آپ ادھر تو آیئے۔۔۔" وہ مسکراتے ہوئے ان کے پاس گیا اور شانوں سے پکڑ کر ڈائنگ ٹیبل کی طرف لایا۔

"اب بتاؤ۔۔۔" وہ استفہامیہ انداز میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا

"ذرا ایک منٹ بس۔۔۔ میں ابھی آتا ہوں۔۔" یہ کہہ کر وہ کمرے میں گیا اور آفرین کو بھی حیلے بہانے سے باہر لے آیا

"ذرا بتاؤ تو سہی۔۔ کہاں لے کر جا رہے ہو؟" وہ مسلسل پوچھ رہی تھی مگر وہ اسے بھی شانوں سے پکڑے ڈائنگ ٹیبل کی طرف لا رہا تھا

"بس ایک منٹ موم۔۔" دونوں ڈائنگ ٹیبل کے پاس کھڑے تھے۔ آفرین نے استفہامیہ انداز میں احتشام کی طرف دیکھا تو اس نے نفی میں گردن ہلائی

''اب تو بتاؤ۔ ہمیں یہاں کیوں اکٹھا کیا ہے ؟۔'' احتشام نے کہا تھا

''وہ میں نے سوچا ہے کہ ہم تینوں نے کافی عرصہ ہو گیا مل کر کھانا نہیں کھایا اور نہ ہی اکٹھے بیٹھ کر کچھ باتیں وغیرہ کی ہیں تو اسی لئے میں نے سوچا کہ کیوں ناں آج پیزا پارٹی ہو جائے فیملی کے ساتھ۔۔'' پرجوش انداز میں حازق نے کہا تھا۔ لبوں پر پہلی بار فیملی کے سامنے حقیقی مسکراہٹ نے جنم لیا تھا۔ آنکھوں میں ایک کسک ابھری تھی۔ وہ دونوں کو حسرت و آس کے ساتھ دیکھ رہا تھا

''لیکن بیٹا! مجھے تو بہت کام ہے۔۔!'' آفرین نے سنجیدہ انداز میں کہا تھا

''ہاں حازق۔۔ مجھے بھی سونا ہے اب۔۔ کل آفس میں بہت کام ہے۔۔'' احتشام نے بھی علت بیان کی

''پانچ منٹ میں کچھ نہیں ہو جاتا۔۔۔ چلیں آپ بیٹھیں دونوں۔۔'' اس نے باری باری دونوں کو کندھوں سے پکڑ کر کرسی پر ایک دوسرے کے پہلو میں بٹھایا اور خود پیزا نکال کر انہیں سرو کرنے لگا۔ آفرین نے جھجکتے ہوئے حازق کی مدد کی۔ احتشام بھی آنکھیں چراتا ہوا آفرین کو دیکھتا رہا۔ حازق کی ہیلپ کرتے ہوئے بار بار اس کے بازو احتشام سے مس ہو رہے تھے اور وہ بار بار سوری کہہ کر پیچھے ہٹ جاتی اور وہ بناوٹی مسکراہٹ سے جواب دیتا۔

''ویسے آپ کو یاد ہے کہ ہم کتنے عرصے کے بعد اکٹھے بیٹھے ہیں یوں؟'' حازق ان دونوں کے سامنے بیٹھا تھا۔ یہ سن کر دونوں کے چہرے پر خاموشی چھا گئی۔ استفہامیہ انداز میں انہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا مگر جواب کوئی نہ دے سکا۔ شاید انہیں خود بھی معلوم نہیں تھا کہ وہ آج کتنے عرصے بعد اکٹھے بیٹھے تھے۔

''آپ دونوں ایسے بی ہیو کیوں کر رہے ہیں جیسے آپ دونوں اجنبی ہوں۔۔'' حازق نے دونوں کے درمیان تکلف دیکھتے ہوئے کہا تھا

''نن نہیں۔۔ حازق۔۔'' احتشام نے ہڑبڑا کر کہا تھا۔ چہرے پر دوبارہ ایک پھیکی سی مسکراہٹ ابھری تھی۔ چیئرز اتنی پاس تھیں کہ بار بار آفرین کے بازو احتشام کے سامنے آ رہے تھے۔ احتشام نے ذرا کھسکا کر اپنی چیئر پیچھے کی تو حازق کی چہرے پر ہلکی سی مایوسی چھا گئی مگر اس نے نظر انداز کر کے دوبارہ باتیں کرنا شروع کی۔ حازق بولتا جا رہا تھا جبکہ وہ دونوں خاموشی کے ساتھ ایک دوسرے سے بچنے کی کوشش کر رہے تھے۔ ایک عجیب سی کوفت، ایک عجیب سا احساس انہیں اپنے شکنجے میں لئے ہوئے تھا۔ ماحول میں ایک موبائل نے مخل کیا

''اوہ۔۔ یہ تو آفس سے فون ہے۔۔ میں ابھی سن کر آتا ہوں۔۔'' اگلے ہی لمحے احتشام ٹیبل سے اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف جاتا ہوا دکھائی دیا

''مگر ڈیڈ۔۔۔'' حازق نے روکنے کی کوشش کی مگر اس نے ایک نہ سنی اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا

''مجھے بھی ایک ضروری کام ہے۔۔ میں بھی چلتی ہوں۔۔'' آفرین بھی اپنے بالوں کو اڑیستے ہوئے وہاں سے چلتی بنی۔

''لیکن موم۔۔'' اس بار بھی وہ ہار گیا۔ پل دو پل کی خوشی ریت کی مثل ثابت ہوئی۔ چہرے پر غصے کے شکن نمودار ہو گئے۔ اس نے اپنے سامنے پیزے کو دیکھا تو غصہ مزید بھڑک اٹھا اور اس نے ایک ہی جھٹکے سے پیزے کے سارے پیسز زمین پر گرا دیئے

'' Go to hell... '' کینز بھی ساری بکھیر دیں۔ ٹیبل پر موجود ہر شے تہس نہس کر دی مگر کوئی اس کے پاس نہ آیا۔ دل کے ارمان دم توڑتے دکھائی دیئے اور آنکھوں کے سامنے ہر شے دھندلی دکھائی دینے لگی۔

''آئی ہیٹ یو۔۔'' ایک زور دار لات ٹیبل پر مارتا ہوا وہ اپنے روم کی طرف چل دیا۔

☆ ☆ ☆ ☆

آنکھوں کے آگے بالوں کی لٹیں کو اپنی ہتھیلی سے پیچھے کیا۔ کپ کیک بنانے کے بعد اس نے ٹرے میں رکھے اور ساتھ ہی کافی پیک شیلف سے اتار کر کافی بنانے لگی۔ چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ کو سموئے وہ ہر کام دل سے کر رہی تھی۔ آج صبح سے صاحبہ بھی گھر پر ہی تھی اور اپنے کمرے سے بھی باہر نہیں آئی تھی۔ تاباں نے اٹھتے ہی سوچا کہ کیوں نہ آج اپنے ہاتھوں سے ناشتہ بنایا جائے۔ اس طرح اسے چند گھڑی صاحبہ کے ساتھ بیٹھنے کا موقع بھی مل جائے گا۔ اس نے پلٹ کر وال کلاک پر نظر دوڑائی تو صبح گیارہ بج رہے تھے۔

''اُفف۔۔۔ گیارہ بھی بج گئے؟'' اس نے خود کلامی کی اور ہاتھ جلدی متحرک کئے۔ اتنے میں صاحبہ اپنے کمرے سے باہر آئی۔ وہ اسے دیکھ تو نہ سکی مگر آہٹ سن لی تھی

''تاباں تم کچن میں ہو؟'' صاحبہ کی آواز آئی تھی

''یس موم۔۔'' تاباں نے جلدی جلدی چیزیں سمیٹتے ہوئے جواب دیا اور صاحبہ کے کچن میں آنے سے پہلے پہلے کافی اور کپ کیکس کو ٹرے میں نہایت نفاست کے ساتھ رکھے

''وہ میں کہہ رہی تھی کہ۔۔۔'' صاحبہ اپنے پرس کی زپ بند کرتے ہوئے کچن میں آئی تو اس کی نظر ٹرے پر جا کر ٹھہر گئی۔ چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نے جنم لیا

''تو کیسا لگا سرپرائز موم؟'' تاباں نے خوش دلی سے کہا

''بہت عمدہ۔۔ لگتا ہے آج کچھ زیادہ ہی موڈ فریش ہے۔۔'' اس کے چہرے کو تھپتھپاتے ہوئے کہا

''یہ میں نے آپ کے لئے بنایا ہے۔۔'' شانے اچکاتے ہوئے تاباں نے مسرت کے ساتھ کہا

''میرے لئے۔۔۔ تھینک یو میری جان۔۔'' اس کے گال پر اپنے گال مس کرتے ہوئے کہا اور اس کی پشت کو آہستہ سے سہلایا

''لیکن آئی ایم سوری۔۔ میں تمہارے ساتھ یہ شئیر نہیں کر سکتی۔۔'' صاحبہ کی بات سن کر اس کے چہرے پر ہلکی سی خفگی ظاہر ہوئی۔ جو ناشتہ اس نے بڑے ہی مان سے بنایا تھا۔ صاحبہ کے ایک جملے نے اس مان پر پانی پھیر دیا۔

''مگر کیوں؟'' بجھے ہوئے دل سے پوچھا۔

''کیونکہ مجھے ابھی جانا ہے۔۔ تم آرام سے ناشتہ کرو۔۔'' اس کے بالوں پر ہاتھ پھیرا اور کچن سے باہر آگئی جبکہ تاباں کھڑی صاحبہ کو تکتی رہی۔ اس کا دل بھی کچھ اس انداز میں ٹوٹا تھا کہ کرچیاں بکھرنے کی بھی آواز نہ آئی۔ آنکھوں میں ہلکی سی نمی نے جنم لیا۔ اس نے ایک نظر کپ کیکس پر دوڑائی جو اس نے ابھی ابھی اپنے ہاتھوں سے بنائے تھے۔ اب نہ جانے کیوں زہر لگ رہے تھے۔ آنسوؤں کا کڑوا گھونٹ پیتے ہوئے وہ کچن سے باہر آئی

''لیکن موم۔۔۔ میں نے یہ سب آپ کے لئے بنایا ہے۔۔'' اس نے گلوگیر لہجے میں کہا تھا

''میری جان! میں نے کہا ناں کہ مجھے ایک ضروری کام ہے۔ بس اس لئے جانا پڑ رہا ہے۔ ''

''لیکن موم! ایسا بھی کیا ضروری کام آن پڑا کہ آپ کو اپنی ہی بیٹی کے پاس دو گھڑیاں بیٹھنا بھی میسر نہیں۔۔'' اس نے شکوہ کیا تھا مگر صاحبہ نے اس کی آنکھوں کی طرف نہ دیکھا

''دیکھو۔۔۔ آج مجھے باس کے ساتھ ضروری میٹنگ پر جانا ہے۔ اگر نہ کر دی تو جاب خطرے میں پڑ سکتی ہے۔'' تاباں کی ضد کے آگے انہیں مجبوراً جھوٹ بولنا پڑا مگر جھوٹ بولتے ہوئے وہ مسلسل نظریں چرا رہی تھی۔ جنہیں تاباں نے فوراً بھانپ لیا اور ایک بار پھر لبوں پر مہر خاموشی لگالی۔ صاحبہ نے وارڈروب سے گلاسز لئے اور انہیں سر پر ایک سٹائل کے ساتھ لگایا اور پھر شیلف پر رکھی جیولری میں سے ایک رنگ پہنی۔ تاباں اس کی ایک ایک حرکت پر نظریں گاڑھے ہوئے تھی۔ کیا میٹنگ پر جانے کے لئے ایسے تیار ہوتے ہیں؟ اس کے دل میں کھٹکا ہوا مگر لب متحرک نہ ہوئے۔ آنکھوں میں نمی کی تہیں ابھرتی رہیں مگر کسی کو ان کا خیال نہ آیا

''سویٹ ہارٹ۔۔۔ بس شام تک آجاؤں گی۔ اتنے تم بھی اپنے فرینڈز کے ساتھ مزے کرو۔۔'' اپنی طرف سے صاحبہ نے تاباں کو جادو کی جھپکی دی تھی مگر اس جھپکی میں ممتا کی مٹھاس اور ممتا کا احساس ناپید تھا۔ وہی عام سے لمس کا احساس، جو کسی بھی انسان کے چھونے پر محسوس ہوتا ہے اس کے جسم میں سرایت کر گیا۔ ایسا لگا جیسے وہ اپنی ماں سے نہیں کسی اجنبی عورت سے گلے مل رہی ہو۔ صاحبہ اس کے بعد دروازے کی طرف بڑھی اور بنا پلٹے گھر سے باہر چلی گئی۔

''کیا ایسی ہوتی ہیں مائیں؟ جب اولاد کو ضرورت ہو ان کی۔۔ ان کے پیار کی۔۔۔ ان کی توجہ کی۔۔۔ تو کیا وہ انہیں اکیلا چھوڑ جاتی ہیں؟ کیا تمام ماؤں میں ممتا کا سا احساس نہیں ہوتا؟ کیا تمام مائیں ایک سی نہیں ہوتیں؟ کیا تمام مائیں اپنے بچوں کے لئے تڑپ نہیں رکھتیں؟'' اس کے دل میں یکے بعد دیگرے کئی سوال جنم لے رہے تھے۔ آنکھوں سے آنسو کا ایک قطرہ چھلکنے لگا۔ نٹ کھٹ سی تاباں، تنہائی میں اتنی افسردہ ہو سکتی ہے؟ شاید کسی نے سوچا بھی نہیں ہو گا۔ خالی دامن۔۔۔!! لیکن نہیں دامن کیسے خالی ہو سکتا ہے؟ دامن تو ان کا خالی ہوتا ہے جو اپنی اقدار پر عمل کرتی ہیں۔ یہ تو ٹھہری نئے زمانے کی لڑکی۔۔۔ جینز اور شرٹ میں سکون محسوس کرنے والی۔۔۔ مگر جذبات؟ وہ تو ہر انسان کے ہوتے ہیں چاہے مشرق کا رہنے والا ہو یا مغرب کا۔۔۔ ٹھیس تو ہر کسی کے دل کو پہنچتی ہے چاہے اپنی اقدار پر عمل کرنے والا ہو یا اپنی اقدار کو پسِ پشت ڈالنے والا۔ صبر کا گھونٹ تو ہر کسی کو پینا ہی ہوتا ہے۔ اب یہ انسان پر منحصر ہے کہ وہ صبر کا دامن کب تھامتا ہے؟ مصیبت آنے پر یا وقت گزر جانے پر۔۔۔

"اگر تمام مائیں اپنے بچوں سے محبت کرتی ہیں تو میری ماں مجھ سے کیوں محبت نہیں کرتی۔۔"بچوں کی طرح اس کے لبوں سے ہچکیوں کے ساتھ جاری ہوا مگر یہ آواز اس کے سوا کوئی سن نہیں سکتا تھا۔ سونے گھر میں اور تھا ہی کون؟ سوائے اس کے یا پھر اس کی ماں کے جمع کئے پیسوں کے علاوہ۔ نئے زمانے کی ہر شے۔۔ ایک سے بڑھ کر ایک دیدہ زیب ملبوسات۔۔۔ گلوسری۔۔ جیولری۔۔ پینٹنگز۔۔۔ صوفے۔۔ قالین۔۔۔ بیڈ۔۔۔ وارڈروب۔۔ گلاسز۔۔۔ فانوس۔۔۔ سب کچھ تو تھا ان کے گھر میں۔ ایک چھوٹے سے گھر میں۔ سوائے محبت کے۔۔۔ احساس کے۔۔۔ ساتھ کے۔۔۔ پیسوں سے ہر شے تو خریدی جا سکتی ہے مگر ماں کا پیار نہیں۔۔ اگر خریدا جا سکتا تو یہ سب کچھ دے کر ایک گھڑی محبت کی ضرور خریدتی

"کاش آپ دوسری ماؤں کی طرح ہوتیں۔۔" آنسوؤں کو پونچھتے ہوئے وہ کچن میں جانے کی بجائے اپنے کمرے میں چلی گئی۔

☆ ☆ ☆

شامِ غم کی سحر نہیں ہوتی
یا ہم ہی کو خبر نہیں ہوتی
ہم نے سب دکھ جہاں کے دیکھے ہیں
بے کلی اس قدر نہیں ہوتی
نالہ یوں نا رسا نہیں رہتا
آہ ؤں بے اثر نہیں ہوتی
چاند ہے کہ کہکشاں ہے تارے ہیں
کوئی شے نامہ بر نہیں ہوتی
ایک جاں سوز و نامراد خلش
اس طرف ہے اُدھر نہیں ہوتی
دوستو، عشق ہے خطا لیکن

کیا خطا در گزر نہیں ہوتی
رات آ کر گزر بھی جاتی ہے
اک ہماری سحر نہیں ہوتی
بے قراری سہی نہیں جاتی
زندگی مختصر نہیں ہوتی
ایک دن دیکھنے کو آ جاتے
یہ ہوس عمر بھر نہیں ہوتی
حُسن سب کو خدا نہیں دیتا
ہر کسی کی نظر نہیں ہوتی
دل پیالہ نہیں گدائی کا
عاشقی در بہ در نہیں ہوتی

آسمان پر سورج ڈھلنے کو تیار کھڑا تھا۔ سرخی نے آسمان پر بسیرا کر لیا۔ ہلکے ہلکے بادل بھی اس سرخی کو چھپانے میں ناکام تھے۔ وہ درخت کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھی انجان منزل کی طرف دیکھ رہی تھی۔ آنکھوں میں آنسو کا انبار جمع تھا۔ دل میں جذبات بھی انتہا کو پہنچ چکے تھے مگر نہ جانے کیوں پانی کے قطرے حلق میں ہی اٹک کر رہ گئے۔ آنکھیں بنا حرکت کے ڈوبتے سورج پر مرکوز رہیں۔ لیکن کہتے ہیں ناں کوئی انسان اکیلا نہیں ہوتا۔ کوئی نہ کوئی اس دنیا میں ضرور ہوتا ہے جس کے خیال آپ سے میل کھاتے ہیں۔ جس کے جذبات آپ سے ملتے جلتے ہوتے ہیں۔ جس کا دکھ آپ کا سا ہوتا ہے۔ جو آپ کو بنا کہے سمجھ جاتا ہے۔ اس کا بھی ہم جو ڑ تھا۔ اپنے آپ سے بھاگتے ہوئے وہ کار کو نہ جانے کب سے ڈرائیو کر رہا تھا۔ ایک انجان منزل کی طرف چلتا جا رہا تھا۔ احتشام اور آفرین کو ایک کرنے کی خواہش ایک ابر پھر دم توڑ گئی۔ آنکھیں اگرچہ آنسو بہانہ چاہتی تھیں مگر جذبات ان آنسوؤں پر حاوی

ہو گئے۔ یکدم ایک سنسان سڑک پر کار خود بخود رک گئی۔ ایک زوردار ہاتھ اس نے سٹئیرنگ پر مارا اور جھٹکے سے دروازہ کھول کر باہر نکلا

''گوٹو ہیل۔۔۔'' اس کا دل بھر آیا تھا۔ آسمان کی طرف دیکھا تو اتنی دور پایا کہ پہنچ ناممکن تھی۔ زمین کی طرف دیکھا جامد و بے حرکت محسوس کیا۔ دائیں جان دیکھا تو ایک انجان وجود کو ڈھلان پر بیٹھے ہوئے پایا۔ پشت اس کی جانب ہونے کے سبب وہ چہرہ تو نہ دیکھ سکا مگر کچھ اپنائیت ضرور محسوس ہوئی۔ ایسا لگا جیسے وہ وجود اسے اپنی طرف کھینچ رہا ہو۔ نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے قدم اس کی جانب بڑھنے لگے۔ فاصلے مٹتے گئے اور وہ بالکل قریب آ گیا۔ آگے بڑھا تو چہرہ شناسا ملا۔ یہ تاباں تھی۔ خاموش۔۔۔ اداس۔۔۔ اور مایوس۔۔۔ شاید اس کا غم بھی اسی کی طرح تھا۔ کھنکھارتے ہوئے وہ اس کے پاس بیٹھ گیا مگر اُس نے پلٹ کر دیکھنا بھی مناسب نہ سمجھا۔

''زندگی بھی کتنی عجیب ہے ناں۔۔۔!! جو چاہتے ہیں نصیب ہی نہیں ہوتا۔'' حازق نے بھی تاباں کی نظروں کا تعاقب کیا اور مغرب میں غروب ہوتے سورج کی ہلکی کرنوں کو دیکھا جو ان سے کچھ کہہ رہی تھیں۔ شاید اپنے زوال کی داستان سنا رہی تھیں۔ کچھ دیر پہلے کیسے یہ اپنی تابناکی بکھیر رہی تھی مگر وقت نے ان کرنوں کی تابناکی کو کیسے زوال پذیر کر دیا۔ اندھیرے نے کیسے اس کی کرنوں کو ڈوبنے پر مجبور کر دیا۔

''نصیب تو شاید میری قسمت میں ہے ہی نہیں۔۔۔ صرف محرومیاں ہیں۔۔ صرف محرومیاں۔۔'' تاباں کا دل بھر آیا تھا۔ اتنی دیر سے جو آنسو حلق میں اٹکے ہوئے تھے۔ موتیوں کی طرح بہنے لگ گئے۔ حازق نے ایک نظر تاباں کی طرف دیکھا۔ نٹ کھٹ، معصوم، چلبلی سی لڑکی آج ایسے دیکھائی دے رہی تھی جیسے جہاں بھر کے ستم سہہ رہی ہو۔ لیکن اسے کوئی شاک نہیں لگا۔ خود بھی تو وہ ایسا ہی تھا۔ دنیا کے سامنے ایک خوشگوار زندگی بسر کرنے والا حازق اندر سے کتنا ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے، یہ صرف وہی جانتا تھا۔ کتنے بپھرے طوفان اس کو اندر ہی اندر سے گھائل کر رہے ہیں کوئی نہیں جانتا تھا

''اور محرومیاں بھی ایسی جنہیں چاہ کر بھی خوش نصیبی میں بدلا نہیں جا سکتا۔۔۔'' اس نے بنا دیکھے ہی کہا تھا جبکہ حازق کی نظریں ابھی تک تاباں کو تک رہی تھیں۔ آنکھوں میں تیرتی نمی نے بیچ میں حائل ہونے کی کوشش کی مگر ناکام رہی۔ وہ تو بس یک ٹک اسے ہی دیکھتا جا رہا تھا

''کتنی کوشش کی میں نے کہ ایک گھڑی موم کے ساتھ گزار سکوں۔۔ مگر انہیں تو صرف پیسہ عزیز ہے۔ میں تو شاید ان کے لئے کوئی اہمیت ہی نہیں رکھتی۔ میرے جذبات کی تو جیسے کوئی قدرو قیمت ہی نہیں۔۔۔ کبھی کبھی تو ایسا لگتا ہے جیسے میں ان کے ساتھ رہتے ہوئے بھی ان سے کوسوں دور ہوں۔ اتنی دور کہ میرے اور ان کے درمیان ہزاروں دیوار حائل ہیں۔ ان دیواروں کے باعث وہ میری طرف دیکھ ہی نہیں سکتیں۔۔'' ٹپ ٹپ اس کی آنکھوں سے آنسو گر رہے تھے۔ اس کے گھٹنے کی جینز آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ حازق ابھی تک اس کے وجود میں کھویا تھا۔

''شاید مجھ جیسا بدنصیب اس دنیا میں کوئی نہیں ہو گا۔۔'' یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے آنسو صاف کئے ۔

''نہیں تاباں۔۔۔ تم اکیلی نہیں ہو۔۔ کوئی ہے جو شاید تمہارے جیسے احساسات رکھتا ہے۔ کوئی ہے جو تمہاری طرح محرومیوں کا شکار ہے۔ جس کو اپنوں کی ضرورت ہے۔ جو اپنے کی محبت کا متلاشی ہے۔ جو اپنوں کے ساتھ ایک گھڑی گزارنے کے لئے ہزار طوفانوں سے لڑ سکتا ہے۔۔'' اس کے دل نے چاہا کے اپنا حالِ دل تاباں کے سامنے رکھ دے مگر وہ ایسانہ کر سکا۔ ایک بار پھر اپنے جذبات کو آنسوؤں کے ساتھ پی گیا۔

''خیر۔۔۔ میں کسے اپنے غم سنا رہی ہوں۔۔ جسے تو غم کا مطلب بھی نہیں معلوم۔۔'' اس نے طنزیہ انداز میں گردن جھٹکتے ہوئے کہا۔ یہ الفاظ حازق کے سینے پر نشتر کی طرح جا کر لگے مگر لب پر ابھی تک خاموشی کی مہر لگی رہی ''تم تو اپنی زندگی سے بہت خوش ہو۔۔ ہر وقت ہنستے ہو، مسکراتے ہو، جس سے دل چاہتا ہے دل لگی کرتے ہو۔۔'' اس نے بناوٹی مسکراہٹ کو چہرے پر لاتے ہوئے حازق کی طرف دیکھا تھا۔ جو ابھی تک اس کے چہرے کو تک رہا تھا۔ شاید اس کی باتوں کا جواب دے رہا تھا۔ حازق کے معصوم چہرے کو دیکھ کر ایک لمحے کے لئے وہ بھی ششدر رہ گئی۔ اپنی باتوں پر پشیمان ہوئی۔ شاید سمجھ گئی کہ اُس پر کیا بیت رہی ہے۔

''آئی ایم سوری۔۔'' اپنے بالوں کی لٹوں کو کانوں کے پیچھے اڑیستے ہوئے کہا

''کس بات کی؟'' اس کی جھیل آنکھوں میں ڈوبتے ہوئے کہا تھا۔ دل اگرچہ غم سے لبریز تھا مگر تاباں کے چہرے کو دیکھ کر وہ سب کچھ بھول چکا تھا

''تمہیں اپنی باتوں سے افسردہ کرنے کے لئے۔۔۔'' جواز پیش کیا

''اپنوں کو کبھی تھینکس اور سوری نہیں کہتے۔۔''سنجیدہ لہجے میں اس کے دیدار جام سے اپنے دل کا غم ہلکا کرتے ہوئے کہا تو تاباں بھی اس کے وجود میں کھو گئی۔ آسمان پر تاریکی نے بسیرا کر لیا۔کچھ دیر پہلے جہاں ہلکی ہلکی روشنی کی کرنیں تھیں۔رات کی لہروں نے ایسے لپیٹ میں لیا کہ وہ کرنیں دم ہی توڑ گئیں۔ ہر طرف اندھیرا چھا گیا مگر اس اندھیرے میں بھی وہ دونوں ایک دوسرے کا چہرہ دیکھ سکتے تھے۔چہرے پر ابھرنے والے جذبات کو بھانپ سکتے تھے

''اپنے۔۔۔!!''تاباں کا لہجہ استفہامیہ تھا۔جس پر حازق چونک گیا

''بھئی۔۔دوست بھی تو اپنے ہوتے ہیں''اپنے جذبات پر قابو پاتے ہوئے وہ ذرا سیدھا ہو کر بیٹھا

''صحیح۔۔۔''اس بار وہ حازق کی باتوں پر نہ مسکرائی

''لگتا ہے آج سنجیدگی کچھ زیادہ ہی غالب ہے۔۔''وہ اب تاباں کو افسردہ نہیں دیکھ سکتا تھا۔اپنے غم کو بھول کر وہ اس کو ہنسانا چاہتا تھا مگر اس کے چہرے پر ابھی بھی مسکراہٹ نہ ابھری

''جب دل غمگین ہو تو چہرے پر بس نہیں چلتا۔مسکراہٹیں بھی پھیکی لگتی ہیں''اٹھتے ہوئے کہا

''یہ تو ٹھیک کہا تم نے لیکن میری طرف دیکھو۔۔۔میں تو مسکرا رہا ہوں۔۔۔اگرچہ دیکھاوے کے طور پر ہی سہی۔۔''نہ چاہتے ہوئے بھی سچائی اس کی زبان سے نکل ہی گئی۔ تاباں نے پلٹ حازق کے چہرے کی طرف دیکھا تو واقعی اس کی ہنسی میں دیکھاوے کا عنصر شامل تھا۔چاشنی اگرچہ قابل دید تھی مگر کچھ کمی سی تھی۔وہ کمی دل میں اٹھنے والے جذبات کی تھی۔خواہشوں کی تکمیل کی تھی۔آنکھوں کی مقناطیسی قوت اسے اپنی طرف تو کھینچ رہی تھی مگر اس کشش میں بھی کچھ کمی تھی۔ایسا محسوس ہو رہا تھ جیسے برسوں کی تشنگی نے ان سے اپنائیت چھین لی ہو۔ان آنکھوں میں اپنائیت کی کمی تھی۔ہونٹوں پر موجود شہد بھی بے رنگ سا تھا۔چکھنے والا اس شہد کو چکھ تو ضرور سکتا تھا مگر اس میں وہ مٹھاس محسوس کرنے سے قاصر تھا جو کہ کسی بھی شہد میں ہوتی ہے۔وہ استفہامیہ انداز میں اس کو دیکھتی رہی۔

''ارے بابا۔۔مذاق کر رہا تھا۔۔بھلا تمہیں لگتا ہے کہ میری ہنسی دیکھاوے کی ہے؟''تاباں کی آنکھوں کے سوالوں کو وہ سمجھ چکا تھا۔اس لئے خود ہی شانے اچکاتے ہوئے ایک زوردار قہقہ لگایا مگر یہ قہقہ بھی بناوٹی تھا۔دیکھاوے کی دنیا میں ہر شے پر

ریاکاری کا عنصر نمایاں تھا۔ دیکھاوے کے آنسو۔۔۔ دیکھاوے کے لوگ۔۔ دیکھاوے کے چہرے۔۔۔ دیکھاوے کی دل لگی۔۔۔ دیکھاوے کا ساتھ۔۔۔ اور پھر دیکھاوے کی جدائی۔۔ دنیا اور اس کی بے ثباتی۔۔۔ ملاتی ہے تو ایسے لگتا ہے جیسے کبھی بچھڑنا ممکن ہی نہیں اور جب جدا کرتی ہے تو ایسا گمان ہوتا ہے جیسے کبھی ملے ہی نہیں۔ کبھی ایک دوسرے کا چہرہ دیکھا ہی نہیں۔ ایک پردہ۔۔۔ آنکھوں کے آگے ایسے آجاتا ہے جو سامنے موجود چیزوں کو بھی اوجھل کر دیتا ہے۔ سب کچھ دھندلا سا دیکھائی دیتا ہے۔ آنکھوں میں پانی یوں تو ہر وقت موجود رہتا ہے مگر دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر نا جانے کیوں بہنے کے بہانے ڈھونڈتا ہے۔ اس کی آنکھوں میں بھی پانی اب بہنے کو تیار تھا۔ ذرہ ذرہ مل کر قطرہ بن چکا تھا اور اب یہ قطرہ کسی کانٹے کی طرح آنکھوں میں چبھ رہا تھا۔ حازق کی ہنسی بھی اس آنسو کو بہنے سے روکنے میں ناکام تھی۔ گردن جھٹکتے ہوئے وہ آگے چل دی تو آنکھوں کا آنسو ایک جھٹکے سے حازق کے ہاتھوں کو مس کر گیا۔ اس کے آنسو کا جادو تھا یا پھر کچھ اور۔۔۔ پہلی بار اسے آنسوؤں کی قدر محسوس ہوئی۔ دائیں ہاتھ کی پشت پر رات کے اندھیرے میں چمکتا ہوا آنکھوں کا بے نام آنسو۔۔ جس کی کوئی شناخت نہیں ہوتی۔ اس سے باتیں کر رہا تھا۔ ایک نہ ختم ہونے والی داستاں سنا رہا تھا۔ اس نے اپنا ہاتھ سینے تک اٹھایا تو چمک اور بڑھ گئی۔ راز و نیاز کی باتیں ہونے لگی۔ ایک چھوٹے سے قطرے میں وہ اپنا پورا چہرہ دیکھ سکتا تھا۔ اسی قطرے میں وہ اپنی آنکھوں کے سونے پن کو دیکھ رہا تھا مگر جب بچپن سے ہی محرومیاں سہنے کی عادت ہو تو ایک معمولی سا قطرہ بھلا کہاں غم ہلکا کر سکتا ہے۔ سر اٹھا کر سامنے دیکھا تو تاباں کافی دور جا چکی تھی۔ اسے ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی اپنا دور جا رہا ہو۔ اپنے خیالوں کی دنیا سے باہر آ کر اسے آواز دی

''تاباں۔۔۔'' پشت پر اپنا بسیرہ کیے یہ آنسو جانے کب فنا ہو گیا، اسے علم تک نہ ہوا۔ بھاگتا ہوا تاباں کے پاس گیا۔ جو اپنی شرٹ کی آستینوں سے آنسو صاف کر رہی تھی۔ دل تو اس کا بھی چاہا کہ اپنا غم بیان کرے مگر نہ جانے کیوں وہ تاباں کو اس حال میں نہ دیکھ سکا

''لگتا ہے مجھے اپنی چوائس بدلنی پڑے گی۔ مجھے تو کوئی سٹارنگ اور بولڈ لڑکی چاہیے تھی، میری طرح مگر تم۔۔۔ تم تو بالکل عام لڑکیوں کی طرح نکلی۔۔۔ ایک ایک بات پر آٹھ آٹھ آنسو بہانے والی۔۔۔'' اپنی طرف سے وہ اسے ہنسانے کی کوشش کر رہا تھا مگر جب دل ٹوٹتا ہے تو اتنی آسانی سے نہیں جڑتا۔

''کوئی لڑکی چاہئے کتنی ہی سٹرانگ اور بولڈ کیوں نہ ہو مگر رہتی تو وہ ایک لڑکی ہی ہے۔ جذبات تو اُس کے ایک عام لڑکیوں کی طرح ہی ہوتے ہیں۔ دل تو اُس کے پاس بھی ہوتا ہے جو اپنوں کی کمی کو محسوس کرتا ہے۔ آنکھیں تو اُس کے پاس بھی ہوتی ہیں جن میں محرومیوں کے نہ ٹوٹنے والے تسلسل کی وجہ سے آنسو اُمڈ ہی آتے ہیں'' طنزیہ انداز میں دیکھتے ہوئے کہا تو ایک پل کے لئے حازق بھی تاباں کو دیکھتا رہ گیا۔

''لگتا ہے آج تم کچھ زیادہ ہی دکھی ہو۔۔'' منہ بگاڑتے ہوئے کہا

''دکھی۔۔۔ یہ تو میں ہمیشہ ہی رہتی ہوں۔'' طنزیہ انداز میں مسکرائی

''یہ الگ بات ہے کہ کبھی اس دکھ کی شدت زیادہ ہوتی ہے کبھی کم۔۔'' ایک لمحے خاموشی کے بعد وہ گویا ہوئی

''اچھا۔۔۔ مجھے تو معلوم ہی نہیں تھا۔۔۔ کہ یہ دکھ بھی کم یا زیادہ ہوتے ہیں۔۔'' انجان بنتے ہوئے کہا

''جھوٹ کم بولا کرو۔۔۔'' آگے بڑھ کر اس کے رخسار کو ہلکا سا تھپتھپاتے ہوئے کہا اور پھر ایک طرف کو چل دی جبکہ حازق ششدر اس کے چہرے کو ہی اپنے گمان سے نکالنے میں ناکام رہا۔ اس کے جانے کے بعد اپنے ہاتھوں سے رخسار کو چھوا جہاں اُس کے لمس کو وہ ابھی بھی محسوس کر سکتا تھا۔

''جھوٹ کم بولا کرو۔۔۔'' یہ الفاظ ابھی بھی اس کی سماعت میں گونج رہے تھے۔ چہرے پر چھائی مسکراہٹ نہ تو طنزیہ تھی اور نہ ہی حقیقی۔۔ پھر کیا تھا اس مسکراہٹ کا مقصد؟ وہ کچھ سمجھ نہ سکا اور آسمان پر ایک نگاہ دوڑائی۔ جگ مگ کرتا چاند بھی اب بادلوں کی اوٹ میں جا چھپا تھا شاید حازق کے سوالوں کو جان چکا تھا اسی لئے بادلوں کی آغوش میں چھپ گیا۔ واپس راستے پر نگاہ دوڑائی تو صرف سناٹا تھا۔ قدموں کی چاپ بھی ختم ہو چکی تھی۔ رات کے اس پہر وہ اکیلا کھڑا اپنے سوالوں کے جواب تلاش کر رہا تھا

☆ ☆ ☆

گھر میں داخل ہونے کے بعد وہ سیدھا اپنے کمرے کی طرف بڑھی تو صاحبہ بھی کچن سے ایک کپ کافی لئے ٹی وی لاؤنج میں آئی

''آ گئی تم۔۔۔کافی بناؤں تمہارے لئے؟'' یہ سوال سنتے ہی اس کے پاؤں منجمد ہو گئے۔ چہرے پر شکن نمودار ہوئے مگر مٹھیاں بھینچتے ہوئے اپنے جذبات پر قابو کیا

''جی آ گئی۔۔اور کافی کی طلب نہیں ہے فی الحال۔۔'' یہ کہہ کر اُس نے اپنے کمرے کا لاک کھولا اور اندر داخل ہوئی

''آ گئی تم۔۔۔کافی بناؤں تمہارے لئے؟'' یہ سوال اس کے دل پر کسی خنجر کی طرح وار کر رہا تھا۔

''مائیں تو اپنی بیٹیوں کے دیر سے گھر آنے پر سوال کرتی ہیں۔ انہیں تنبیہہ کرتی ہیں۔ انہیں ڈانٹتی ہیں۔ اُن سے پوچھتی ہیں کہ کہاں تھی تم اتنی دیر؟ وقت دیکھا ہے؟ لڑکیوں کو اتنی دیر گھر سے باہر نہیں رہنا چاہئے۔۔۔ مگر آپ۔۔۔ آپ یہ سب کیوں نہیں پوچھتی موم۔۔۔ کیا آپ کے نزدیک یہ سب صحیح ہے۔۔۔؟'' وہ گلوگیر لہجے میں دل ہی دل میں کڑھتی جا رہی تھی۔ آنکھوں سے آنسوؤں بہنے لگے تو اس نے اپنے ہاتھوں کی پشت سے صاف کرنے کی کوشش کی مگر آنسو تھے کہ تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔

☆ ☆ ☆

احتشام نائیٹ گاؤن میں بستر پر لیٹا موبائل استعمال کر رہا تھا۔ آفرین کمرے میں داخل ہوئی تو اس نے ایک نظر اٹھا کر آفرین کی طرف دیکھا اور پھر دوبارہ فون میں مصروف ہو گیا۔ آفرین سیدھا ڈریسنگ کی طرف گئی اور دراز میں کچھ ڈھونڈنے لگی مگر وہ شے اسے وہاں نہیں ملی۔ آفرین نے پلٹ کر احتشام کی طرف دیکھا جو ابھی تک موبائل میں مصروف تھا۔ آنکھوں میں ایک حسرت نے جنم لیا مگر لبوں پر ایک مسکراہٹ ابھری۔ وہ جس کام کے لئے آئی تھی، اسے بھول گئی اور یک ٹک احتشام کا چہرہ دیکھنے لگی۔ نائیٹ گاؤن میں بستر پر نیم دراز لیٹے ہوئے لحاف کو اس نے ٹانگوں پر اوڑھا ہوا تھا۔ نظریں موبائل پر مرکوز تھیں۔ آفرین کی نگاہوں کی تپش کو محسوس کرتے ہوئے احتشام نے نظریں اٹھا کر دیکھا تو وہ بوکھلا گئی۔ ہڑبڑاتے ہوئے اٹھی اور وارڈروب کی طرف بڑھی

''کچھ چاہئے تھا تمہیں؟'' احتشام نے پوچھا

''جی وہ ایک فائل ڈھونڈ رہی تھی بس۔۔'' ہڑبڑاتے ہوئے جواب دیا۔ احتشام نے فون کو بیڈ پر رکھا اور لحاف سرکاتے ہوئے اٹھا اور وارڈروب کی طرف بڑھا

''کون سی فائل؟ دیکھاؤ میں مدد کروں۔۔'' آگے بڑھ کر کہا

''نہیں میں ڈھونڈ لوں گی۔۔۔'' آفرین نے پیشکش مسترد کر دی

''دیکھو۔۔۔تم مجھے بتاؤ۔۔ ویسے بھی کل ہی میں نے سیٹینگ کی ہے الماری کی، ہو سکتا ہے کہیں ادھر ادھر ہو گئی ہو۔۔'' جواز پیش کیا تو ایک پل کے لئے وہ سوچ میں پڑ گئی

''جی مجھے بلیو کلر کی فائل چاہیئے جس میں فیشن شو کے تمام ڈاکیومنٹس ہیں۔۔۔ نہ جانے میں نے کہاں رکھ دی۔؟ مل ہی نہیں رہی۔۔'' آنکھیں چراتے ہوئے کہا

''اچھا وہ فائل۔۔۔!!'' احتشام نے پر جوش انداز سے کہا اور بیڈ کی طرف بڑھا

''وہ فائل میں نے یہاں رکھی تھی صبح۔۔۔'' سائیڈ ٹیبل کا دراز کھولا اور ایک فائل نکال کر اس کے ہاتھوں میں تھمائی

''وہ ڈیڈ۔۔۔۔!!'' تبھی حازق نے دروازہ کھولا تو آفرین اور احتشام کو اتنے پاس دیکھ کر الفاظ بھول گیا۔ حازق کے آتے ہی وہ احتشام دو قدم پیچھے ہٹ گیا

''یس جینٹل مین۔۔۔ کوئی کام تھا؟'' ہمیشہ کی طرح پر جوش انداز میں حازق سے مخاطب ہوا

''یس ڈیڈ۔۔ وہ ابھی جب میں گھر آ رہا تھا تو احسن انکل ملے تھے، کہہ رہے تھے انہوں نے آپ سے کوئی ضروری بات کرنی تھی مگر آپ نے اُن کا فون ریسیو نہیں کیا۔۔'' حازق نے آنے کا مقصد بتایا

''اوہ۔۔ شِٹ۔۔ یاد ہی نہیں رہا'' انہیں افسوس ہو رہا تھا

''وہ دراصل۔۔ دن میں جب فون آ رہا تھا تو بیٹری لو تھی اور بعد میں یاد ہی نہیں رہا۔۔۔'' انہوں نے علت بیان کی

''کوئی بات نہیں ڈیڈ۔۔ آپ اب کر لیں بات ان سے۔۔'' وہ پلٹنے لگا تو اس کی نظر بیڈ پر رکھے احتشام کے موبائل کی طرف گئی۔ وہ شاید فیس بک یوز کر رہا تھا اور سامنے اس کی اور ایک لڑکی کی تصویر تھی۔ ایک دوسرے کی بانہوں میں بانہیں ڈالے گال سے

گال مس کیئے لی گئی سیلفی اس وقت موبائل پر آویزاں تھی۔ حازق اپنی ہی تصویر کو ایسے دیکھ رہا تھا جیسے پہلی بار دیکھ رہا ہو۔ حازق کی نظروں کو دیکھ آفرین اور احتشام نے بھی موبائل کی طرف دیکھا تو ہنستے ہوئے موبائل اٹھایا

"یہ۔۔۔!!تمہاری فرینڈ ہے ناں۔ اچھی لگ رہی ہے تمہارے ساتھ۔ اس کو لائک کرنے ہی جا رہا تھا۔ اتنے میں آفرین آگئی" موبائل اٹھا کر احتشام نے کہا تو حازق کے وجود میں ایک ہلچل مچ گئی۔ وہ اب وہاں نہیں رک سکتا تھا۔ مٹھیاں بھینچتے ہوئے وہاں سے چلا گیا

"یہ حازق کو کیا ہوا؟" آفرین اس کا مطلب سمجھ نہ سکی تھی

"کچھ نہیں۔۔۔ لگتا ہے کوئی کام یاد آگیا۔۔۔ تم یہ دیکھو۔۔ کیسا لگ رہا ہے ہمارا حازق۔۔ "

"اچھا ہے۔۔۔" اثبات میں گردن ہلاتے ہوئے کہا

☆ ☆ ☆

"اولاد تو اپنے والدین کے آگے ایسی باتیں کرنے سے بھی شرماتی ہے اور آپ خود ان باتوں کو بڑھاوا دے رہیں ہیں۔۔" اس نے ایک زوردار لات بیڈ کے ماری۔ دل میں اس قدر غصہ تھا کہ وہ اپنے آپ کو سنبھال ہی نہیں سکا تھا

"یہ۔۔۔!!تمہاری فرینڈ ہے ناں۔ اچھی لگ رہی ہے تمہارے ساتھ" احتشام کے الفاظ اس کے کانوں میں زہر گھول رہے تھے۔ وہ ان کی گونج اب نہیں سن سکتا تھا۔ آگے بڑھ کر لائٹیں آف کر دیں۔ ہر طرف اندھیرا چھا گیا۔

☆ ☆ ☆

آج اس کے چہرے پر ایک عجیب سا ہی تاثر تھا۔ صبح اٹھتے ہی وہ کالج جانے کے تیار ہونے لگا تو اس کے چہرے پر ایک سنجیدگی حاوی تھی۔ فوگ باڈی سپرے لگانے کے بعد اس نے بلیک شرٹ پہنی اور بٹن بند کرتے ہوئے اس نے ایک نظر اپنے آپ کو آئینے میں دیکھا تو ایک لمحے کے لئے خود سے نظریں نہ ہٹا سکا۔ جیل سے بنے سٹائلش سیاہ بال، چاند سا روشن چہرہ، جسے دیکھ کر کوئی بھی دل ہار بیٹھے۔ وہ یہی تو کرنے جا رہا تھا۔ کالر سیدھا کرتے ہوئے پلٹا تو اپنی گردن پر سیاہ تل دیکھا جو اس کی نظر اتار رہا تھا۔ جسے دیکھ

کرتا باں اس کے حسن کی گرویدہ ہوئی تھی انجانے میں ان کی محبت کی نشانی بن رہا تھا۔ جھیل آنکھوں میں خوابوں کی کشتی تیرنے لگی تھی۔

''اب اور نہیں۔۔۔''اس نے خود کلامی کی اور کمرے سے باہر آیا تو احتشام اور آفرین کو اپنے اپنے کام میں مصروف پایا

''کالج میں کوئی فنکشن ہے کیا؟''آفرین نے اپنے وجیہہ بیٹے کو دیکھ کر پوچھا تھا

''نہیں۔۔''کچن میں جاکر بوتل نکالی اور پانی پیتے ہوئے جواب دیا

''پھر یہ تیار شیار کس چکر میں ہوئے ہنہ۔۔۔''احتشام نے معنی خیز لہجے میں پوچھا

''بس سمجھ لیجیے کچھ ادھورے کام کو پورا کرنے جارہا ہوں۔۔''ایک گہری سوچ میں ڈوبتے ہوئے جواب دیا

''بہت خوب۔۔۔ بیسٹ آف لک۔۔''احتشام شاید اس کی باتوں کا مطلب جان چکا تھا مگر حقیقت سے بے خبر تھا۔ حازق نے دونوں کے چہرے پر نگاہ دوڑائی تو ایک کسک نے جنم لیا مگر اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور گھر سے باہر چلا گیا۔ کار ڈرائیو کرتے ہوئے آج اس کے چہرے پر عجیب سی کشش تھی۔ سڑکوں کا ہجوم بھی آج اس کے چہرے پر اپنا تاثر مرتب کرنے میں ناکام تھا۔ آگے پیچھے کئی کاریں، بسیں رواں دواں تھی، کالج کے موڑ پر ایک سگنل پر اسے کار روکنا پڑی تو کار کی ونڈو پر نوک ہوئی

''صاحب! یہ پھول لے لوناں۔۔!!''ایک بچہ گلاب کے پھول ہاتھ میں لئے بیچ رہا تھا

''نہیں چاہیئے۔۔''اس نے بنا دیکھے منفی میں جواب دیا

''صاحب! صرف پچاس روپے کا ہے۔۔۔ لے لوناں۔۔ آپ کی دوست کو پسند آئے گا''اس کے لہجے میں چھپے غم کا اثر تھا یا دل میں چھپی خواہش کی کسک اس نے ایک نظر پھول کی طرف دیکھا تو ہاتھ خود بخود پاکٹ کی طرف بڑھے

''اچھا۔۔ ایک دے دو۔۔''پچاس کا نوٹ تھماتے ہوئے ایک پھول لیا

''شکریہ صاحب!''پچاس کا نوٹ لے کر اُس بچے کے چہرے پر جو چمک ابھری تھی وہ اس کے ہاتھوں میں پھول کی اس ٹہنی میں صاف دیکھی جاسکتی تھی۔ لال گلاب۔۔۔ بنا کانٹوں کے۔۔ وہ اسے اپنے ہاتھوں میں گھمانے لگا۔ اپنے خیالوں میں اس قدر گم تھا کہ کب سگنل کھل گیا۔ اسے علم تک نہ ہوا۔

''اوہ۔۔ سوری۔۔'' ہارنز کی آواز سن کر اس نے کار سٹارٹ کی اور دوبارہ کالج کے دروازے کا رخ کیا

☆ ☆ ☆

''کن سوچوں میں گم ہو؟'' رافدہ نے آتے ہی تاباں کے خیالوں میں مخل کیا۔ جو اتنی دیر سے سیڑھیوں پر اپنا سر گھٹنوں میں لئے بیٹھی تھی۔ رافدہ کے آتے ہی اس نے اپنا سر اٹھایا

''یہ کیا یار؟ تیری آنکھیں اتنی کیوں سوجھی ہوئی ہیں؟'' رافدہ کا لہجہ بھی اب قدرے تبدیل ہو گیا

''کچھ نہیں۔۔'' اس نے اُن آنسوؤں کو پیا جو آنکھوں کی بجائے دل سے بہہ رہے تھے

''لیکن مجھے نہیں لگتا۔۔۔'' جیسے ہی وہ اٹھنے لگی تو رافدہ نے ہاتھ پکڑ لیا اور اس کا چہرہ اپنی طرف کیا

''دیکھو۔۔ میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ کوئی نہ کوئی بات ایسی ضرور ہے جو تمہیں اندر ہی اندر سے گھائل کر رہی ہے۔ دیکھو! مجھے بتاؤ۔۔'' اس کے چہرے کو پیار سے چھوا تو آنکھوں سے آنسوؤں کی مالا بہنے لگی۔

''رافدہ۔۔۔'' اس کے گلے لگ کر گلوگیر لہجے میں کہا

''تاباں۔۔ کیا ہوا؟ میری جان۔۔'' اس کی پشت کو تھپتھپاتے ہوئے کہا مگر اس کے آنسو تھے کہ تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔

''کیا ہوا تمہیں؟ ایسے کیوں رو رہی ہو؟'' اس نے وجہ جاننا چاہی تھی

''یار میں تھک چکی ہوں۔۔۔ اپنے آپ سے بھاگتے ہوئے۔۔۔'' اس کی آواز میں درد نمایاں تھا۔ جسے دیکھ کر رافدہ بھی ایک پل کے لئے گھبرا گئی۔

''تاباں۔۔۔!! کیا ہوا؟ کیا بات ہے سچ سچ بتاؤ مجھے۔۔۔'' اپنے ہاتھوں میں اس کا چہرہ سموتے ہوئے پوچھا

''وہ موم۔۔'' ہر بار کی طرح آج بھی اس نے اپنا غم رافدہ کے ساتھ بانٹا۔ بچپن سے آج تک صرف رافدہ ہی تو تھی اس کی سچی دوست۔ جو اس کی ہر خوشی غمی کے مطلق جانتی تھی۔ چھوٹی سی چھوٹی بات بھی وہ رافدہ کے ساتھ بانٹے بغیر نہیں رہتی تھی۔ آپس میں اگرچہ کتنا لڑ جھگڑ لیں، کتنا ہی ناراض ہو جائیں مگر درد دل بھی ایک دوسرے کے ساتھ بانٹے بغیر نہیں رہتی تھیں اور خاص

طور پر تاباں اپنے اوپر بیتی چھوٹی چھوٹی باتیں رافدہ کے بغیر نہیں رہتی تھی۔ صاحبہ اور اپنے رشتے کے بارے میں بھی رافدہ سب کچھ جانتی تھی۔ کئی بار رافدہ نے سمجھایا کہ وہ اپنی موم سے بات کرے مگر ہر بار صاحبہ کا مسکراتا چہرہ اسے خاموش کروا دیتا

''میں نے تو کئی بار کہا ہے مگر۔۔تُو ہی نہیں سمجھتی۔۔۔''ایک بار پھر اسے سمجھانے کی ناکام کوشش کی

''کیسے سمجھوں یار۔۔۔کیسے؟''گلوگیر لہجے میں وہ جھلائی تھی۔ تبھی وہاں پر حفلت آموجود ہوا۔

''کیا بات چیت ہو رہی ہے دونوں سہیلیوں میں؟ مجھے بھی تو معلوم ہو۔۔۔ ہوں۔۔'' بھنویں اچکاتے ہوئے اس نے شوخ لہجے میں استفسار کیا

''کیا بات ہونی ہے پھر سے وہی گلہ۔۔۔'' جیسے تاباں رافدہ سے بات کئے بغیر نہیں رہتی تھی بالکل ویسے ہی رافدہ بھی حفلت سے کچھ بتائے بغیر نہیں رہ سکتی تھی۔ رافدہ کی طرح اسے بھی تاباں کے متعلق سب کچھ معلوم تھا

''اتنی سی بات۔۔۔''حفلت ابھی اپنی بات مکمل بھی نہیں کر پایا تھا کہ تاباں آگ بگولہ ہوگئی

''اتنی سی بات۔۔۔۔۔۔یہ تمہیں اتنی سی بات لگتی ہے؟'' وہ ایک شیرنی کی طرح اس پر جھپٹی تھی۔ ایک ثانیے کے لئے حفلت بھی گھبرا گیا۔ آج سے پہلے کبھی اس نے تاباں کو اتنا دکھی نہیں دیکھا تھا۔

''ایک بیٹی کی تڑپ تمہیں اتنی سی بات لگتی ہے۔۔ یہ تمہارے لئے ہو سکتی ہے اتنی سی بات۔۔ مگر میرے لئے نہیں۔۔ میرے لئے یہ بات کسی پہاڑ سے کم نہیں ہے۔۔ سمجھے تم دونوں۔۔''اس کی آنکھوں سے آنسو جاری رہے

''تاباں۔۔۔یار۔۔ایسے رو تو مت۔۔''حفلت نے آنکھوں سے اشارہ کیا تو رافدہ اسے حوصلہ دینے کے لئے آگے بڑھی

''دیکھ ذرا۔۔۔!! جس کلاس سے ہم بی لانگ کرتے ہیں وہاں یہ سب ہونا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔۔ دیکھ ذرا ادھر۔۔ میری طرف۔۔''اس کی تھوڑی کو پکڑ کر اوپر کیا

''میں بھی تو ہوں۔۔ میرے بھی تو موم ڈیڈ میرے پاس ہوتے ہوئے بھی میرے پاس نہیں ہوتے مگر میں نے کبھی تجھ سے اُن کا شکوہ کیا؟ ''

''لیکن وہ تیرا خیال بھی تو رکھتے ہیں ناں۔۔۔ تیری ایک خواہش کو پورا کرنے کے لئے اپنے دن رات تو ایک کر دیتے ہیں ناں۔۔تُو خود ہی تو کہتی ہے وہ تیرے ساتھ زیادہ وقت نہیں گزارتے مگر ہر وقت تیرے لئے دعائیں تو کرتے ہیں مگر میری موم۔۔۔انہیں تو شاید فرق بھی نہیں پڑتا میں جیوں یا مروں۔۔''اپنے دل کی بھڑاس وہ نکالتی جا رہی تھی

''تاباں۔۔۔ایسے نہیں بولتے۔۔''رافدہ نے تنبیہہ کی

''میرے بولنے یا نہ بولنے سے سب ٹھیک تو نہیں ہو جائے گا۔۔''اس سے پہلے کہ حفلت کچھ کہتا اس کی نظر سامنے سے آتے ہوئے حازق پر پڑی۔

''چلو اب سب ٹھیک ہو جاؤ۔۔وہ حازق آ رہا ہے۔۔''اس نے سرگوشی والے لہجے میں کہا تھا۔سب کی نظر میں تو جیسے حازق ان سب سے انجان تھا مگر کسے کیا خبر تھی؟ جس سے وہ سب کچھ چھپانے کی کوشش کر رہے ہیں وہ تو خود اسی کشتی کا مسافر ہے۔وہ تو خود رشتوں کی محرومیاں صبح شام دیکھتا ہے بس فرق صرف اتنا ہے کہ کبھی اس نے اپنا غم ظاہر نہیں کیا۔

''یار۔۔پلیز۔۔اب خاموش۔۔سوچ ذرا۔۔حازق کیا سوچے گا تجھے اس حال میں دیکھ کر۔۔''رافدہ کے کہنے پر تاباں نے اپنے آنسو پونچھتے ہوئے پیچھے دیکھا تو ان کے دوسرے کنارے پر سامنے دیکھتے ہوئے وہ باوقار انداز میں چلتا ہوا انہی کے پاس آ رہا تھا۔بلیک جینز پر بلیک شرٹ اور دن کی روشنی میں چمکتا مہتاب کسی خورشید سے کم نہیں تھا۔فاصلے سے ہی فوگ کی دلفریب خوشبو نے جیسے تاباں کے غم کو اڑنچھو کر دیا مگر ہچکیاں بدستور قائم تھیں۔تیز قدموں کے ساتھ وہ ان کے پاس آیا تو اس کے بدن سے نکلنے والی خوشبو نے تاباں کو مکمل طور پر اپنے سحر میں جکڑ لیا مگر وہ اس شکنجے سے باہر نکلنا چاہتی تھی تبھی اس کے قریب آتے ہی اس نے وہاں سے جانے کے لئے قدم بڑھائے

''تم کہاں چل دی؟ مجھے تم سے ہی بات کرنی ہے۔۔''اس کے لہجے میں پختگی تھی۔حازق کا یہ انداز دیکھ کر ایک لمحے کے لئے رافدہ اور حفلت بھی کچھ نہ کہہ سکے

''مگر مجھے کسی سے کوئی بات نہیں کرنی۔۔۔''آنسو پیتے ہوئے جواب دیا

''لیکن مجھے ابھی اور اسی وقت تم سے بات بھی کرنی ہے اور تمہاری مرضی بھی جاننی ہے۔۔''وہ اپنی بات پر قائم تھا۔اس کی باتوں کو سن کر رافدہ اور حفلت بھی ایک دوسرے کے چہرے کو تکتے رہ گئے۔

''کیا بات ہے یار حازق؟''حفلت نے پوچھا

''تاباں ادھر دیکھو۔۔۔میری طرف۔۔۔میں تم سے کچھ بات کرنے آیا ہوں یہاں۔۔''حفلت کی بات کا جواب دینے کی بجائے وہ تاباں کو پلٹنے پر ہی مجبور کر رہا تھا

''ہاں بولو۔۔کیا بات کرنی ہے۔۔''کراخت لہجے میں وہ گویا ہوئی تھی۔شاید وہ اس لہجے میں کبھی بات نہ کرتی اگر اس کا دل غم سے لبریز نہ ہوتا۔وہ اپن دکھ اور اپنے غصے کا اظہار کرنا چاہتی تھی۔تبھی حازق پر بھڑک اٹھی مگر اس کے لہجے کا حازق پر کوئی اثر نہ ہوا۔وہ جو بات کرنے آیا تھا،اسے کرنی ہی تھی

''میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔''نہ تمہید،نہ تسلسل۔۔۔نہ ربط نہ کوئی موقع محل۔۔۔نہ لفظوں کا ہیر پھیر نہ ہی جملوں کی شرم و حیا۔۔۔نہ ہی کھٹی میٹھی باتیں۔۔۔نہ ہی کراخت لہجے۔۔۔نہ لوگوں کے ہجوم کی پرواہ۔۔۔نہ ہی وقت کا پاس۔۔۔نہ ہی ہچکچاہٹ۔۔۔نہ ہی گھبراہٹ۔۔۔نہ ہی شب و ہجر کے سلسلے۔۔۔نہ ہی بے ربط سی باتیں۔۔۔غرض اس نے کسی شے کو خاطر میں لائے بغیر اپنے دل کی بات تاباں سے کہہ ڈالی۔جو اتنی دیر سے اپنے غم کا رونا رو رہی تھی۔نہ جانے کیوں،اس کے ایک سوال نے دوا کر دی۔بے چین دل کو جیسے قرار آنے لگا۔رافدہ اور حفلت بھی اپنی جگہ پر جیسے بت تھے۔حازق کو ایسے دیکھ رہے تھے جیسے اُس نے کوئی ان ہونی بات کر دی ہو۔شاید یہ ان ہونی ہی بات تھی۔حازق جیسے اوپن مائنڈڈ لڑکے سے شادی کی بات سننا وہ بھی یوں اچانک۔۔۔واقعی ایک حیران کن بات تھی۔

''یار حازق۔۔۔یہ کیا کہہ رہا ہے تُو؟''حفلت نے ایک بار پھر یقین چاہی تھی مگر تاباں وہ تو جیسے اس سحر کن جملے میں ابھی تک جکڑی ہوئی تھی۔

''میں سچ کہہ رہا ہوں تاباں!میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں،جتنی جلدی ہو سکے۔۔''ایک بار پھر سب کے لئے یہ اچانک حملہ تھا مگر شاید تاباں کے لئے نہیں۔۔شاید وہ سمجھتی تھی کہ اس کے پیچھے کیا مقصد ہے۔

''کیا کہا ہے؟ جتنی جلدی ہو سکے؟''اس بار رافدہ گویا ہوئی تھی

''مجھے تمہارے جواب کا انتظار رہے گا''یہ کہہ کر وہ وہاں سے چل دیا جبکہ تاباں اس کے جاتے قدموں کو تکتی رہی۔ ایک ہوا جا جھونکا سا محسوس ہو رہا تھا اس وقت وہ۔۔ پل بھر کے لئے چلا۔۔ نرم نرم احساس اس کے جسم میں سرایت کرنے کے بعد فنا ہو گیا۔ پورے وجود میں ایک ہلچل سی مچ گئی۔ اس کی پشت آنکھوں کے سامنے تھی۔ بلیک شرٹ اور سیاہ زلفوں کی اوٹ سے جھانکتا سیاہ تل آج بھی تاباں کو اپنا گرویدہ کر گیا۔ اس کی آنکھیں یک ٹک اسے دیکھتی رہیں۔

''تاباں۔۔''رافدہ نے اس کے شانوں کو چھوا تو جیسے وہ حقیقت میں آ گئی۔ آنسو جو امڈنے کو تیار تھے۔ انگلیوں کے پوروں سے پونچھے۔

''تم ٹھیک ہو۔۔''حفلت نے پوچھا مگر اس نے جواب دینے کی بجائے گردن ہلانے پر اکتفا کیا۔ چہرے پر اس کے بھی ایک پختگی نظر آ رہی تھی۔

''کوئی ایسے پرپوز کرتا ہے۔۔؟''حفلت حازق پر طنز کر رہا تھا مگر تاباں نے کوئی جواب نہ دیا اور وہاں سے چلی گئی

☆ ☆ ☆

''آر یو فائن۔۔۔؟''پریٹی نے امید سے پوچھا تو اس نے ایک گہرا سانس لیا

''فائن تو ہوں لیکن یہ ماڈلز۔۔۔ مجھے تو ایسا لگ رہا ہے جیسے۔۔۔''وہ کچھ کہتے کہتے رک گیا۔ پریٹی سے سٹیج کی طرف نگاہ دوڑائی تو وہاں کافی ماڈلز واک کر رہے تھے

''دیکھو امید۔۔۔ تم کسی کی طرف نہ دیکھو۔۔ تم بس اپنے کام پر دھیان دو۔۔۔ تم یہ مت سوچو کہ تم نے مقابلہ جیتنا ہے بس تم یہ سوچو کہ تم نے اچھی پرفارمنس دینی ہے۔ تم نے بس ججز کا دل جیتنا ہے۔ سمجھے تم۔۔۔''پریٹی نے اس کے چہرے کو چھوتے ہوئے کہا

''لیکن تم تو جانتی ہو کہ میں ان سب کے ساتھ کمپیٹ نہیں کر سکتا۔ دیکھو ذرا یہ سب کتنے ٹرین ہیں اور سالوں سے ماڈلنگ کر رہے ہیں اور میں صرف پچھلے ایک ہفتے سے۔۔۔''اس کے دل میں ایک ملال تھا۔جو زبان پر آگیا۔ تبھی وہاں پر آفرین آموجود ہوئی

''کیا ہوا؟ابھی تک تیار نہیں ہوئے تم امید؟؟؟''آتے ہی سوال کیا

''اب تم ہی سمجھاؤ آفرین۔۔۔ڈس ہارٹ ہو رہا ہے یہ۔۔''یہ کہتے ہوئے وہ میک روم کی طرف چل دی

''امید۔۔۔''اس کے بجھے ہوئے چہرے کی طرف دیکھا تو اس کے پاس گئی

''ادھر دیکھو میری طرف۔۔۔ادھر دیکھو۔۔''اس کے چہرے کو اپنی طرف کیا

''دیکھو اگر تم اچھا پرفارم نہ بھی کر پائے تو مجھے برا نہیں لگے گا۔۔''اس کے چہرے کو پیار سے چھوتے ہوئے کہا

''لیکن مجھے تو گلٹی محسوس ہو گا ناں۔۔''اس کا چہرہ ابھی بھی اترا ہوا تھا

''تم ایسا کیوں سوچ رہے ہو۔ دیکھو اُس دن تو بڑے ہی شوق سے کہہ رہے تھے کہ تم جیسے ہٹے کٹے جوان کے لئے کچھ بھی ناممکن نہیں تو پھر آج کیوں۔۔۔؟ہوں۔۔''بھنویں اچکاتے ہوئے کہا

''وہ تو میں ہوں۔۔۔دیکھاؤں باڈی اپنی۔۔۔''ایک بار پھر اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ نے جنم لیا۔

''نہیں۔۔۔نہیں۔۔اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔بس تم اچھے سے participate کرو۔میرے لئے یہی کافی ہے'' یہ سنتے ہی وہ آفرین کے گلے لگ گیا۔ آفرین نے بھی اس کی پشت کو سہلایا

''آپ یہاں بیٹھیے۔۔۔مسٹر احتشام۔۔''احتشام کا نام سنتے ہی وہ دفعتہ پیچھے ہٹی تو احتشام کی نظروں کو اپنے اوپر ہی مبذول پایا۔اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی ڈوری تھی جس کا مطلب وہ صحیح سے مجھ نہیں پائی اور نہ ہی وہ سمجھا پایا۔ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ وہ ایک چیئر پر جا بیٹھا۔اس سے پہلے کہ وہ آگے بڑھتی ساتھ ہی صاحبہ اس کی بانہوں میں بانہیں ڈالے براجمان ہو گئی۔اس کے قدم وہیں منجمد ہو گئے۔چہرے پر آئی کسک ریاکاری میں تبدیل ہو گئی

''ان سے ملیے یہ ہیں ہمارے شو کے سپانسر۔۔۔''شو آرگنائزر سے احتشام کا تعارف کروانا چاہا

''میں جانتی ہوں انہیں۔۔۔ یہ میرے شوہر ہیں۔۔'' لفظ شوہر پر ایک ثانیے کے لئے وہ خود بھی شاک ہوئی۔ جانے انجانے میں وہ رشتہ جسے چاہ کر بھی جھٹلاتی رہی اس کی زبان سے جاری ہوا۔ احتشام بھی اس کی طرف دیکھے بغیر نہ رہ سکا۔ دونوں نے آنکھوں ہی آنکھوں میں کئی گلے شکوے کئے بغیر جواب کسی کے پاس نہیں تھا۔

''شو کا ٹائم ہو گیا ہے۔۔۔'' آفرین کے کانوں میں ایک آواز گونجی تو اسے وہاں سے جانا پڑا۔ مگر دل میں احتشام ہی بسا تھا۔ وہ بیک سٹیج پر چلی گئی۔ امید بھی اس کے ساتھ بیک سٹیج موجود تھا۔

''ویسے آپ کی بیوی بھی اچھی ہیں۔۔'' صاحبہ نے کہا تو احتشام اپنے خیالوں سے باہر آیا۔ چہرے پر بناوٹی مسکراہٹ لاتے ہوئے اس کی کمر پر اپنے بازو حمائل کئے اور شو کی ججمنٹ کے فرائض سر انجام دینے لگا۔ ایک سے بڑھ کر ایک ماڈل اپنے ڈیزائنر کے سیلکٹ کئے گئے ملبوسات پہنے کیٹ واک کر رہے تھے۔

''کیا ہوا آپ کن خیالوں میں گم ہیں اب۔۔۔؟'' امید کا حوصلہ باندھ کر آفرین کسی خیال میں کھو گئی

''کچھ بھی نہیں۔۔۔'' امید کے سوال کا جواب بے دلی سے دیا اور اس کی شیروانی کے بٹن بند کرنے لگی۔

''اب اس کے بعد تمہاری باری ہے۔۔'' پریٹی نے آ کر بتایا

''میں تو اب تیار ہوں مگر ایسا لگ رہا ہے جیسے آفرین اب تیار نہیں ہیں۔۔۔'' امید نے کہا تو پریٹی آگے بڑھی

''کوئی بات ہے آفرین؟ مجھے بتاؤ اگر کوئی بات ہے تو۔۔۔'' پریٹی نے پوچھا تو اس نے نفی میں سر ہلا دیا

''میرے خیال سے ان کے دل میں یہی بات کھٹک رہی ہے کہ میں اچھا پریزنٹ کر بھی پاؤں گا نہیں۔۔'' امید نے بات بدلتے ہوئے کہا

''نہیں امید۔۔۔ ایسی کوئی بات نہیں۔۔'' آفرین نے تردید کی

''ایسی ہی بات ہے۔۔ ورنہ یوں اچانک خفا ہونے کا کیا جواز بنتا ہے بھلا؟'' امید نے بھنویں اچکاتے ہوئے پوچھا تھا

''بھئی۔۔ یہ گلے شکوے بعد میں بھی ہوتے رہیں گے، ابھی تو بس سٹیج پر چلنے کی تیاری کرو۔۔'' ہلکی سی تالی بجاتے ہوئے اپنے آپ کو وارم اپ کیا

''ہنہ۔۔۔ٹھیک کہا۔۔''خیالوں کو جھٹکتے ہوئے آفرین حقیقت میں آگئی

''تمہیں سب کچھ یاد ہے ناں۔۔''امید سے پوچھا تو اس نے اثبات میں گردن ہلادی

☆ ☆ ☆ ☆

حازق کی پروپوزل اب بھی اس کی سماعت کو چیرتا ہوا دل میں اتر رہا تھا۔ رات ہو چکی تھی مگر صاحبہ اب تک گھر نہیں آئی۔ اپنے کمرے میں کھڑی پر بیٹھی وہ چاند کو دیکھتے ہوئے فقط حازق کے بارے میں ہی سوچ رہی تھی۔

''کیا کروں؟''اسے کچھ سمجھ نہ آیا۔ حازق کے بدلتے رنگ اس کی آنکھوں کے سامنے تھے۔ کبھی شوخ مزاج لڑکے کا چہرہ دیکھائی دیتا تو کبھی معصوم سا اداس چہرہ۔۔۔زندگی نے چند دنوں میں کن حالات سے دوچار کر دیا۔ کل تک شوخ چلبلی سی لڑکی، شادی کے خیال سے کوسوں دور آج اپنی شادی کے بارے میں سوچ رہی تھی۔

''مجھے یہی کرنا ہوگا۔۔''وہ کسی فیصلے پر پہنچ چکی تھی۔ تبھی باہر سے ایک کھڑ کھڑاہٹ کی آواز آئی۔

''لگتا ہے موم آگئی۔۔۔''جھٹ کھڑی ہوئی اور ٹی وی لاؤنج میں آموجود ہوئی۔

''موم اتنی دیر کر دی آپ نے۔۔۔ آپ کو پتا ہے میں کب سے آپ کا انتظار کر رہی تھی۔۔''صاحبہ نے اپنا پرس ابھی صوفے پر ہی رکھا تھا کہ اس نے اپنا سوال داغا

''بتایا تھا ناں۔۔مجھے باس کے ساتھ ایک شو میں جانا تھا۔۔بس وہیں گئی تھی۔۔''صوفے پر کچھ دیر ستانے کے لئے بیٹھی

''باس کے ساتھ۔۔۔شو میں۔۔۔''وہ زیرلب بڑبڑائی

''موم آپ جانتی بھی ہیں کیا کہہ رہی ہیں آپ۔۔۔؟کسی انجان آدمی کے ساتھ آپ کیسے کسی بھی شو میں جا سکتی ہیں۔ آپ ان کے آفس میں کام کرتی ہیں۔ یہاں تک تو ٹھیک تھا مگر ان کے ساتھ شو میں جانا۔۔۔کیا یہ مناسب ہے؟''نہ جانے آج کیوں اسے اتنا غصہ آرہا تھا۔ جوبات کرنا تھی، اسے پسِ پشت ڈال کر اس بات پر بھڑک اٹھی

''تاباں۔۔۔یہ کیسے ری ایکٹ کر رہی ہو تم۔۔''تاباں کے بدلے رویے کو دیکھ کر وہ ایک پل کے لئے گھبرا گئی۔ استفہامیہ انداز میں اِس کی طرف دیکھا

''بالکل ایسے ہی ری ایکٹ کر رہی ہوں۔۔۔ جیسا کہ مجھے کرنا چاہئے تھا۔۔''سخت لہجے میں گویا ہوئی

''آئی تھنک۔۔۔۔ تمہاری طبیعت نہیں ٹھیک۔۔۔''اٹھ کر کچن کی طرف بڑھی

''میں تمہارے لئے کافی بنا دیتی ہوں۔۔۔ تم بہتر فیل کرو گی۔۔''خود ہی اندازہ لگایا مگر تاباں اپنے ماتھے پر شکن لاتے ہوئے صاحبہ کے پیچھے پیچھے کچن میں داخل ہوئی

''میں نے جو پوچھا ہے۔۔۔ مجھے صرف اسی بات کا جواب چاہئے موم۔۔''تاباں اب بھی اپنی بات پر قائم تھی

''کس بات کا جواب۔۔۔''کافی پیک اٹھاتے ہوئے صاحبہ نے ایسے سوال پوچھا جیسے وہ سب باتوں سے انجان ہو

''انجان بننے کی کوشش مت کریں موم۔۔۔ آپ اچھی طرح جانتی ہیں کہ میں کس بارے میں بات کر رہی ہوں''تاباں نے کہا

''میں سچ میں نہیں جانتی۔۔۔ تم کس بارے میں بات کر رہی ہو۔۔''ایک نظر اس کی طرف دیکھا اور پھر دوبارہ کافی بنانے میں مصروف ہو گئی۔ تاباں نے بھی ایک لمحے کے لئے خاموشی کا سہارا لیا

''اگر ڈیڈ زندہ ہوتے تو تب بھی آپ یوں اپنے باس کے ساتھ شوز میں جاتیں۔۔۔''اپنے دونوں ہاتھوں کو سینے پر باندھے اس نے غیر متوقع سوال کیا تھا۔ جسے سن کر صاحبہ کے ہاتھ بھی منجمد ہو گئے۔ ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے جسم میں سے جان نکال لی ہو مگر اس نے پلٹ کر تاباں کی طرف دیکھنا مناسب نہ سمجھا

''میں نے کچھ پوچھا ہے موم۔۔۔''تاباں نے کہا تو صاحبہ نے ایک بار پھر اس کی بات کو نظر انداز کر دیا اور کانپتے ہاتھوں سے کپ کو اٹھانے کی کوشش کی مگر گرفت اتنی مضبوط نہیں تھی کہ اس کپ کے وزن کو برداشت کر سکتی۔ اگلے لمحے ہی وہ کپ زمین بوس ہو گیا

''اُفف۔۔''جھک کر اس کپ کی کرچیاں سمیٹنے لگی

''آپ کی خاموشی صاف صاف بتا رہی ہے کہ آپ ایسا کچھ نہ کرتیں۔۔''خود بھی صاحبہ کے ساتھ کرچیاں سمیٹنے لگی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود آل ٹائم بیسٹ سیلرز:-

''یہ کیا اول فول کہتی جا رہی ہو تم۔۔۔ لگتا ہے آج زیادہ ہی طبیعت خراب ہے۔ میں ابھی میڈیسن دے دیتی ہوں۔ آرام سے سو جاؤ۔۔ دیکھنا صبح تک بالکل ٹھیک ہو جاؤ گی۔۔'' بالوں کو سمیٹتے ہوئے خود ہی اندازے لگانا شروع کر دیئے۔

''میں اول فول نہیں بول رہی موم۔۔۔'' اس نے جھلا کر کہا تو صاحبہ نے اسے گھورا جس پر اس کا لہجہ نرم پر گیا

''ویسے ٹھیک کہا آپ نے میری طبیعت واقعی خراب ہے۔۔ اور پتا ہے یہ کیسے ٹھیک ہو گی۔۔؟'' ایک پل کے لئے توقف کیا

''کیسے؟'' صاحبہ اب اس کی طرف متوجہ ہوئی تھی

''آپ کے ساتھ سے۔۔۔ آپ کے پیار سے۔۔'' گلوگیر لہجے میں کہا تو صاحبہ کا دل بھی بھر آیا۔ دل نے چاہا کہ آگے بڑھ کر اس کو اپنے گلے لگا لے مگر ایسا نہ کر سکی۔ آنکھوں سے چھلکتے جذبات کو کنٹرول کرتے ہوئے چہرے کا رخ پھیر لیا اور آدھی ادھوری کافی چھوڑ کر واپس ٹی وی لاؤنج میں آگئی

''یہ کیا بچوں جیسی باتیں کر رہی ہو۔۔۔ میں اب بہت تھک چکی ہوں۔۔ مجھے آرام کی ضرورت ہے۔۔'' نظریں چراتے ہوئے کہا

''موم۔۔ آرام کی مجھے بھی ضرورت ہے مگر میرے جسم کو نہیں۔۔۔ میری دل کو۔۔۔''

''تو دل کا جا کر علاج کرواؤ پھر۔۔۔'' سپاٹ لہجے میں جواب دیا

''تو اس کا مطلب ہے آپ میری کسی بات کا سیدھے طریقے سے جواب نہیں دینے والی۔۔'' آخری حربہ استعمال کرتے ہوئے اس نے کہا تھا

''کوئی ڈھنگ کا سوال ہو تو جواب دوں۔۔'' اپنا پرس اٹھاتے ہوئے کمرے کی طرف بڑھی

''آپ کو یہ سب بے ڈھنگے سوال لگتے ہیں؟'' اس نے استفہامیہ انداز میں کہا تھا

''جی ہاں۔۔'' پلٹ کر سپاٹ لہجے میں جواب دیا

''ٹھیک ہے موم۔۔ تو پھر آپ میرا فیصلہ بھی سن لیں۔۔۔'' جذبات کی کشتی سے اترتے ہوئے کہا

''فیصلہ۔۔۔کیسا فیصلہ؟'' صاحبہ کو ایک جھٹکا لگا تھا۔ ہچکچاتے ہوئے پوچھا

''میں شادی کر رہی ہوں۔۔۔'' یہ سن کر جیسے صاحبہ کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی

''شش شش شادی۔۔۔ مگر کس سے؟''

''حازق سے۔۔۔'' یہ سن کر تو اس کے ہوش اڑ گئے۔ یہ نام اسے کچھ جانا پہنچانا سا محسوس ہوا تھا

''حازق۔۔۔'' وہ زیرلب بڑبڑائی تھی۔ جسے تاباں نے محسوس کر لیا

''جی ہاں۔۔۔ آپ بالکل صحیح سمجھیں۔۔۔ میں حازق احتشام سے ہی شادی کر رہی ہوں۔۔'' اس نے آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا

''نن نہیں۔۔۔ تم ایسا نہیں کر سکتی۔۔۔'' صاحبہ نے نفی میں سر ہلایا

''میں ایسا ہی کروں گی۔۔ اور آپ کو یہ جان کر مزید شاک لگے گا کہ حازق نے مجھے خود پروپوز کیا ہے اور وہ جلد سے جلد شادی کرنے کے حق میں ہے۔۔'' وہ جیسے صاحبہ کے وجود پر چھری پھیر رہی تھی۔

''تم جانتی بھی ہو کہ کون ہے حازق؟'' کراہت لہجے میں پوچھا

''جی ہاں۔۔ آپ کے باس کا بیٹا۔۔۔'' ایک بار پھر اس نے صاحبہ پر وار کیا

''تم اس سے شادی نہیں کر سکتی۔۔ سنا تم نے۔۔۔'' تنبیہہ کرتے ہوئے کہا

''میں ایسا ہی کروں گی۔۔۔ جب آپ اپنی مرضی کر سکتی ہیں تو میں کیوں نہیں؟'' یہ کہہ کر وہ اپنے کمرے میں چلی گئی جبکہ صاحبہ وہیں کھڑی اس کے جاتے وجود کو دیکھتی رہی۔

''میں ایسا نہیں ہونے دو نگی۔۔۔ کبھی نہیں۔۔''

☆ ☆ ☆ ☆

"تمہارا خیال بالکل ٹھیک تھا۔۔۔وہ ہماری شادی کی خبر سن کر کافی ڈسٹرب ہو گئی تھیں۔۔۔"کافی کپ کے کنارے اپنے ناخن سے کھرچتے ہوئے تاباں نے کہا تھا۔

"اور جب یہ خبر ڈیڈ کو معلوم ہو گی۔۔ اصل ہنگامہ تو تب کھڑا ہو گا۔۔"حازق نے کافی کا ایک گھونٹ پیا

"ویسے اگر تم مجھے کل سب کچھ نہ بتاتے تو شاید میں حقیقت سے بے خبر ہی رہتی۔۔"تاباں نے مشکور نگاہوں سے حازق کی طرف دیکھا

"اس میں اتنے تعجب کی کیا بات ہے؟ اُن کا بدلتا رویہ ہی سب سے بڑا ثبوت تھا۔ مجھے تو اور کچھ نہیں چاہئے بس۔۔"وہ کہتے کہتے خاموش ہو گیا

"دیکھنا سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔۔"حازق کے ہاتھوں پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے کہا تو اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نے جنم لیا۔ کل جب وہ تاباں کو پرو پوز کرنے کے بعد چلا گیا تھا تو تاباں کے دل میں کئی سوالات نے جنم لیا جن کا سوال وہ کسی بھی قیمت پر جاننا چاہتی تھی۔ اسی غرض سے اس کے پیچھے پیچھے کیفے ٹیریا گئی

"یہ کیا تھا سب کچھ؟"کراخت لہجے میں تاباں نے پوچھا

"وہی جو تم نے سنا۔۔"کوئی تاثر دیے بغیر جواب دیا

"مگر اس کی وجہ جان سکتی ہوں میں؟"

"وجہ جو بھی ہو۔۔۔یہ بتاؤ کہ کیا تمہیں میں پسند نہیں ہوں؟"بات بدلتے ہوئے اس نے سنجیدگی سے پوچھا

"میں نے جو پوچھا ہے وہ بتاؤ۔۔۔"نظریں چراتے ہوئے پوچھا

"اور جو میں نے پوچھا ہے۔۔ تم اس کا جواب دو۔۔۔"یہ سن کر تاباں کی نظریں جھک گئیں۔ یہ دیکھ کر حازق کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نے جنم لیا اور اس کا ہاتھ پکڑا تو تاباں نے استفہامیہ انداز میں اس کی طرف دیکھا

"بیٹھو ذرا۔۔۔میں تمہیں سب کچھ بتاتا ہوں۔۔ ایک سائیڈ میں ٹیبل پر دونوں براجمان ہو گئے اور ساتھ ہی دو کپ کافی کے آرڈر کیئے۔

"کیا بات ہے۔۔۔" تاباں نے پوچھا

"دیکھو، میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تم آج کل کیوں ڈسٹرب ہو۔۔" حازق کی اس بات پر اسے ایک جھٹکا لگا

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" اس نے نظریں چراتے ہوئے پوچھا

"میرا کیا مطلب ہے؟ یہ تم اچھی طرح جانتی ہو۔۔ دیکھو میری طرف۔۔۔" اس نے ہاتھ بڑھا کر تاباں کے ہاتھوں کو چھوا تو پرکشش احساس اس کے جسم میں سرایت کر گیا

"تمہیں اور باقی سب کو شاید یہی لگتا ہے کہ میں بہت خوش ہوں۔ میرے جیسا خوش مزاج لڑکا کوئی ہو ہی نہیں سکتا لیکن تاباں یہ سچ نہیں ہے۔ سب کے لئے میں آئیڈیل ہوں مگر میں چاہتا ہوں کہ کوئی میری طرح نہ بنے۔ میری زندگی جیسی زندگی کسی کو نہ ملے۔ وہ اس لئے نہیں کہ میں کسی کو اپنے جیسا نہیں بنتا دیکھ سکتا بلکہ وجہ یہ ہے کہ میں کسی کو بھی اپنی طرح گھٹ گھٹ کر جیتا نہیں دے سکتا۔" حازق کی بے ربط باتوں کو وہ سمجھنے سے قاصر تھی

"دیکھو تاباں۔۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تم بھی اپنی زندگی سے خوش نہیں ہو اور تم جانتی ہو ایسا کیوں ہے کیونکہ اس کی وجہ ہم خود ہیں۔ کبھی ہم نے انہیں اپنے ہونے کا احساس ہی نہیں ہونے دیا۔ سب اپنی اپنی زندگی میں ایسے مگن ہو گئے کہ کسی کو اپنوں کے لئے وقت ہی نہیں ملا۔ مگر اب نہیں۔۔۔ اب میں حقیقت میں جینا چاہتا ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ میں بھی اپنی اپنے ڈیڈ کی طرح محبت سے محروم رہوں۔ تاباں میں یہ تو نہیں جانتا کہ میں تم سے محبت کرتا بھی ہوں یا نہیں مگر اتنا ضرور جانتا ہوں کہ میں تمہیں چاہتا ضرور ہوں۔ ہم دونوں کی راہیں ایک سی ہیں اور جن کی راہیں ایک ہوں، انہیں ہمسفر بن کر چلنے زیادہ مشکلات بھی درپیش نہیں آتیں۔۔" وہ کہتا جا رہا تھا اور تاباں خاموشی کے ساتھ اس کی باتوں کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"دیکھو۔۔۔ ایسا صرف مجھے لگتا ہے۔ تمہیں بھی ایسا لگے یہ ضروری تو نہیں۔۔۔ دل کی تو عادت ہے کچھ بھی گمان کر لیتا ہے ۔جب دیکھو سپنے ہی پروتا رہتا ہے۔ اگر تم نے میرا پرپوزل رد کر بھی دیا تو میں یہی سمجھوں گا کہ میری قسمت بھی اپنے ڈیڈ جیسی ہی ہے، جہاں عشق کی انٹری allow نہیں۔ "

"نہیں حازق۔۔۔" حازق کی بات پر اس نے جھٹ جواب دیا

''نہیں تاباں۔۔۔ مجھے اتنی جلدی جواب نہیں چاہئے۔۔ جلد بازی میں کیا گیا فیصلہ کبھی درست نہیں ہوتا اور یہ معاملہ تو دل کا ہے۔۔۔ عشق کا ہے۔۔ بنا سوچے سمجھے عشق کی گلی میں داخلے کا مطلب ہے عمر بھر کی بدنامی اپنے سر لینا۔ تمہیں ابھی سوچنے کا وقت چاہئے۔۔۔ اور تمہیں لازمی طور پر ایک بار سوچنا چاہئے۔۔ میں تم سے کل پھر ملوں گا تب تک اچھی طرح سوچ لینا

☆ ☆ ☆

''ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔'' احتشام نے نفی میں سر ہلا دیا

''ایسا ہی ہی احتشام صاحب۔۔ اُس نے مجھ سے خود کہا ہے۔۔'' صاحبہ نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا

''ایسا کیسے ہو سکتا ہے صاحبہ؟ حازق نے ایسی مجھ سے کوئی بات ہی نہیں کی۔۔۔ اور پھر حازق ابھی سے شادی۔۔ نہیں نہیں۔۔ دونوں بچے ہیں۔۔ یونہی ٹائم سپینڈ کر رہے ہونگے،۔۔۔'' احتشام کو صاحبہ کی بات ماننے کو تیار ہی نہیں تھا۔ صاحبہ نے شروع سے آخر تک ایک ایک بات احتشام کو بتادی مگر اسے تو جیسے اس کی باتوں پر یقین ہی نہیں آرہا تھا

''وہ ٹائم سپینڈ کرتے کرتے ہی یہاں تک پہنچے ہیں۔۔ اُس نے مجھے صاف صاف کہا ہے کہ وہ دونوں بہت جلد شادی کر رہے ہیں۔۔ اور جس لہجے میں اس نے مجھ سے کہا تھا،'' ایک پل کے لئے سوچ میں پڑ گئی

''مجھے تو لگتا ہے وہ دونوں کر گزریں گے۔۔۔'' صاحبہ نے اپنے خدشے کا اظہار کیا

''ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔۔ حازق اتنا بڑا فیصلہ ایسے کیسے اکیلے کر سکتا ہے۔۔۔ اس نے نہ تو مجھ سے کوئی بات کی ہے اور نہ ہی آفرین سے۔۔ اور میرا نہیں خیال جب تک وہ خود اپنا فیصلہ نہ سنائے تب تک میرا اُس سے کوئی بات کرنا، اہمیت رکھتا ہے۔۔'' کچھ سوچتے ہوئے احتشام نے اپنا سر کرسی کی ٹیک پر جما لیا

''تو کیا ہم جو ہو رہا ہے وہ دیکھتے ہیں۔۔۔ آپ جانتے ہیں ناں اگر انہوں نے شادی کر لی تو۔۔۔۔'' اس نے تیکھے لہجے میں احتشام کی طرف دیکھا

''نہیں۔۔۔'' یکدم چونکتے ہوئے صحیح سے بیٹھا۔ اپنے بازوؤں کو ٹیبل پر مضبوطی سے براجمان کئے

''اسی لئے میں کہہ رہی ہوں۔۔ ہمیں کچھ نہ کچھ کرنا ہو گا۔۔'' صاحبہ نے اپنے ہاتھ احتشام کے ہاتھوں پر رکھے تو احتشام نے اس کے ہاتھوں کو تھام لیا

''دیکھو۔۔۔ تمہیں پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔'' اس کے الفاظ اور آنکھوں کی رعنائی دونوں صاحبہ کو حوصلہ دینے کی کوشش کر رہے تھے

''دیکھنا۔۔ میں کچھ کرتا ہوں ضرور۔۔۔'' ایک پل کے لئے طویل خاموشی نے دونوں کو آن گھیرا

''ویسے اگر برا نہ مانو تو کیا میں تاباں سے بات کر سکتا ہوں؟'' احتشام نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا

''یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔۔ کیوں نہیں کر سکتے آپ تاباں سے بات؟'' صاحبہ نے اس کے ڈر کی نفی کی

''تو اسے کہنا کہ آج رات مجھے سرینا میں ملے۔۔'' اس کے ہاتھوں کو چومتے ہوئے کہا

''لیکن آپ کیا بات کریں گے اس سے؟'' اس کا لہجہ استفہامیہ تھا

''یہ تو میں خود نہیں جانتا مگر شاید کچھ کر سکوں۔۔۔'' چانے اچکاتے ہوئے یقین دہانی کرائی تو صاحبہ کو بھی کچھ یقین ہو چلا تھا۔

☆ ☆ ☆ ☆
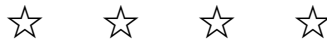
''ویسے آپ مجھے یہاں کیوں لائیں؟'' امید نے ہوٹل کے دیدہ زیب نظاروں کو دیکھتے ہوئے پوچھا

''تمہاری جیت کی خوشی میں۔۔۔'' آفرین نے مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا

''میری جیت۔۔'' اس نے کندھے اچکاتے ہوئے انجان بننے کا ناٹک کیا

''اب زیادہ انجان بننے کی کوشش مت کرو۔۔۔ شو کو بھول گئے کیا؟'' ہلکا سا پیار بھرا تھپڑ اس کے رخسار کو مارا۔ جسے امید نے تھام لیا

''ان سب میں بھلا میرا کیا عمل دخل تھا۔۔۔میں نے تو وہی کیا۔ جو آپ نے مجھے کرنے کو کہا۔۔'' اس کے ہاتھوں کو سہلاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا

''لیکن ان سب میں تمہاری لگن بھی تو شامل تھی۔۔۔ اگر تم ہی اپنی چاہ نہیں دیکھاتے تو ہم اس شو میں کیسے جیت پاتے۔۔ میری سیلکشن اگر سب کے دلوں کو بھائی ہے تو اس کو پریزینٹ بھی تو تم نے اچھے سے کیا ہے۔۔'' آفرین اپنے جیت کا سارا کریڈٹ امید کو ٹھہرا رہی تھی۔

''اتنا یقین ہے آپ کو مجھ پر۔۔۔'' اس نے دلفریب نگاہوں سے آفرین کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تھا

''خود سے بھی زیادہ۔۔۔'' اس کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے ہوئے کہا

''لیکن مجھے ایسا نہیں لگتا۔۔۔'' امید نے بے نیازی کے ساتھ جواب دیا تو آفرین ایک لمحے کے شاک ہو گئی

''کیا مطلب ہے تمہارا؟'' استفہامیہ انداز میں پوچھا

''اگر یقین ہوتا تو میرے ساتھ۔۔۔۔'' اس نے شوخ لہجے میں الفاظ کو گھمانا شروع کر دیا، جس کا مطلب وہ اچھی طرح سمجھ چکی تھی۔

''امید۔۔ تم بھی ناں۔۔ اپنی حرکتوں سے باز نہیں آؤ گے۔۔'' اپنا ہاتھ اس کے ہاتھوں سے چھڑاتے ہوئے پرکشش انداز میں کہا۔

''نگاہوں میں تو کشش ہے اور آپ جانتی ہیں اس کشش کا کیا مطلب ہے کہ آپ کا دل بھی چاہتا ہے کہ آپ۔۔۔'' ایک بار پھر اس نے شوخ بھرے انداز میں دل کی بات کہی۔

''امید۔۔۔'' اس نے پاس رکھے پھول کو اٹھایا اور اس کو مارنا چاہا

''دیکھیے۔۔ کتنا پیار ہے۔۔ پھول اٹھا کر مارے جا رہے ہیں۔۔'' وہ اس بار بھی باز نہ آیا

''امید۔۔'' وہ شرماتے ہوئے کھڑی ہوئی تھی تبھی انجانے میں اس کا ہاتھ پانی کے گلاس سے جا ٹکرایا اور سارا پانی اس کے کپڑوں پر آ گرا۔

''اوہ۔۔۔''امید نے آگے بڑھ کر ٹشو سے صاف کرنا چاہا

''اٹس اوکے امید۔۔۔میں صاف کر لیتی ہوں۔۔''اس کے ہاتھوں کو پیچھے کیا۔ہاٹل میں موجود سب کی نظریں ان کو دیکھ کر عش عش کر رہی تھیں۔

''آئی ایم سوری۔۔میرا مقصد یہ نہیں تھا۔۔''وہ اپنی غلطی کا اعتراف کر رہا تھا

''کتنا پیار ہے ناں ان دونوں میں۔۔۔''ایک انجانی سی آواز آفرین کے کانوں میں گونجی

''نہیں امید۔۔۔میں ٹھیک ہوں۔۔تم آرام سے بیٹھو۔۔میں ذرا واش روم میں صاف کر کے آتی ہوں۔۔''یہ کہہ کر وہ واش روم کی طرف چل دی جبکہ امید وہیں بیٹھا اس کا انتظار کرنے لگا۔

☆ ☆ ☆

اُسے احتشام کا انتظار کرتے ہوئے ایک گھنٹہ بیت چکا تھا۔سب کی اس کی طرف استفہامیہ نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔اس کی بھی نظریں بار بار موبائل کی طرف اٹھتیں اور ٹائم دیکھ کر ناکام لوٹ آتیں۔مگر اسے تو ہر حال میں اس کا انتظار کرنا تھا۔

''آئی ایم سوری۔۔۔''ایک انجان آواز سن کر اس نے اپنا سر اٹھایا تو ایک پرکشش آدمی کو اپنے سامنے پایا۔اس کے چہرے کے حسن کو دیکھ کر اسے ذرا بھی پہنچاننے میں دیر نہ لگی۔شاید اسی کا حسن حازق کو جو ملا تھا۔ہو بہو ویسا ہی جلال و جمال۔۔وہی انداز۔۔۔اس نے پہلی نظر میں ہی احتشام کو پہچان لیا اور شاید صاحبہ کا ان پر فریفتہ ہونے کا اندازہ اسے بخوبی ہو گیا۔جس طرح یہ حازق پر فدا ہوئی تھی بالکل اسی طرح صاحبہ بھی اس کے حسن کی تابناکی کو برداشت نہ کر سکی ہو گی۔خوبصورت مقناطیسی چہرہ اسے اپنے سے دور جانے ہی نہیں دے رہا ہو گا۔

''مجھے آنے میں دیر ہو گئی۔۔۔''وہ اپنا کوٹ کھینچتے ہوئے سامنے چیئر پر براجمان ہوا۔یہ ٹیبل اسی نے بک کروائی تھی اس لئے اسے پہنچاننے میں دقت پیش نہ آئی۔

''اسے آپ دیر کہتے ہیں۔۔پچھلے ایک گھنٹے سے میں آپ کا انتظار کر رہی ہوں۔۔''تاباں نے اپنا غصہ اتارتے ہوئے کہ

''اسی لئے سوری کر رہا ہوں۔۔۔دیکھو کار پنکچر ہو گئی اس لئے۔۔۔''وہ جواز پیش کرنے لگا تو جھٹ تاباں نے موضوع بدل دیا۔وہ غیر ضروری باتیں کرنے سے گریز کر رہی تھی

''آپ نے مجھے یہاں کیوں بلایا؟''دفعتہ اس سوال سے وہ چونک گیا

''کیا؟''وہ یک ٹک تاباں کے چہرے کو تکنے لگا

''میں نے پوچھا آپ نے مجھے یہاں کیوں بلایا؟''دوبارہ اس نے وہی سوال کیا

''کیوں ناں پہلے کچھ آرڈر کر دیا جائے۔۔۔ویٹر۔۔''یہ کہتے ہوئے اس نے ویٹر کو آواز دی جو ساتھ والی ٹیبل کر کچھ سرو کر رہا تھا۔

''یہ سب تکلف اٹھانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔آپ بس مجھ سے وہی بات کریں جو آپ کرنا چاہتے تھے۔۔''سپاٹ لہجے میں وہ گویا ہوئی۔

''یس سر۔۔۔''ویٹر بھی فوراً آموجود ہوا۔تاباں نے ایک پل کے لئے خاموشی کا دامن تھاما اور نظریں پھیر کر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔احتشام نے دو کولڈ ڈرنک آرڈر کی

''کولڈ ڈرنک آجائے پھر سکون سے بات کرتے ہیں۔۔''احتشام نے طمانت بھرے لہجے میں جواب دیا

''کیوں اب آپ سکون محسوس نہیں کر رہے۔؟؟''تاباں نے طنزیہ پوچھا

''انسان کو تو سکون اسی وقت میسر آتا ہے جب کوئی اس سے پیار سے بات کرتا ہے۔۔اور میرا خیال ہے جب تم کولڈ ڈرنک پیو گی تو شاید تمہارا دماغ بھی ٹھنڈا ہو جائے اور تم کچھ دھیمے لہجے میں بھی بات کرو۔۔''شوخ لہجے میں احتشام نے کہا تو ایک پل کے وہ شاک ہو گئی۔ہو بہو حازق جیسی عادتیں۔یا پھر حازق کی ان جیسی تھی عادتیں

''آپ کو جو ٹھیک لگے کریں مگر میں ٹھیک ہوں۔۔''اس نے یہ کہہ کر چپ سادھ لی۔کچھ لمحوں کے بعد ویٹر کولڈ ڈرنک لے کر آیا۔جسے احتشام نے اپنے ہاتھوں سے اسے سرو کیا تو وہ اس کی بات پر بھی حیران ہوئی۔وہ ابھی تک احتشام کو سمجھ نہیں پائی تھی یا پھر حازق کی اصل سے ابھی تک نالاں تھی

"دیکھو! میں نے تمہیں اس لئے بلایا کہ تم سے وجہ پوچھ سکوں۔۔۔ کہ آخر کیا وجہ ہے کہ تم دونوں ابھی سے اس رشتے کا بوجھ اپنے سر لینا چاہتے ہو؟" تاباں کی استفہامیہ نگاہوں کو سمجھتے ہوئے وہ اصل بات پر آیا

"کیا کہا آپ نے بوجھ؟ شادی ایک بوجھ ہے؟" لفظ بوجھ سن کر اسے ایک شاک لگا تھا

"بالکل۔۔۔ تم جیسے بچوں کے لئے یہ دن تو انجوائمنٹ کے ہوتے ہیں۔ اپنے سپنوں کو پروان چڑھانے کے لئے ہوتے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی خوشیوں کو جی بھر کے جینے کے لئے ہوتے ہیں اور تم دونوں ابھی سے اس قید میں کیوں بندھنا چاہتے ہو؟"

"پہلی بات آپ اس شادی جیسے لفظ کو برا بھلا کہنا بند کریں اور دوسری بات کہ اگر آپ کی شادی آپ کے لئے قید خانہ ثابت ہوئی تو اس کا مطلب یہ نہیں سب کے لئے یہ شادی ایک قید خانہ ہی ہے مسٹر احتشام۔۔" اس نے سپاٹ لہجے میں کہا تھا۔ جسے سن کر احتشام نے ایک گہری سانس لی

"اس کا مطلب ہے کہ حازق نے تمہیں سب کچھ بتا دیا ہے۔۔" اس نے تصدیق چاہی تھی

"جی بالکل۔۔ اس نے آپ کے اور آپ کی وائف کے رشتے کے متعلق سب کچھ سچ سچ بتا دیا ہے۔۔" اس نے بھی صاف گوئی سے کام لیا۔

"تو پھر تم یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی شادی جیسے بندھن میں اپنے آپ کو جکڑنا چاہتی ہو؟" اس بار احتشام نے استفہامیہ انداز میں تاباں کی طرف دیکھا

"نہیں۔۔ مسٹر احتشام۔۔ شادی ایک قید خانہ نہیں ہے۔۔۔ شادی تو ایک مقدس رشتہ ہے جو سب خوشیوں کی جڑ ہے۔ اسی رشتے سے ہر رشتے کی شاخیں پھوٹتی ہیں۔ اگر اسی کو برا بھلا کہا جائے تو سارے رشتوں پر ایک سوالیہ نشان اٹھتا ہے۔۔" تاباں نے انجانے میں اپنا ہاتھ احتشام کے ہاتھوں پر رکھ دیا۔ احتشام یک ٹک اسی کے ہاتھوں پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔

"دیکھیے۔۔ میں نہیں جانتی کہ آپ کے اور آپ کی وائف کے درمیان کیا ہے؟ لیکن یقین جانیے۔۔۔ آپ دونوں کے درمیان جو خلا اس کی وجہ سے آپ کا بیٹا بہت متاثر ہو رہا ہے۔۔" وہ اسے سمجھا رہی تھی مگر اس کی نظریں اس کے ہاتھوں سے نکلنے

والی حرارت پر تھیں جو اس کے ہاتھوں کے ذریعے اس کے جسم میں سرایت کر رہی تھیں

''اوہ۔۔ آئی ایم سوری۔۔۔''یکدم اس کی نظر اپنے ہاتھوں پر پڑی تو اس نے نظریں چراتے ہوئے کہا۔

''کوئی بات نہیں۔۔''احتشام کی نظریں بھی جھکی ہوئی تھیں۔ زندگی میں پہلی بار اس نے کسی کے سامنے نظریں جھکائی تھیں۔ پہلی بار اس اپنے پن کو محسوس کیا تھا۔

''دیکھو۔۔ جو میں جانتا ہوں۔۔ وہ نہ ہی تم جانتی ہو اور نہ ہی حازق۔۔۔''اس نے ڈھکے چھپے لفظوں میں کہا

''وہی بات ہم جاننا چاہتے ہیں کہ آخر کیا وجہ ہے کہ آپ دونوں میں اتنی خلا ہے؟''اس نے کچھ جاننا چاہا

''وہ میں تمہیں نہیں بتا سکتا۔۔۔''نظریں چراتے ہوئے اس نے کولڈ ڈرنک کا ایک سپ لیا

''دیکھیے مسٹر احتشام! ہماری شادی کرنے کا مقصد صرف یہی ہے۔۔ ہم آپ دونوں کو بس ایک کرنا چاہتے ہیں۔۔ اور کوئی مقصد نہیں ہے۔''اس نے یقین دہانی کروائی جس پر وہ طنزیہ مسکرا دیا

''ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔۔۔''اس نے نفی میں سر ہلا دیا

''کیوں نہیں ہو سکتا۔۔۔ سب کچھ ہو سکتا ہے۔ آپ کا اور میری موم کے درمیان جو تعلق ہے، اسے بس بھول کر آپ اپنے رشتے کی طرف توجہ دیں تو سب کچھ ہو جائے گا۔۔''تاباں نے ضرب لگائی

''یہ تمہاری غلط فہمی ہے کہ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ سنا تم نے۔۔ اور یہ جو تم کہہ رہی ہو کہ ناں کہ میں صاحبہ کو بھول جاؤں۔۔ ٹھیک ہے۔ میں بھول جاتا ہوں اور تمہارے کہنے پر اس سے ملوں گا بھی نہیں۔۔۔ تو کیا گارنٹی ہے میری زندگی میں جو خلا ہے وہ پر ہو جائے گا؟ میرے اور آفرین کے درمیان جو دوریاں ہے وہ کم ہو جائیں گی۔۔۔''وہ سنجیدہ لہجے میں گویا ہوا

''کیا مطلب ہے آپ کا؟''تاباں اس کی بات کا مقصد سمجھ نہ سکی

''وہ دیکھو سامنے۔۔۔''اس نے سامنے ایک کپل کی طرف اشارہ کیا جو ایک دوسرے کی بانہوں میں بانہیں ڈالے بیٹھے خوبصورت شام کا مزہ لے رہے تھے۔ دونوں کی عمر میں خاص فرق تھا۔ جو دور سے ہی واضح ہو رہا تھا۔

''وہ دیکھ رہی ہو عورت۔۔۔وہ ہے آفرین۔۔'' آفرین کا نام سنتے ہی تاباں کو جیسے شاک لگا تھا۔وہ غیر یقینی نگاہوں سے اس کے اشارے کا تعاقب کر رہی تھی۔

''اب بھی تمہیں ایسا لگتا ہے کہ میں ہمارے درمیان سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔۔ نہیں تاباں نہیں۔۔۔اُس کی اور میری زندگی کی راہیں ایک دوسرے سے علیحدہ ہو چکی ہیں۔ہمارے درمیان کوئی تعلق نہیں ہے۔۔کوئی راستہ ہمیں نہیں ملاتا۔جب وہ اپنی خوشی کسی اور کی بانہوں میں تلاش کر سکتی ہے تو میں کیوں نہیں؟میرے بھی جذبات ہیں،میرے بھی احساسات ہیں اور ایک مرد کے احساسات عورت سے زیادہ شدید ہوتے ہیں۔جب وہ ایک عورت ہوتے ہوئے اپنے جذبات کو قابو میں نہیں رکھ سکتی تو میں کیسے رکھ سکتا ہوں؟میرے اندر اٹھنے والے جذبات تو اس سے کہیں زیادہ شدید ہیں۔مجھے بھی ان جذبات کو پورا کرنے کا حق ہے۔'' ایک لمحے کی لئے خاموشی نے دونوں کو آن گھیرا۔احتشام نے بھی گہرا سانس لیا

''ایک عورت تو اپنے اندر کے جنون کو مار سکتی ہے مگر مرد نہیں۔۔۔مرد کی تو کمزوری ہوتی ہے محبت۔ہر مرد، محبت کا بھوکا ہوتا ہے۔میں بھی محبت کا بھوکا ہوں اور کیا اس بھوک کو مٹانا گناہ ہے؟ اگر ہے تو گناہ ہی صحیح مگر میں اب محبت کے بنا نہیں رہ سکتا۔اگر وہ میرے جذبات کو پورا نہیں کر سکتی تو میں کیوں نہ کوئی اور راستہ اختیار کروں؟'' وہ کہتا جارہا تھا جبکہ تاباں یک ٹک اس کی باتوں کو سنتی جارہی تھی

''اس لئے تمارے لئے بہتر یہی ہوگا کہ تم اس ٹاپک کو بھول جاؤ۔۔'' یہ کہتے ہوئے احتشام کا دل بھر آیا تھا۔دوسری طرف بیٹھے امید اور آفرین بھی اب اپنی ٹیبل سے کھڑے ہوئے۔

''کافی دیر ہوگئی ہے۔۔اب چلنا چاہیئے۔۔'' آفرین نے کہا تھا۔دونوں میں سے کسی نے بھی ان کی طرف نہیں دیکھا تھا

'' صحیح کہا۔۔اب جاتے ہوئے تو اس دل کی چاہ پوری کر دیں آپ۔۔۔''امید نے شوخ انداز میں کہا تو آفرین کے چہرے پر حیا کے بادل منڈلانے لگے

''اب زیادہ اوور ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔اتنی دیر بانہوں میں سمیٹ کر دل نہیں بھرا کیا؟'' وہ بھی اب لفظوں کے شرم وحیا سے باہر آچکی تھی۔

''یہ تو ٹھیک کہا آپ نے۔۔دل ابھی کہاں بھرا ہے؟'' دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے ایک گہری سانس لی۔

''امید۔۔'' اس نے دانت بھینچتے ہوئے پیار بھرے لہجے میں کہا اور اس کے شانوں پر کندھا رکھتے ہوئے ہاٹل کے صدر دروازے کی طرف بڑھنے لگی

''بس ایسے ہی پیار بھرے لہجے میں آپ میرا نام پکارتی رہا کریں۔۔۔ اچھا لگتا ہے۔۔'' اپنے بازو اس کے گرد حمائل کرنا چاہے تو اس کا ہاتھ گلاس سے جا ٹکرایا۔

''اوہ۔۔۔ آئی ایم سوری۔۔'' یہ کہتے ہوئے دونوں کی نظریں ٹیبل پر بیٹھے ہوئے تاباں اور احتشام کی طرف نظر گئی۔ آفرین کو بھی یہ دیکھ کر ایک جھٹکا لگا۔ وہ یک ٹک تاباں کی طرف دیکھتی جا رہی تھی۔ تاباں نے بھی ایک گہری نگاہ آفرین کے وجود پر ڈالی۔

''اٹس اوکے۔۔۔'' رسمی انداز میں احتشام نے کہا

''چلیں۔۔۔ آفرین جی۔۔۔'' امید نے بھی انجان بنتے ہوئے اپنے بازو آفرین کی کمر کے گرد حمائل کئے

''ہاں۔۔'' اس کے ہونٹ لاشعوری طور پر ہلے

''دیکھا۔۔۔ تم نے۔۔'' ان کے جانے کے بعد احتشام نے طنزیہ کہا۔ شاید انہوں نے آفرین کا ظاہر دیکھا تھا۔ اُس کے اندر کو نہیں دیکھ سکے۔ مگر تاباں نے تو آفرین کے اندر جھانکا تھا۔ ایک دو پل کی ملاقات نے سب کچھ بیان کر دیا۔ آنکھوں کے سُونے پن کو ایک لمحے میں بھانپ گئی۔

''تو پھر آپ صرف محبت کے لئے یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔۔۔'' تاباں نے جیسے کچھ سوچتے ہوئے کہا تھا

''اور کیا لگتا ہے تمہیں؟ ایک مرد جس کی ہر خواہش اس کے گھر پوری ہو جائے تو کیا وہ باہر ایسے کام کرے گا؟'' الٹا احتشام نے سوال داغا تھا۔

''دیکھو تاباں۔۔۔ بات کہاں سے شروع ہوئی تھی، اور کہاں پہنچ گئی۔۔۔'' اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی

''اچھی بات ہے جو میں حقیقت سے آشنا ہو گئی۔۔۔'' تاباں نے زیرِ لب کہا

''ہو سکتا ہے یا پھر نہیں،۔۔۔''اس نے کندھے اچکاتے ہوئے لاعلمی کا اظہار کیا

''ویسے اگر آپ کو یہ محبت مل جائے تو کیا آپ میری موم کو بھال جائیں گے؟ کیا آپ اپنی راہیں اُن کی راہوں سے علیحدہ کر سکیں گے؟'' جانے انجانے میں تاباں کو اپنی موم کی محبت، ان کی توجہ حاصل کرنے کا راستہ مل گیا تھا۔

''کیا مطلب ہے تمہارا؟'' احتشام نے استفہامیہ انداز میں تاباں کی طرف دیکھا

''مطلب میں آپ کو بعد میں سمجھاؤں گی، پہلے آپ یہ بتائیں کہ اگر آپ کی خواہشیں، جائز طریقے سے پوری ہو جائیں تو کیا آپ اپنے اور میری موم کے درمیان اس ناجائز رشتے کو ختم کر دیں گے؟'' وہ بس کسی بھی طرح صاحبہ اور احتشام کے درمیان اس بے نام رشتے کو ختم کرنا چاہتی تھی اور اس کے لئے کسی بھی حد سے گزرنے کے لئے تیار تھی۔

''ہاں۔۔'' کچھ دیر سوچنے کے بعد احتشام نے اثبات میں سر ہلادیا۔ آخر وہ سب کچھ اسی لئے تو کر رہا تھا۔

''ٹھیک ہے۔۔ لیکن اس کے لئے آپ کو میری موم سے اپنا ہر تعلق توڑنے کا وعدہ کرنا ہو گا۔''اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر وعدہ لینا چاہا

''مگر تم کرنا کیا چاہتی ہو؟''احتشام تاباں کو ابھی تک سمجھ نہیں سکا تھا۔

''یہ بہت جلد آپ کو معلوم ہو جائے گا۔۔۔بس آپ اپنے وعدے پر قائم رہئے گا۔۔''تاباں کی یقین دہانی پر احتشام نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا

☆ ☆ ☆ ☆

وہ پچھلے ایک گھنٹے سے اس کا نمبر ڈائل کر رہا تھا مگر نمبر مسلسل بند جا رہا تھا

''اب تاباں نے اپنا نمبر بند کیوں کر دیا۔۔؟''اس نے غصے میں اپنا موبائل بیڈ پر دے مارا اور خود بالکونی کی طرف چل دیا

''اسے معلوم بھی ہے کہ میں اس سے بات کیے بغیر نہیں رہ سکتا لیکن پھر بھی۔۔۔اس نے اپنا موبائل فون سوئچ آف کیا ہوا ہے۔''وہ غصے میں بڑبڑاتا جا رہا تھا۔

''سارا دن ہو گیا نہ خود فون کیا اور نہ ہی اپنا نمبر آن کیا کہ بندہ رابطہ ہی کر سکے۔۔'' وہ پلٹا اور ایک زوردار لات بیڈ پر رسید کرتے ہوئے بیڈ پر آ بیٹھا اور سائیڈ ٹیبل سے تاباں کی تصویر اٹھاتے ہوئے اس نے گفتگو کرنے لگا

''میرے دل کو بے چین کرنے کے بعد خود مزے سے ہنس رہی ہو۔۔ ایسا نہیں چلے گا سمجھی تم۔۔ ایک بار ذرا شادی تو ہو جائے، اپنی ہر بے چینی کا بدلہ لوں گا دیکھ لینا۔۔ تمہیں بھی پتا چل جائے گا کہ کس بندے سے پالہ پڑا ہے۔۔'' وہ شوخ انداز میں اس کی تصویر سے اپنی ناراضی کا اظہار کر رہا تھا۔

''اب ایسے کیا دیکھ رہی ہو مجھے؟ کبھی دیکھا نہیں اتنا ہنڈسم، خوبصورت لڑکا۔۔'' شوخ انداز میں وہ اس سے باتیں کرنے لگا، اپنی ٹانگیں بیڈ پر رکھ کر لحاف اوڑھا اور اس کی تصویر کو سینے سے لگا کر سو گیا۔

☆ ☆ ☆ ☆

''موم آپ نے ڈیڈ کو دیکھا؟'' حازق نے آفرین سے پوچھا تو اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔

''اوہ۔۔ میں پوچھ کس سے رہا ہوں، جنہیں تو خود معلوم ہی نہیں۔۔'' وہ زیر لب بڑبڑایا

''کچھ کہا تم نے؟'' آفرین نے ایک گہری نگاہ اس پر ڈالی

''نہیں۔۔ میں بھلا کیا کہہ سکتا ہوں؟'' طنزیہ انداز میں اس نے گردن جھٹکی اور اپنے کچن کی طرف بڑھا۔ دراصل اس نے حازق کے الفاظ سن لئے تھے مگر انجان بنتے ہوئے اپنے جذبات کو قابو میں رکھا۔ تبھی دروازے پر بیل کی آواز آئی۔ آفرین اپنا کام چھوڑ کر دروازے کی طرف بڑھی اور دروازہ وا کیا۔ سامنے اس نے جو دیکھا۔۔ دیکھ کر اس پر بجلی آن گری تھی۔ اپنی ہی جگہ پر منجمد ہو گئی۔ ایک پل کے لئے اسے ایسا لگا جیسے وہ اب کبھی سانس بھی نہیں لے سکے گی۔ رویے میں اگرچہ آج تک کبھی اپنائیت کا اظہار نہیں کیا مگر اپنا مقام یوں گرتا دیکھ کر وہ اپنے آپ کو سنبھال نہ سکی۔ رشتوں کی ڈوری میں الجھی ہوئی ہی سہی۔۔۔ مگر تھی تو وہ عورت ہی۔۔۔ بھلا یہ سب کیسے برداشت کر سکتی تھی۔ آنکھیں یک ٹک دروازے کے اس پار کھڑے وجود کو تک رہی تھی۔ کچھ بولے بغیر، کچھ سنے بغیر وہ سب کچھ جان چکی تھی۔ اب کسی کی کوئی صفائی، کوئی اہمیت نہیں رکھتی تھی۔ آنکھوں میں شبنم کے قطروں نے جنم لینا چاہا مگر وہ ان کو ضبط کرنے کی پوری کوشش کرتی رہی مگر جذبات پر قابو نہ رکھ سکی۔ ایک آنسو آخر اس کی آنکھوں سے چھلک ہی

پڑا۔ دیکھنے میں محض ایک آنسو، مگر جذبات شاید کسی سمندر کی گہرائی سے کہیں زیادہ گہرے تھے۔ وہ کچھ نہ بول سکی اور اپنے پاؤں کو بڑی مشکل سے اٹھاتے ہوئے اپنے وجود کو پیچھے کیا

''کون ہے موم۔۔۔'' حازق سیب کو ہاتھوں میں اچھالتے ہوئے کچن سے باہر آیا تھا، سامنے موجود اُن دونوں کے وجود کو دیکھ کر اس کی سانسیں بھی اکھڑنا شروع ہو گئیں۔ ایک ثانیے کے لئے وہ خود بھی پتھر کی سی مورت بن گیا۔ جو سیب ہوا میں ایک لمحے پہلے اچھالا تھا۔ اگلے ہی لمحے میں زمین بوس ہو گیا۔

''ڈیڈ۔۔۔!!'' وہ لاشعوری طور پر گویا ہوا

''آؤ تاباں اندر۔۔۔'' احتشام نے تاباں کا ہاتھ پکڑا تو جیسے حازق کے دل پر چھری چلنے لگی۔ وہ ہراساں ان کے ہاتھوں کی طرف دیکھتا جا رہا تھا۔ سب کچھ سامنے ہوتے ہوئے بھی سمجھنے سے عاری تھی۔ سچ کو جانتے بوجھتے جھٹلانے کی کوشش کر رہا تھا۔ دل کی بات سننے کی کوشش کر رہا تھا۔ دماغ کو مسلسل پچھاڑ رہا تھا۔

''تاباں۔۔ تم یہاں۔۔'' دماغ سب کچھ جان چکا تھا مگر دل حالات کو سمجھنے سے قاصر تھا۔ احتشام کے ہاتھوں کو جھٹکتے ہوئے آگے بڑھا اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے جواز جاننا چاہا

''ویسے اچھا ہوا تم خود آ گئی یہاں۔۔ میں نے تم سے کئی باتیں کرنی تھیں۔۔ پہلے تو یہ بتاؤ کہ تم نے اپنا موبائل سوئچ آف کیوں کیا؟ تمہیں پتا ہے میں کتنا پریشان ہو گیا تھا؟'' وہ کہتا جا رہا تھا جبکہ تاباں کچھ بھی سمجھانے سے قاصر تھی۔ آفرین بھی کچھ سمجھانے کی حالت میں نہ تھی۔ احتشام ایسا کچھ کر سکتا تھا، اسے معلوم نہیں تھا

''حازق۔۔۔ میرا ہاتھ چھوڑو۔۔۔'' دل کو سنبھالتے ہوئے اس نے نظریں چراتے ہوئے کہا۔ یہ حرکت کرنے کے بعد وہ بھلا نظریں ملا بھی کیسے سکتی تھی؟ مگر اس کی کسی بات کو حازق پر کوئی اثر نہ ہوا

''میں نے کہا میرا ہاتھ چھوڑو۔۔۔'' اس نے کرخت لہجے میں اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔ یہ انداز دیکھ کر وہ ٹھٹک کر رہ گیا۔ آنکھوں میں پروئے سپنے ایک ہی لمحے میں چکنا چور ہو گئے۔ محبت کی ڈوری جو ابھی کچے دھاگوں کی مثل تھی۔ یکدم ایسے الجھی کے سلجھنے کی قابل ہی نہیں رہی

''تت تاباں۔۔!!''گلو گیر لہجے میں اس نے اپنے ہاتھوں میں اس کا گلاب سا چہرہ سمانے کی کوشش کی۔اس کلی کو چھونے کی کوشش کی جس پر وہ اپنا حق سمجھتا تھا۔

''اپنے ہاتھ پیچھے کرو حازق۔۔۔اب تم یہ حق کھو چکے ہو۔۔''بڑی مشکل سے اس نے جملے ادا کئے تھے

''مگر کیوں۔۔۔۔''اس نے جواز جاننا چاہا تھا

''کک کیونکہ۔۔۔''ایک آنسو اس کے بھی حلق میں اٹک گیا۔اس کی معصوم اور جھیل آنکھیں جس میں لاکھوں سوال پنہاں تھے،اس کی آنکھوں کے سامنے تھیں۔اس کے بے داغ محبت اس کے لفظوں پر مہر لگا رہی تھی۔ایک پل کے لئے اسے ایسا محسوس ہوا کہ کہیں اس نے کچھ غلط تو نہیں کیا۔۔۔؟؟اسے یہ سب کچھ کرنا بھی چاہئے تھا یا نہیں۔۔احتشام اس کے دل کی کیفیت کو جان گیا۔ اسی لئے آگے بڑھ کر تاباں کے دونوں کندھوں پر ہاتھ رکھے ''وہ اس لئے۔۔کہ میں نے اور تاباں نے نکاح کر لیا ہے۔''یہ الفاظ نہیں نشتر تھے۔جو تیزاب کے ساتھ اس کے دل پر جا لگے تھے۔ایک لمحے میں اس کا دل تیزاب کی سبب جل اٹھا۔ غم کے ایسے بادل دل کی دیواروں سے باہر آنے لگے کہ کوئی بھی اس پر بسیرا کر سکتا تھا۔اتنے ٹھوس۔۔۔اور اتنا درد سمیٹے ہوئے۔وہ اپنے قدموں کو اٹھانا چاہتا تھا مگر اٹھا نہ سکا۔آفرین کے سر پر بھی جیسے قیامت ٹوٹی تھی۔وہ یک ٹک احتشام کی طرف دیکھتی جا رہی تھی۔جیسے خاموش لبوں سے پوچھ رہی ہو

''آخر کیوں کیا آپ نے احتشام یہ سب کچھ؟آخر کیا وجہ تھی؟''مگر کچھ بول نہ سکی،شاید اس کا جواب اچھی طرح جانتی تھی۔مگر اگر وہی جواز تھا تو ایک بار اس سے آکر کیوں نہ کہا؟آخر ایک بار کہا تو ہوتا۔اپنا سب کچھ پیچھے چھوڑ کر اس کی خواہش کو پورا کرتی۔۔بس ایک بار کہا تو ہوتا۔اپنی زبان تو کھولی ہوتی۔اپنے دل کا حال بیان تو کیا ہوتا۔۔آنکھوں سے آنسو امڈنا چاہتے تھے مگر وہ ان کو ضبط کئے ہوئے تھی۔اپنے دل کی حالت سے انجان،یک ٹک سب کی گفتگو سن رہی تھی۔

''آج سے ہم دونوں میاں بیوی ہیں۔۔۔''احتشام نے ایک بار پھر جلتے پر تیل چھڑکا تھا۔حازق جو اس آگ میں بری طرح جھلس چکا تھا۔ایک بار پھر دہکتی آگ میں کود پڑا۔جس آگ سے وہ ہمیشہ کے لئے نکلنا چاہتا تھا۔جن محرومیوں سے نکلنے کے خواب دیکھ رہا تھا،اگلے ہی لمحے وہ اسی آگ میں،اسی محرومیوں کے دلدل میں تھا۔جہاں سے نکلنے کے لئے اس نے تاباں کا ساتھ مانگا تھا۔ایک لمحے میں ایسا لگا جیسے وہی اس کے ساتھ دغا کر گئی۔اس کی محبت کو،اس کے عشق کو پامال کر گئی۔جس کی خاطر وہ سب سے لڑنے

کے لئے تیار تھا۔ آج اسی نے اس کے عشق کا مذاق اڑایا۔ ایسے میں بھلا وہ کیسے اپنے حواس میں رہ سکتا تھا۔ آگے بڑھ کر ایک طماچہ تاباں کے چہرے پر مارا۔

''تم۔۔۔ میرے ساتھ ایسا کھیل کھیلنے کی تمہاری جرأت کیسے ہوئی؟'' جبڑے بھینچتے ہوئے اس نے عقابی آنکھوں سے تاباں کا شکار کرنا چاہا۔ احتشام نے آگے بڑھ کر اسے روکا مگر حازق نے اس بار احتشام کا بھی لحاظ نہ رکھا۔

''پیچھے ہٹ جایئے۔۔۔ یہ میرا اور تاباں کا معاملہ ہے۔۔۔ بہتر یہی ہو گا کہ آپ درمیان میں نہ ہی آئیں تو اچھا ہے۔۔''
حازق کے جارحانہ انداز کو دیکھ کر احتشام بھی خاموش ہو گیا

''اب چپ کیوں ہو؟ بولو؟ کیوں کیا تم نے میرے ساتھ یہ۔۔۔ میرے ساتھ محبت کے وعدے کر کے، ہاتھ کسی اور کا تھام لیا۔ میری بانہوں کی خوشبو کو کسی اور کی خوشبو میں ضم کرنے کی تمہاری ہمت کیسے ہوئی۔۔'' وہ کرخت لہجے میں اس کے وجود کو جھنجوڑ رہا تھا۔ حازق کے اس رویے کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں بھی آنسو امڈنے لگے مگر وہ ان کو بہانا نہیں چاہتی تھی۔

''چھوڑو مجھے حازق۔۔۔'' اس نے بھی کراخت لہجے میں اس کے ہاتھوں کو جھٹک دیا۔ جسے وہ دیکھتا ہی رہ گیا

''پہلی بات میں نے کبھی تم سے محبت کا وعدہ نہیں کیا۔۔ آئی بات سمجھ میں تمہاری۔۔۔ اور دوسری بات یہ کہ ایک رات ساتھ گزارنے سے کوئی کسی کے عشق میں یوں دیوانہ نہیں ہو جاتا۔۔'' اس نے اپنی ساری حدیں پار کر دیں۔ جسے حازق برداشت نہ کر سکا۔ ایک اور تھپڑ اس کے رخسار پر دے مارا

''تم۔۔۔ تم۔۔'' اس نے اندر نفرت اتنی بھڑک رہی تھی کہ الفاظ ہی معدوم ہو گئے۔ اُس کی سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ کیا کہے، کن لفظوں میں اپنے دل کی بھڑاس باہر نکالے۔۔

''حازق۔۔ اب تم اپنی حدیں پار کر رہے ہو'' اس بار احتشام نے مداخلت کی تھی

''حدیں میں نے پار کی ہیں یا آپ نے۔۔۔'' اس نے تیکھی نظروں سے احتشام کی طرف دیکھا

''اپنی بیوی کے ہوتے ہوئے اپنی ہونے والی بہو سے شادی کرتے ہوئے آپ کو شرم نہیں آئی۔۔اور مجھے کہتے ہیں کہ میں حدیں پار کر رہا ہوں۔۔ارے حدیں تو آپ نے پار کی ہیں ڈیڈ۔۔آپ نے۔۔جو اس عمر میں بھی آکر باہر کی عورتوں سے دل لگی کر رہے ہیں۔۔''

''حازق۔۔۔'' یہ الفاظ احتشام برداشت نہ کر سکا اور ایک تھپڑ اس کے نائیں رخسار پر دے مارا۔ آفرین تو جیسے کچھ کہہ ہی نہ سکی۔ آنکھوں میں آنسو اب ضبط نہیں کئے جاسکتے تھے۔ اپنا چہرہ ہاتھوں کی اوٹ میں چھپاتے ہوئے کمرے میں چلی گئی اور دروازے کو زوردار آواز کے ساتھ بند کر لیا

''آپ نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا ڈیڈ۔۔۔'' احتشام بھی اپنے کئے پر شرمندہ تھا۔ جسے ساری عمر دوستوں کی طرح ٹریٹ کیا۔ جس کی بڑی سے بڑی غلطی کو بھی پیار سے سدھارا، آج اسی بیٹے پر اس نے ہاتھ اٹھایا۔ اپنے ہاتھ کو نظروں کے سامنے کیا اور اسے ملامت کرنے لگا۔ مگر جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا تھا اور جو ہو چکا ہو اسے بدلا تو نہیں جاسکتا

''I cann't forget this... Dad... !!''

''حازق۔۔'' اگلے ہی لمحے چھپا پیار باہر آنے کو بے تاب ہو گیا مگر حازق کے قدم پیچھے ہٹتے گئے۔ ہاتھ بڑھا کر روکنا چاہا مگر وہ نہ رکا۔ آنکھوں میں ایک چمک ابھرنے لگی۔ تاباں بھی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی مگر کچھ کہنے سے قاصر تھی۔

''میری بات سنو حازق۔۔۔'' وہ اپنے کمرے میں چلا گیا اور دروازے کو لاک کر دیا۔ کافی دیر تک احتشام اس کا دروازہ کھٹکھٹا تا رہا مگر یہ دستک بے معنی رہی۔ آج برسوں بعد رشتوں کی محرمیاں اس گھر کے باسیوں کے سامنے آئی تھیں۔ وہ محرومیاں جو لمبے عرصے تک انجان سائے کی طرح ان کے ساتھ رہی۔ آج اس کو زبان مل گئی۔

''مسٹر احتشام۔۔۔'' تاباں نے ہاتھ بڑھا کر انہیں حوصلہ دیا تو ان کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو گئے۔ شاید پہلی بار احتشام نے کسی کے لئے آنسو بہائے تھے۔ تبھی ان آنسوؤں کی حدت کو تاباں برداشت نہ کر سکی۔ ان آنسوؤں میں چھپی محرومیوں کا بوجھ نہ اٹھا سکی اور ان کا سر اپنے کندھے پر رکھتے ہوئے حوصلہ دیا

☆ ☆ ☆

یہ سفر ہے کہ کٹتا نہیں

تنہا تنہا گزرتا نہیں

عشق ممنوع ہے پھر بھی یہ دل

عشق کرنے سے ڈرتا نہیں

ان خیالوں میں کھویا رہوں

پھر امیدوں سے جڑتا چلوں

کاش اس دل کی اک نہ سُنوں

وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا تو یادوں کے ایک انبار نے اس پر حملہ کیا۔ حملہ اتنا شدید تھا کہ وہ بچ نہ سکا۔ ایک کے بعد ایک ضرب لگتی رہی اور وہ گھائل ہوتا رہا۔ نہ کوئی ڈھال تھی جس کا آسرا لیتے ہوئے وہ ان حملوں سے بچنے میں کامیاب ہو پاتا اور نہ ہی کوئی امید تھی جس کے سہارے وہ ان حملہ آوروں سے لڑ پاتا۔ بس سامنے تھا تو زخمی دل۔۔۔ زخمی محبت۔۔۔ زخمی رشتے۔۔۔ زخمی وعدے۔۔۔ زخمی ساتھ۔۔ آنکھوں سے آنسو جاری رہے۔ یادوں کے حملے ہوتے رہے۔ دل و دماغ ابھی تک سچ کو قبول کرنے سے قاصر تھا۔ ساری زندگی محرومیوں کے بوجھ تلے گزار دی۔ کبھی ایک لفظ شکوہ اپنی زبان پر نہیں لایا مگر اب جب اپنی چاہت آشکار کرنا چاہی۔ جینے کے لئے ایک شے استعار لینا چاہی تو قسمت نے وہ بھی اس سے چھین لی۔ صرف یہ دل لگی ہی تو واحد سہارا تھی اس کا۔۔ جس کے سہارے وہ جی لیا کرتا تھا۔ جس کے سہارے وہ ان محرومیوں کو کچھ وقت کے لئے بھول جایا کرتا تھا۔ مگر جب سے یہ دل لگی عشق میں تبدیل ہوئی تب سے دوبارہ وہی بے چینی، وہی بے سکونی جیسے قسمت میں لکھ دی گئی۔

''تاباں۔۔۔ یہ تم نے اچھا نہیں کیا۔۔۔ نہیں اچھا کیا تم نے۔۔'' اس کا دل چاہا کہ کمرے میں موجود ہر شے کو تہس نہس کر دوں۔ ہر شے کو خاک میں ملا دوں۔

''میرے عشق کا مذاق اڑایا۔۔ میرے عشق کو پامال کیا تم۔۔۔'' اس نے سارے گلدان بکھیر دیئے۔ پورے کمرے کی حالت ایک منٹ میں کسی اجڑے آشیانے کی طرح ہو گئی۔ ایسا آشیانہ جو اپنے باسیوں کے اجڑے دل کا پتا دے رہا ہو۔ جس کی اجڑی شاخیں، اس کے اجڑے سپنوں کا منہ بولتا ثبوت ہوں۔

''تمہیں کبھی معاف نہیں کرونگا۔۔ سنا تم۔۔۔'' اس نے لحاف بھی زمین پر دے مارا۔ اب باری سائیڈ ٹیبل پر رکھی تصویر کی تھی۔ وہ تصویر جو کچھ دیر پہلے تک اس کی جان تھی۔ جس تصویر میں تاباں مسکرا رہی تھی۔ جیسے ہی اس نے اس تصویر کو چھوا تو جذبات نے شدت پکڑ لی۔ محبت، نفرت پر غالب آ گئی۔ آگ کے شعلے مغلوب ہو گئے۔ عشق کی کرنیں دل سے پھوٹنے لگیں۔ کپکپاتے ہاتھوں سے اس نے تصویر کو اٹھایا تو آنکھوں میں اس کے تاباں کا وجود چھا گیا۔ بارش کا وہ سماں جب یہ دونوں ساتھ تھے۔ آسمان سے ٹپ ٹپ گرتی بوندیں اور اس کے گیلے ہونٹ، اس وقت حازق کی آنکھوں کے سامنے تھے۔

''تم نے تو کہا تھا کہ تم صرف میری ہو۔۔۔'' آنکھوں کی ترجمانی ہو رہی تھی۔ دل کے زخم اب بھرنے لگے تھے۔ جسم اگرچہ اس اجاڑ کمرے میں تھا مگر روح اس ویران جنگل میں کھو گیا جہاں وہ ملے تھے۔ جہاں عشق نے قدم جمائے تھے۔ کبھی ہاتھ تھامتے ہوئے کسی جھاڑی کو پار کروانا، تو کبھی سر سے سر لگا کر ستانا۔۔۔ سب کچھ جیسے کسی فلم کی ریل کی طرح چل رہا تھا۔ کبھی تاباں کو اپنی بانہوں میں لے کر سانپ سے دور لے جانا۔۔۔ ہاں وہ خواب نہیں حقیقت تھا۔ آج بھی وہ اس احساس کو محسوس کر سکتا تھا اور پھر اُس رات جب ساری حدیں پار ہوئیں۔ دونوں ایک دوسرے کی بانہوں میں بانہیں ڈالے خواب خرگوش کے مزے لیتے رہے۔ اُس وقت کو وہ کیسے بھول سکتا تھا؟ جب عشق اپنے عروج پر تھا۔ جب یادیں بننا شروع ہوئی تھیں۔ جب سانسوں سے سانسیں ٹکرائی تھیں۔ جب دل سے دل ملا تھا۔ وہ وقت ناقابل فراموش تھا۔ تبھی آج عشق کی ڈوبتی کشتی کو وہ لمحے یادوں کے چپو بن کر پار لگانے آ گئے۔

''تم کیسے بھول سکتی ہو؟ تاباں۔۔۔۔ کیسے؟'' اگلے ہی لمحے اس نے تصویر کو دیوار پر پٹخ دیا۔ کرچیاں پورے کمرے میں بکھر گئیں۔ تصویر فریم سے نکل کر زمین بوس ہو گئی۔ شاید عشق اتنا کمزور نہیں ہوتا کہ ایک وار سے ختم ہو جائے۔ ہر ضرب زخم تو چھوڑ دیتی ہے مگر دل والے کے دل سے یادوں کے جزیروں کو نکالنے میں ناکام ہی رہتی ہے۔

''میرے عشق کو۔۔۔ میرے جنوں کو تم نے رسوا کر دیا تاباں۔۔۔ رسوا کر دیا۔۔۔ تم نے میرے عشق کو ہی نہیں میرے وجود کو ٹھیس پہنچائی ہے۔۔ سنا تم نے۔۔۔ اور جب عشق کو ٹھیس پہنچتی ہے ناں۔۔ تو وہ لاوا بن جاتا ہے۔۔ اور پھر وہ لاوا اتنی آسانی سے نہیں دبتا۔۔ سب کچھ جلا کر خاک کر دیتا ہے۔۔۔ سب کچھ۔۔۔'' وہ دھاڑ تا جا رہا تھا مگر سننے والا کوئی نہیں تھا، سوائے یادوں کے۔ بکھری محبت کی نشانیوں کے۔ عشق میں رہ جانے والی تنہائیوں کے یا پھر بے وفا پر چھائیوں کے

''ابھی تک تم نے میرا عشق دیکھا ہے تاباں۔۔ اب اس عشق کا عروج دیکھو تم۔۔ دیکھنا میرا عشق اب کیا کرتا ہے۔۔'' اس نے آگے بڑھ کر اس تصویر کو چاک کر دیا۔ اور ماچس کی ایک تِلی کی نظر کر دی۔ لمحے بھر میں ہر طرف دھواں چھا گیا۔ نفرت کے بادل پورے کمرے میں منڈلانے لگے مگر افسوس ان بادلوں میں نمی نہیں تھی، جو اس آگ کو بجھا سکتے۔ ہر شے آگ کا لقمہ بننے لگی اور وہ اسی آگ کے بیچ و بیچ کھڑا اپنے وجود کو تراشنے کی کوشش کر رہا تھا۔ عشق میں ہوئی اس غلطی کو ڈھونڈ رہا تھا جس کی پاداش میں اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تنہائیوں کی زنجیروں میں جکڑ دیا گیا۔ اداسیوں کی بیڑیاں اس کے پاؤں میں پہنا دی گئیں۔ ہر طرف اندھیرا چھا گیا۔ یہ اندھیرا فقط کمرے تک ہی محدود نہ رہا۔ کمرے سے باہر موجود احتشام اور تاباں نے بھی ان بادلوں کی حدت محسوس کی۔ دونوں حازق کے کمرے کی طرف لپکے

''حازق۔۔ یہ دھواں کیسا؟ دروازہ کھولو حازق۔۔۔'' تاباں بے قرار تھی مگر عشق عروج پر تھا۔ نفرت کی بھٹی میں یہ عشق کندن بننے کے مراحل طے کر رہا تھا۔ آنکھوں سے گرتی بوندیں ان بدلوں کی سیاہی کو مٹانے کے لئے ناکافی تھیں۔ بھلا ایک بوند عشق کی نفرت کے شعلوں کو مٹا سکتی ہے؟ جو آگ دل میں لگتی ہے اسے عشق کی بوند نہیں بلکہ عشق کی برسات چاہئے ہوتی ہے۔ ایسی برسات، جس کی جل تھل گہرائیوں میں جا اترے۔ جس کا پانی دل میں لگی آگ کو نہ صرف بجھانے میں کامیاب ہو بلکہ وہاں چاہت کے اُن پودوں کو دوبارہ اگائے جو آگ کی ایک چنگاری نے جلا کر خاک کر دیے۔ اس بنجر زمین کو دوبارہ سرسبز کرے جس کی زرخیزی کو لہجوں کے سرد پن نے دور کر دیا۔ جس پر برسوں خشک سالی رہی۔ جس کی ندیاں صدیوں سے چاہت کے پانی سے خشک رہیں۔ ایسی جل تھل چاہیئے تھی۔

''حازق۔۔ دروازہ کھولو۔۔'' تاباں بھی اس مچھلی کی طرح بے قرار تھی، جو بن پانی کے زمین پر ہو۔ آنکھوں کا پانی بھی اس مچھلی کی جان بچانے کے لئے ناکافی تھا۔ دھواں سوراخوں سے باہر آ رہا تھا۔

''دیکھو اگر تم نے دروازہ نہیں کھولا تو میں دروازہ توڑ دوں گا۔۔'' احتشام نے دھمکی دی مگر کوئی جواب نہ آیا۔اس بار اس نے دھکے سے دروازہ توڑا تو دھویں کے بادلوں نے ان پر حملہ کئے۔ کھنکارتے ہوئے وہ حازق کو پکار رہے تھے۔

''حازق۔۔۔'' تاباں اس دھویں میں اس کا وجود دیکھنے سے قاصر تھی۔

''حازق۔۔۔'' احتشام بھی مسلسل آگے بڑھنے کی کوشش کر رہا تھا مگر آگ کے شعلے راہ میں رکاوٹ بن رہے تھے۔کچھ لمحوں بعد بادل چھٹ گئے تو چہرے واضح ہوئے۔چاند سا روشن چہرہ آج سیاہ بادلوں کی اوٹ میں سیاہ ہو چکا تھا۔

''حازق۔۔'' اس کے چہرے کو چھوتے ہوئے تاباں نے کہا تھا تو جیسے اس پتھر میں جان آگئی۔اتنی دیر سے جو مورت بنا کھڑا تھا۔تاباں کے چھوتے ہی متحرک ہو گیا

''خبر دار۔۔۔!!!جو اگر مجھے چھونے کی کوشش کی۔۔۔'' اس کے ہاتھوں کو بے دردی کے ساتھ جھٹک دیا

''حازق۔۔۔یہ کس لہجے میں بات کر رہے ہو تم۔۔اپنی۔۔۔'' احتشام نے کچھ کہنا چاہا مگر لب خاموش ہو گئے

''کیا کہا آپ نے؟اپنی کیا؟؟؟؟؟؟؟'' وہ احتشام کے مطلب کو سمجھ چکا تھا

''کچھ نہیں۔۔بس تم چلو یہاں سے۔۔کتنی آگ بھڑک رہی ہے یہاں۔۔۔'' احتشام نے اس کے ہاتھوں کو پکڑ کر باہر لے جانا چاہا مگر ایک بار پھر اس نے احتشام کے ہاتھوں کو جھٹک دیا

''اور جو آگ آپ نے میرے دل میں لگائی ہے۔۔اس کا کیا؟'' اس کی آنکھوں میں چھپے سوالوں کی انبار کو احتشام واضح طور پر دیکھ سکتا تھا۔

''حازق۔۔پہلے میری بات سنو۔۔۔'' تاباں نے کچھ کہنا چاہا تھا مگر حازق تو کچھ سننے کو تیار ہی نہیں تھا

''کیا سنوں تمہاری بات؟ بتاؤ۔۔۔کون سے عشق بازی کے چرچے ہیں جو تم مجھے سنانا چاہتی ہو؟'' استہزائیہ انداز میں اس نے کہا تھا

''نہیں حازق۔۔میری بات تو سنو۔۔'' ہاتھ بڑھانا چاہا مگر وہ کچھ سننے کا روادار ہی نہیں تھا

''کوئی بات نہیں سننی مجھے تمہاری۔۔۔ سنا تم نے۔۔۔ کوئی بات نہیں سننی مجھے۔۔۔ چلی جاؤ یہاں سے۔۔۔ چلی جاؤ۔۔۔''

چلاتے ہوئے کہا

''حازق۔۔۔'' روہانسی آواز میں اس کا نام لیا

''تم سے عشق کرنا میری سب سے بڑی غلطی تھی تاباں۔۔ سب سے بڑی غلطی اور اس سے بڑی غلطی جو میں نے کی وہ یہ تھی کہ میں نے دل کی سنی۔ آج تک میں نے ہمیشہ دل کو دماغ کی زنجیروں میں جکڑے رکھا اور ہمیشہ خوش رہا۔ کبھی کسی محرومی کا احساس نہیں ہوا۔ آج جب پہلی بار اس دل کو آزاد کیا۔ اس کی دل پکار کا جواب دیا تو اسی وقت اس دل نے مجھے رسوا کر دیا۔ میرے عشق کو ایک بار پھر محرومیوں کے دلدل میں دھنسا دیا اور یہ سب تم نے کیا تاباں۔۔ صرف تم نے۔۔۔ آج تمہاری وجہ سے میرا اس دل سے یقین اٹھ گیا۔ دل کی باتوں سے یقین اٹھ گیا۔۔'' وہ یک ٹک اسے دیکھتا جا رہا تھا

''لیکن کہتے ہیں ناں جو کچھ ہوتا ہے اچھے کے لئے ہوتا ہے۔۔'' اس نے اپنے آنسو خود ہی پونچھتے ہوئے کہا ''ان سب میں مجھے پتا چل گیا کہ دل کی سننا، اپنے آپ کو قید خانے میں ڈالنے کے مترادف ہے۔ آج کے بعد میں پھر کبھی اس دل کی نہیں سنوں گا۔ ہمیشہ دماغ کے بتائے ہوئے راستے پر چلوں گا کیونکہ دل کا بتایا ہوا راستہ ہمیشہ گہری کھائی کی طرف جاتا ہے اور کھائی بھی ایسی جس میں صرف محرومیاں اور سسکیاں ہیں۔'' یہ کہہ کر اس نے اپنا رخ پھیر لیا۔ تاباں تو جیسے بت بن چکی تھی۔ کیا چاہا تھا اور کیا پایا۔ چلی تھی خوشیاں سمیٹنے اور کہاں دامن میں کانٹے بھر لیے۔

''چلی جاؤ تم یہاں سے۔۔۔'' کسی کے قدموں کی چاپ سنائی نہیں دی تو وہ دوبارہ پلٹا اور اس بار احتشام سے مخاطب ہوا

''ڈیڈ لے جایئے آپ اپنی اس نئی نویلی دلہن کو اور مزے اڑائیں۔۔۔ اور میری پرواہ تو ذرا بھی مت کیجیے گا۔۔ میں بالکل ٹھیک ہوں، پہلے کی طرح مکھوٹا اپنے چہرے پر پہن لوں گا جو شاید دل لگی کے باعث اتر چکا تھا۔ اور ہاں اس بات کو تو اپنے دل سے بھی نکال دیجیے گا کہ میں خود کو نقصان پہنچاؤں گا۔ میں پرانے عاشقوں کی طرح نہیں جن سے محبت چھن جائے تو صحرا کی خاک چھاننے نکل پڑتے ہیں۔ میں آج کا عاشق ہوں جن سے محبت چھن بھی جائے تو انہیں کوئی غم نہیں ہوتا۔ اپنی دل لگی کا سامان تو کر ہی لوں گا میں ڈیڈ۔۔۔'' آخری جملے کی کاٹ بہت گہری تھی۔ تاباں یک ٹک حازق کو دیکھتی جا رہی تھی۔

''اب آپ مجھے ایسے کیوں دیکھ رہی ہیں مسز احتشام۔۔۔'' یہ ضرب پہلی تمام ضربوں سے زیادہ گہری تھی۔ شیریں لہجے میں وہ ایسے وار کر رہا تھا کہ اس کا وجود بری طرح چھلنی ہو گیا مگر وہ پھر بھی اس کے لفظوں کی کاٹ کر برداشت کر رہی تھی۔

''شاید آپ بھول رہی ہیں میں نے کہا تھا کہ میری زندگی میں ہر روز نئی لڑکی آتی ہے۔ آج کا دن ڈھل گیا اس لئے آج کی عاشقی بھی ڈھل گئی۔ کل کا سورج نئے دن کا پیام لے کر ابھرے گا تو میرے لئے دل لگی کا نیا سامان بھی لے آئے گا۔ کل آپ کو یہ والا حازق دیکھنا نصیب نہیں ہو گا۔ کل کا حازق آج کے حازق سے بہت مختلف ہو گا۔۔ اس لئے آپ بھی بے فکر ہو جائیں مسز احتشام۔۔ اور جا کر اپنے شوہر کی بانہوں میں آرام سے رات بسر کریں۔ اپنے شوہر کی خوشبو کو اپنے جسم کا حصہ بنائیں۔ جائیں مسز احتشام۔۔۔'' وہ طنزیہ لہجے میں اس کے دل کو چھلنی کر رہا تھا۔ ایک ایک لفظ پہاڑ سے زیادہ وزنی تھا اور وہ خاموشی سے ان لفظوں کے وزن کو برداشت کر رہی تھی۔ احتشام نے آگے بڑھ کر اسے خاموش کرانا چاہا تو تاباں نے روک دیا۔ جو ایک بار پھر حازق کے دل پر گراں گزرا۔

''شادی کے پہلے دن ہی اتنی چاہت۔۔ کہ ایک دوسرے کے اشاروں کو بخوبی سمجھا جا رہا تھا۔۔۔ بہت خوب۔۔۔ آئی ہوپ ڈیڈ۔۔ اس رشتے کا حال آپ موم اور اپنے رشتے جیسا نہ کریں۔۔۔ اس لئے جلدی جائیں اپنے روم میں۔۔ اور جا کر اپنی میرج نائیٹ انجوائے کریں۔۔'' یہ کہہ کر وہ واش روم میں چلا گیا۔ احتشام کے چہرے کے رنگ بھی متغیر ہوتے رہے۔ اندر ہی اندر سے وہ اپنے آپ کو ملامت کئے جا رہا تھا۔ آنکھوں سے آنسوؤں امڈنے کے لئے بے قرار تھے۔ رشتے کی چوٹ شاید سب چوٹوں سے زیادہ گہری تھی۔ تبھی اس کا دل بھی افسردہ تھا۔ پہلی بار اس گھر میں موجود ہر فرد کے چہرے سے مکھوٹا اترا تھا۔ غم سب کے سامنے آویزاں ہوا تھا مگر کچھ چہرے ابھی بھی مکھوٹے کے پیچھے تھے۔ جنہیں اتارنا باقی تھا۔

☆ ☆ ☆

کل کی باتیں ابھی تک اس کی سماعت میں گونج رہی تھی۔ کہنے کو تو وہ اس وقت آفس میں تھا مگر روح ابھی تک حازق کے کمرے میں موجود اس کی کڑوی مگر سچ باتوں کو سن رہی تھی۔ دونوں ہاتھوں کو چہرے پر پھیرتے ہوئے اس نے خیالوں جھٹکا

''کیا سوچا تھا اور کیا ہو گیا۔'' اس نے زیر لب کہا تبھی ایک جھٹکے سے کیبن کا دروازہ کھلا۔ احتشام نے سر اٹھا کر دیکھا تو سامنے صاحبہ موجود تھی۔ آج سے پہلے کبھی صاحبہ اس انداز میں اس کے کیبن میں داخل نہیں ہوئی مگر آج اس کا رویہ بہت جارحانہ تھا۔ چہرے پر انتہا کا غصہ۔۔ اور سنجیدگی آویزاں تھی

''صاحبہ تم۔۔۔ آؤ بیٹھو۔۔۔'' اسے دیکھ کر احتشام نے کہا

''میں یہاں بیٹھنے نہیں آئی مسٹر احتشام۔۔۔'' اس نے کراخت لہجے میں کہا۔ اس کا یہ لہجہ دیکھ کر وہ ششدر رہ گیا۔ اٹھتے ہوئے اس جا سبب جاننا چاہا

''یہ کس لہجے میں بات کر رہی ہو تم صاحبہ۔۔۔؟''

''اسی لہجے میں جس لہجے میں مجھے بہت پہلے ہی کر لینی چاہئے تھی۔۔۔'' اس نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا

''میرے خیال سے تم اس وقت بہت غصے میں۔۔ آؤ ادھر بیٹھو۔۔۔'' اٹھ کر کرسی کو کھینچا اور صاحبہ کو وہاں بٹھانا چاہا

''مجھے ہاتھ بھی مت لگایئے آپ۔۔۔ سنا آپ نے۔۔'' اس نے ایک جھٹکے سے اس کے ہاتھوں کو جھٹک دیا

''تم ہوش میں تو ہو؟ صاحبہ۔۔۔'' اس بار احتشام کو بھی غصہ آ گیا۔ اپنی توہین آخر کوئی بندہ کب تک برداشت کر سکتا ہے؟

''جی ہاں۔۔۔ میں ہوش میں ہی ہوں۔۔ بلکہ یوں کہنا بجا ہو گا کہ ہوش میں آئی ہوں۔۔ جو اتنے عرصے سے آپ نے مجھے خوابِ غفلت کی نیند سلایا ہوا تھا۔ اس نیند سے آج ہوش میں آئی ہوں۔۔۔'' سپاٹ لہجے میں کہا

''کیا مطلب ہے تمہارا؟'' آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے پوچھا

''اب بھی آپ مجھ سے پوچھ رہے ہیں۔۔۔ کیا ہوا؟'' طنز کے نشتر برساتے ہوئے کہا

''مجھے نہیں معلوم۔۔ اسی لئے تو پوچھ رہا ہوں کہ کیا ہوا ہے؟'' اس بار وہ جھلایا تھا

''تاباں۔۔۔ کیوں پھانسا تاباں کو آپ نے اپنے جال میں؟ کیا میری قربت کافی نہیں تھی آپ کے لئے؟ بتایئے۔۔ آخر کس بنا پر آپ نے اس سے نکاح کیا ہے؟'' تاباں کا نام سن کر احتشام کا غصہ کچھ شانت ہوا۔

''دیکھو صاحبہ۔۔۔ جیسا تم سمجھ رہی ہو۔۔ ویسا کچھ نہیں ہے۔۔''اس نے ہاتھوں سے اس کو پر سکون کرنے کی کوشش کی مگر وہ کہاں اطمینان سے بات کرنے والی تھی۔ جس کی بیٹی اپنے باپ کی عمر سے شادی کر لے، اس ماں کے غصے کا اندازہ بھلا کون لگا سکتا ہے۔

''جھوٹ مت بولیے۔۔۔ مسٹر احتشام۔۔۔ اگر مجھے پہلے ہی معلوم ہوتا کہ آپ میری بیٹی پر اپنی گندی نیت رکھے ہوئے ہیں تو کبھی آپ سے ملنے اکیلے نہ بھیجتی اسے۔۔۔''وہ ایک کے بعد ایک الزام لگاتی جا رہی تھی۔ سارے معاملے کا قصوروار وہ فقط احتشام کو ہی ٹھہرا رہی تھی۔

''بس صاحبہ۔۔۔ بس۔۔ اب ایک لفظ نہیں۔۔ جو دل میں آ رہا ہے۔۔ وہ کہتی جا رہی ہو۔۔ کہتی جا رہی ہو۔۔''

''جو سچ ہے وہی کہہ رہی ہوں مسٹر احتشام۔۔۔ آپ کو ذرا بھی شرم نہیں آئی اپنے جوان بیٹے کی عمر کی لڑکی سے نکاح کرتے ہوئے۔۔ کم سے کم اپنی عمر کا تو لحاظ رکھا ہوتا۔۔''ماضی کو بھول کر صاحبہ اسے ہی قصوروار ٹھہرا رہی تھی۔ جب انسان دوسروں کی غلطیاں دیکھنا شروع کر دے تو اپنی غلطیوں کو پسِ پشت ڈال دیتا ہے اور یہی اس وقت صاحبہ کر رہی تھی۔ اپنا کردار بھول کر احتشام کے کردار پر انگلی اٹھا رہی تھی۔

''مجھے کچھ کہنے سے پہلے تم بھی اپنے گریبان میں جھانک لو صاحبہ۔۔۔''احتشام کے برداشت کا پیمانہ لبریز ہو گیا تو اس نے بھی ایک طنز کیا جسے سن کر وہ ٹھٹک کر رہ گئی۔ شاید آج پہلی بار اس نے آئینہ دیکھ لیا تھا۔ جس کی خاطر وہ اپنی بیٹی سے دور ہوتی چلی گئی۔ اپنی بیٹی کو وقت نہ دے سکی۔ آج اسی نے اس پر انگلی اٹھائی

''یہاں کوئی بھی دودھ کا دھلا نہیں ہے صاحبہ۔۔۔ نہ ہی میں اور نہ ہی تم۔۔ ان سب میں جتنی میری غلطی ہے اس سے کہیں زیادہ تمہاری غلطی ہے۔''احتشام کے جواب نے اسے خاموش کروا دیا مگر یہ خاموشی صرف ایک عورت کے لبوں پر لگی تھی ماں کے نہیں۔۔

''تو ان سب میں میری بیٹی کا کیا قصور؟ اس کی زندگی کو کیوں برباد کیا آپ نے؟''اس نے گلوگیر لہجے میں پوچھا

''میں نے برباد نہیں کیا تاباں کی زندگی کو۔۔۔پہلے تو یہ بات اپنے ذہن میں اچھی طرح بٹھالو اور دوسری بات کہ۔۔۔''اس نے کچھ کہنا ہی چاہا تھا کہ صاحبہ نے مداخلت کی

''اس کے ساتھ نکاح کرنے کے بعد بھی آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ نے اس کی زندگی کو برباد نہیں کیا۔۔۔کیسے انسان ہیں آپ مسٹر احتشام۔۔۔لیکن ایک بات یاد رکھیے گا، میں اپنی بیٹی کی زندگی برباد نہیں ہونے دونگی۔۔سمجھے آپ۔۔جس حد تک جانا پڑا میں جاؤں گی۔یاد رکھیے گا۔۔''یہ کہتے ہی وہ کیبن سے باہر آگئی۔احتشام نے روکنا چاہا مگر وہ نہ رکی۔آفس نے گزرتے ہوئے کئی آوازیں اس کا مقدر بنیں

''ارے تمہیں معلوم ہے۔۔اس کی بیٹی نے سر کے ساتھ شادی کرلی۔۔''کہنے والے نے کہا

''اچھا۔۔لیکن سر کا تو پہلے اس کے ساتھ چکر نہیں تھا؟''دوسرے نے تصدیق چاہی

''بڑے لوگوں کی کیا بات ہے۔۔ماں کے ساتھ عاشقی کرتے ہیں اور بیٹی کے ساتھ راتوں کے مزے اڑاتے ہیں۔۔''یہ الفاظ اس کے دل کو چھلنی کر گئے۔جواب دینے کو ذرا ٹھہری تو سامنے لوگوں کے ہجوم کو پایا جو تمسخرانہ اسی کی طرف دیکھ رہے تھے۔آخر کس کس کا منہ بند کراتی۔خاموشی کے ساتھ وہاں سے جانے میں آفیت جانی مگر آوازیں مسلسل پیچھا کرتی رہیں۔

''بڑے لوگوں کی کیا بات ہے۔۔ماں کے ساتھ عاشقی کرتے ہیں اور بیٹی کے ساتھ راتوں کے مزے اڑاتے ہیں۔۔''آفس نے باہر تو آگئی مگر اس جملے نے پیچھا نہ چھوڑا۔آنکھوں میں آنسوؤں کی کثرت ہوگئی۔سب کچھ سامنے ہوتے ہوئے بھی کچھ دیکھائی نہ دیا۔سب کچھ مبہم سا ہوگیا۔زندگی میں پہلی بار صاحبہ کو اپنی غلطی کو احساس ہوا تھا۔آج اسے تاباں کی باتیں یاد آرہی تھیں۔وہ جلد سے جلد تاباں کے پاس پہنچ جانا چاہتی تھی مگر شاید قسمت میں کچھ اور ہی لکھا تھا۔رواں دواں سڑک پر عین بیچ و بیچ آنسو بہاتے ہوئے نہ جانے کب ایک کار کے سے جا ٹکرائیں۔۔

''تاباں۔۔۔۔۔''آخری لفظ جو فضا کی نذر ہوا وہ اسی کی بیٹی کا تھا۔ادھوری خواہشوں کو پوا کرنے کی چاہ دل میں لئے صبح ہی اس کی زندگی کی شام ہوگئی۔آنکھوں کے سامنے تاباں کے بچپن کی تصاویر محورقص ہوگئیں۔

''ارے اس کو اسپتال پہنچاؤ۔۔۔''آوازیں آرہی تھیں مگر وہ سننے سے قاصر تھی۔

''جلدی۔۔''لوگوں کے ہجوم میں بھی وہ بس ایک چہرے کی متلاشی تھی۔ابدی نیند سونے سے پہلے بس ایک بار اپنی بیٹی کو سینے سے لگانا چاہتی تھی۔اپنی بیٹی کی خوشبو محسوس کرنا چاہتی تھی۔اس کلی کو چھونا چاہتی تھی جسے اپنے ہاتھوں سے اس نے دور کر دیا مگر افسوس دیکھاوے کی چادر نے سب کچھ چھین لیا۔پہلے بیٹی۔۔۔پھر بیٹی کا آخری دیدار بھی۔ساری عمر جس بیٹی کو اپنے سے دور کئے رکھا،آخری وقت جب اس کی ضرورت پڑی تو قسمت نے اس بار بھی اسے دور کر دیا۔اس کا چھونا تو درکنار چہرہ دیکھنا بھی نصیب نہ ہوا۔دن کے اجالے میں زندگی کی شام ہوگئی۔آنسوؤں کا ایک حلقہ چہرے پر بے نام ونشان رہ گیا۔جانے والا چلا گیا مگر حسرتیں رہ گئیں۔

☆ ☆ ☆

''تاباں آخر کب تک یوں خاموش رہی گی؟آخر کبھی تو اس خاموشی کو ٹوٹنا ہی ہو گا۔۔''حفلت نے اسے سمجھانا چاہا مگر وہ تو جیسے مورت بنے بیٹھی اس کی باتوں کو سنتی جارہی تھی

''دیکھ تاباں۔۔۔جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔۔تو بھول جا سب کچھ۔۔۔''رافدہ نے بھی حفلت کی تائید کی

''بھول جاؤں۔۔۔بھول جاؤں سب کچھ۔۔۔؟؟؟کیسے بھول جاؤں؟''طنزیہ انداز میں اس نے کھوئے کھوئے انداز میں جواب دیا

''یادرکھنے سے بھی کیا حاصل ہو گا۔۔تمہیں صرف دکھ ملے گا۔۔۔اور کچھ نہیں۔۔۔وہ دیکھو حازق کی طرف۔۔۔زندگی میں کتنا آگے بڑھ گیا ہے۔ایسا لگ رہا ہے جیسے اس کچھ فرق ہی نہیں پڑا۔۔''رافدہ نے سامنے ایک طرف لان میں بیٹھے حازق کی طرف اشارہ کیا جو ایک بار پھر لڑکیوں کے حلقے میں گٹار بجارہا تھا۔اپنے سروں سے لڑکیوں کے دل جیت رہا تھا

''تم صرف اس کے ظاہر کو دیکھ رہے اور میں اس کے اندر جھانک رہی ہوں رافدہ۔۔بظاہر وہ تمہیں بہت خوش دیکھائی دے رہا ہے مگر اندر سے کتنا ٹوٹا ہوا ہے۔اس کا اندازہ تم نہیں لگا سکتیں۔۔۔''حازق کو یک ٹک دیکھتے ہوئے کہا

''بات جو بھی ہو۔۔مگر خوش تو نظر آرہا ہے ناں۔۔۔''حفلت نے بات ختم کرنا چاہی

''ایسی خوشی کا بھی کیا فائدہ جو بناوٹی ہو۔۔''طنزیہ انداز میں کہا

''تو پھر تم نے اُس سے حقیقی خوشی کیوں چھینی۔۔۔''رافدہ نے جواز جاننا چاہا

''تا کہ محرومیوں کے سمندر سے اسے نکال لاؤں۔۔۔ تم جانتے ہو۔۔ حازق کو عشق کی نہیں اپنے موم ڈیڈ کے ساتھ کی ضرورت ہے۔ اور میں صرف اسے یہی دلانے کی کوشش کر رہی ہوں۔۔ اور میرا مقصد بھی صرف یہی ہے۔۔''اس کی آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے۔

''اتنی سی بات ہے اور تم نے اتنا بڑا قدم اٹھالیا۔۔''رافدہ کو جیسے ایک شاک لگا تھا

''یہ اتنی سی بات نہیں ہے رافدہ۔۔ کسی کے پیرنٹس اگر ساتھ ہوتے ہوئے بھی ساتھ نہ ہوں تو بچوں پر کیا بیتتی ہے میں اچھی طرح جانتی ہوں۔۔''اس کی آنکھوں میں نمی ابھر آئی۔ صاحبہ کی یادیں اس کو ستانے چلی آئیں

''تو پھر تم ایک بار جا کر حازق سے بات کیوں نہیں کرتی؟''حفلت نے آگے بڑھ کر کہا

''ایک بار۔۔۔ کئی بار کوشش کی میں نے مگر وہ میری بات سننے کے لئے تیار ہی نہیں۔۔۔''حازق کو دیکھتے ہوئے حسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہ اس لئے کہ تم نے فاصلے ہی اتنے بڑھا لئے۔۔۔۔''رافدہ نے افسوس بھرے لہجے میں کہا

''میں جانتی ہوں۔۔۔ ''

''تو پھر کیا ان فاصلوں کو یونہی قائم رکھنے کا ارادہ ہے یا پھر کم بھی کرو گی؟''رافدہ نے پوچھا

''بس ایک بار وہ کام پورا ہو جائے پھر سب کچھ دیکھنا ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ سب کچھ۔۔''اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری تھی۔

☆ ☆ ☆

''اس کی کیا ضرورت تھی؟''پریٹی نے پوچھا

''کیوں ضرورت نہیں تھی۔۔ اس بہانے مجھے تمہارے ساتھ کچھ پل ساتھ رہنے کو مل جانے تھے۔۔ بس اس لئے ضرورت تھی۔''امید نے بھی سچ سے کام لیا

''بڑے ہی صاف گوئی سے کام لیتے ہو۔۔۔''پریٹی نے شوخ لہجے میں استفسار کیا

''صاف گو بھی ہوں اور رومینٹک بھی۔۔۔''اس نے نچلے ہونٹ دانتوں سے کاٹتے ہوئے کہا

''وہ تو صاف نظر آرہا ہے۔۔۔کوئی اور بات کرو۔۔۔''ہنستے ہوئے بات بدلی

''اور کچھ بات ہی نہیں میرے پاس۔۔۔اگر تمہارے پاس ہے تو تم ہی کر لو۔۔۔''اس نے حسرت کے ساتھ ایک گہری سانس لی

''اب یہ حسرت بھری سانس کس لئے۔۔۔؟ہوں۔۔''بھنویں اچکاتے ہوئے جواز پوچھا

''اب تم سانسوں کو بھی سمجھنے لگ گئی میری۔۔۔اس کا مطلب ہے قربتیں بڑھ رہی ہیں۔۔''شوخ لہجے میں اس نے پریٹی کے ہاتھوں کو تھاما۔

''تم بھی ناں۔۔امید۔۔۔ویسے ایک بات بتاؤ گے مجھے؟''ایک لمحے خاموشی کے بعد کہا

''ہاں پوچھو۔۔سویٹ ہارٹ۔۔''اس نے اس کے ہاتھوں پر بوسہ دیا

''آفرین کے بارے میں کیا سوچا ہے تم نے؟''

''مطلب؟ ''

''دیکھو امید۔۔۔جب اسے میرے اور تمہارے بارے میں معلوم ہو گا تب؟''اس نے تشویش کا اظہار کیا

''تم اس کی فکر نہ کرو۔۔آفرین کو کبھی کچھ معلوم نہیں ہو گا۔۔اور ویسے بھی وہ تو پہلے ہی شادی شدہ ہیں۔۔اور میرے ساتھ تو جسٹ ٹائم سپینڈ کر رہی ہیں۔۔''امید نے ایساری ایکٹ کیا جیسے اسے کچھ فرق ہی نہ پڑتا ہو

''لیکن پھر بھی۔۔۔تمہیں اسے اندھیرے میں نہیں رکھنا چاہئے۔۔''پریٹی نے افسوس بھرے لہجے میں کہا

''اندھیرے میں نہیں رکھ رہا میں۔۔۔تم بے فکر رہو۔۔۔اور ویسے بھی آفرین میرے پاس ہوتے ہوئے بھی مجھ سے دور دور رہتی ہے۔جب بھی پاس جانے کی کوشش کرتا ہوں تو کوئی نہ کوئی بہانہ کر لیتی ہیں۔۔اب بھلا میری بھی خواہشیں ہیں کچھ۔۔۔

اب انہیں تو نہیں مار سکتا میں۔۔ ہاں یہ سچ ہے کہ مجھے پیسوں کے لئے ان کی ضرورت ہے لیکن پریٹی پیسوں سے ہر خواہش پوری تو نہیں ہو سکتی۔۔۔'' امید کی باتیں سن کر خاموش ہو گئی

''دیکھو۔۔۔ تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔ آفرین کو کچھ بھی معلوم نہیں ہو گا۔ جب بھی انہیں میری ضرورت ہو گی، مجھے اپنے پاس پائیں گی۔۔ تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہو گا؟''شوخ لہجے میں پوچھا

''اب بھلا مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟''شانے اچکاتے ہوئے پریٹی نے کہا

''تو اس کا مطلب تم مجھے سب کے ساتھ شئیر کر سکتی ہو۔۔''بھنویں اچکاتے ہوئے کہا

''جسٹ شیٹ اپ یار۔۔''گردن جھٹکتے ہوئے کہا

''اچھا چھوڑو مجھے یہ بتاؤ کہ میرے ساتھ چل رہی ہو پھر۔۔۔''امید نے یک دم موضوع تبدیل کیا

''کہاں؟''یکدم اس سوال پر وہ ششدر رہ گئی

''بھئی۔۔۔ ہنی مون پر۔۔''اس بات پر اس کے چہرے پر ہلکی سی سرخی چھا گئی

''اب میں اور نہیں دور رہ سکتا تم سے۔۔''اس نے ہاتھوں کو تھام کر چوما اور اپنی باتوں کے تسلسل کو آگے بڑھایا

☆ ☆ ☆

ٹی وی لاؤنج میں بیٹھی تاباں اپنی ہی سوچ میں غرق تھی۔ تبھی آفرین گھر میں داخل ہوئی۔ جو اس کے وجود کو نظر انداز کرتے ہوئے آگے بڑھ گئی۔

''آفرین جی۔۔ مجھے آپ سے ایک بات کرنی ہے''تاباں نے صوفے سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا

''لیکن مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی۔۔۔ سمجھی تم۔۔''آفرین کے لہجے میں شامل نفرت کی آمیزش کو اچھی طرح سمجھ سکتی تھی

''میں جانتی ہوں کہ آپ مجھ سے کیوں نہیں بات کرنا چاہتی لیکن میں پھر بھی آپ سے بات کرنا چاہوں گی۔۔''وہ اپنی بات پر قائم رہی

''کتنی ڈھیٹ ہوناں تم۔۔پہلے تم نے میرے بیٹے کی زندگی کو برباد کیا اور پھر میرے ش۔۔۔''وہ کچھ کہتے کہتے رک گئی۔

''کیا کہا آپ نے میرے؟؟؟''تاباں کو ایسا لگا جیسے اس کی محنت رنگ لانے لگی ہے۔

''جسٹ شیٹ اپ۔۔۔''اس نے وہاں سے جانا چاہا مگر تاباں نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا

''دیکھیے آفرین جی۔۔۔میں یہاں آپ کے اور مسٹر احتشام کے درمیان فاصلے بڑھانے نہیں بلکہ فاصلے مٹانے آئی ہوں۔۔''تاباں نے حقیقت سے آشکار کرنا چاہا

''کیا کہا تم نے۔۔۔فاصلے کم کرنے۔۔۔کون سے فاصلے کم کرنے کی بات کر رہی ہو تم؟فاصلے وہاں کم ہوتے ہیں جہاں قرابت ہو۔۔میرے اور احتشام کے درمیان تو کبھی قرابت نے جنم ہی نہیں لیا اور پھر اگر پھر میں ایک لحاظ سے مان بھی لوں کہ تم ہمارے درمیان کے فاصلے مٹانے آئی ہو تو کیا ایسے فاصلے مٹائے جاتے ہیں؟کباب میں ہڈی بن کر نفرت تو پھیلائی جا سکتی ہے مگر محبت نہیں تاباں۔۔''اس کے لحاظ میں انتہا کی سنجیدگی تھی

''بالکل۔۔آپ نے بالکل صحیح کہا لیکن میری بات تو سنیں آپ۔۔۔''اس نے آفرین کی باتوں کی تائید کرتے ہوئے اپنی بات کہنے کی کوشش کی مگر آفرین نے ایک پھر مداخلت کی

''کیا کہو گی تم؟کیا کہنا چاہتی ہو؟یہی کہ تم نے یہ سب ناٹک صرف ہمیں ملانے کے لئے کیا ہے؟''طنزیہ انداز میں آفرین نے کہا تو تاباں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''جھوٹ کم بولو تاباں۔۔۔انسان کو جھوٹ بھی ایسا بولنا چاہئے کہ اگلا یقین بھی کر سکے۔تم تو وہ بات کہہ رہی ہو جس کا نہ سر ہے نہ پاؤں۔احتشام نے میرے سامنے کہا ہے کہ انہوں نے تمہارے ساتھ نکاح کیا ہے۔۔''

''اس کا مطلب ہے کہ آپ کو مسٹر احتشام کی ہر بات پر یقین ہے۔۔''تاباں نے تصدیق چاہی تھی

''ہاں۔۔خود سے بھی زیادہ یقین ہے مجھے احتشام پر۔۔وہ مجھ سے کبھی جھوٹ نہیں بول سکتے۔۔۔کبھی نہیں۔۔۔سنا تم نے۔۔''یہ سن کر تاباں کے چہرے پر ہلکی سی مسکراٹ ابھری۔جسے آفرین سمجھ نہ سکی۔

''تم پاگل ہو گیا؟''اس کی مسکراہٹ کا جواز جاننا چاہا

''ایسا ہی سمجھ لیں۔۔۔''یہ کہہ کر وہ اپنے کمرے میں گئی جہاں احتشام پہلے ہی نیم دراز لیٹے تھے

''آپ کب آئے آفس سے؟اور اگر آپ یہاں ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ آپ نے میری اور آفرین جی کی ساری باتیں بھی سن لیں؟''اس نے ایک ساتھ کئی سوال پوچھ ڈالے۔احتشام آہستہ سے اٹھ بیٹھا اور سب کا جواب اثبات میں سر ہلاتے ہوئے دیا۔

''پھر تو اور بھی اچھا ہوا۔۔۔اب دیکھنا سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا''تاباں نے پر جوش انداز میں کہا تو احتشام ایک لمحے کے لئے ششدر رہ گئے۔انہوں نے استفہامیہ انداز میں تاباں کے چہرے کی طرف دیکھا

''سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا مگر کیسے؟''

''ہنی مون پر جا کر۔۔۔''

''ہنی مون۔۔۔''لفظ ہنی مون کا سن کر احتشام کو ایک جھٹکا لگا تھا۔وہ جھلاتے ہوئے کھڑے ہوئے

''تم جانتی بھی ہو کیا کہہ رہی ہو۔۔شاید تم بھول رہی ہو، ہمارے درمیان ایسا کوئی تعلق نہیں ہے۔سمجھی تم اور یہ کھیل جو سب کے سامنے کھیل رہے ہیں وہ سب تمہارا بنایا ہوا پلان ہے۔۔ہم نے کوئی شادی وادی نہیں کی ہے جو تم ہنی مون تک پہنچ گئی ہو۔۔''ایک لفظ پر ہی انہوں نے ساری سچائی سے اسے آگاہ کیا۔

''مجھے اچھی طرح معلوم ہے لیکن آپ کو بس آخری بار میرا ساتھ دینا ہو گا۔۔دیکھنا ان سب کے بعد سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔یقین مانیے۔۔۔''پاس کر انہیں سمجھانا چاہا

''لیکن۔۔۔''اس بار وہ کوئی خطرہ مول لینا نہیں چاہتے تھے۔پہلے بھی وہ ایک جھوٹ کا خمیازہ بھگت چکے تھے، صاحبہ کو کھو کر۔۔اب وہ کسی اور کو کھونے کی ہمت نہیں رکھتے تھے۔

''لیکن ویکن چھوڑیے۔۔بس یقین جانیں۔۔۔اس بار آفرین جی اور آپ کے درمیان جتنے بھی فاصلے ہیں سب مٹ جائیں گے۔۔آپ پہلے کی طرح اپنی زندگی کو ایک بار پھر سے شروع کر سکیں گے''احتشام کے ہاتھوں کو تھامتے ہوئے کہا

''تمہیں جو ٹھیک لگے وہ کرو لیکن پلیز۔۔۔اس بار میں کسی کو کھونے کا حوصلہ نہیں رکھتا۔۔۔میں تھک چکا ہوں اب زندگی سے کچھ آرام کرنا چاہتا ہوں۔۔۔''اس بار اس کے لہجے میں جیسے برسوں کی تھکاوٹ تھی۔آواز بھی بیٹھ چکی تھی۔دل بھر افسردہ تھا۔جیسے روز روز بناوٹی انداز اپناتے ہوئے تھک چکا ہو۔

''یقین رکھیے۔۔اب کچھ غلط نہیں ہو گا۔۔۔''کچھ سوچتے ہوئے اس نے اثبات میں سر ہلا دیا

☆ ☆ ☆

''ویسے آپ کو مسٹر احتشام نے بتایا کہ ہم ہنی مون پر جا رہے ہیں۔۔''یہ سن کر آفرین کے ہاتھ وہیں منجمد ہو گئے۔کافی بنانے کے لئے جو ہاتھ پہلے تیزی سے متحرک تھے،یکدم بے جان سے ہو گئے۔ایسا لگا جیسے کسی نے ان سے جان نکال دی ہو۔

''یہ تم مجھے کیوں بتا رہی ہو؟کڑوا گھونٹ پیتے ہوئے بے نیازی اپنانا چاہی مگر جب وار دل پر ہوا ہو تو لہجے تو تبدیل ہو ہی جاتے ہیں۔

''بس ویسے ہی۔۔میں تو سمجھی تھی شاید مسٹر احتشام نے آپ کو سب کچھ بتا دیا ہو۔ویسے آج رات کی ٹکٹ بھی ہماری کنفرم ہو چکی ہے۔۔''بات کرتے ہوئے تاباں اس کے انداز کو بغور دیکھ رہی تھی۔جو ہر لمحہ بدلتا جا رہا تھا۔دل میں چھپے جذبات امڈنے کو بے تاب تھے مگر ایک اوٹ تھی جس کا وہ سہارا لئے ہوئے تھے۔

''میری بلا سے تم اُن کے ساتھ کسی ہنی مون پر جاؤ یا کسی بزنس ٹرپ پر۔۔تم اُن کی بیوی ہو۔۔۔جہاں چاہیں جا سکتی ہو تم اُن کے ساتھ۔۔اور پلیز یوں ہر بات کا تذکرہ مجھ سے مت کیا کرو۔۔۔''پلٹ کر سپاٹ لہجے میں جواب دیا

''اگر آپ کو برا لگا تو سوری۔۔''یہ کہہ کر خاموشی کے ایک طویل وقفے نے دونوں کو آن گھیرا

''ویسے آپ دونوں کہاں گئے تھے اپنے ہنی مون پر۔۔۔''اس نے بڑے ہی انداز سے پوچھا تھا۔تاباں کے اس سوال پر جیسے وہ یادوں کے سمندر میں غرق ہو گئی۔کئی یادیں تسلسل کے ساتھ آگے پیچھے آتی جا رہی تھیں مگر کوئی لمحہ بھی پیار بھرا مسٹر

احتشام کے ساتھ ان یادوں کی بیڑیوں میں شامل نہیں تھا۔ یادوں کی ایسی ٹرین رواں تھی جس میں خوشیوں نے مسافر بن کر بیٹھنے کی جرات ہی نہیں کی۔ بس تنہائی تھی، اور اکیلا پن جو اس ٹرین میں سوار تھے۔ آنکھوں سے ایک آنسو نے گرنے کی کوشش کی مگر آفرین نے انگلی کے پوروں سے پونچھتے ہوئے کراخت لہجے میں گویا ہوا

''وہ میرا اور احتشام کا معاملہ ہے۔۔ تم کون ہوتی ہو ہمارے معاملے میں آنے والی؟'' یہ سن کر تاباں کے چہرے پر اگرچہ تاسف رہا مگر دل میں ایک خوشی نے جنم لیا۔ جس احساس کو جگانے وہ یہاں آئی تھی شاید کسی حد تک کامیاب ہو چکی تھی۔ جو کھیل وہ اتنے دن سے کھیل رہی تھی، کسی حد تک رزلٹ حاصل کر چکی تھی۔

''میری ریکوسٹ ہے تم سے۔۔ پلیز یہاں سے چلی جاؤ۔۔۔ مجھے کافی بنانی ہے اور پھر اس کے بعد کسی کام سے باہر بھی جانا ہے۔۔ سو پلیز تم یہاں سے چلی جاؤ۔۔۔'' آواز کو بڑے ہی دھیان سے ادا کیا۔ اپنے جذبات کو ان الفاظ پر حاوی نہ ہونے دیا۔

''او کے۔۔'' جس احساس کو جگانے کی وہ کوشش کر رہی تھی، ہو تو بیدار ہو چکا تھا بس اب اپنا اگلا داؤ چلنا باقی تھی۔ جس کے بعد وہ ہر لحاظ سے کامیاب ہو جائے گی۔ حازق اور اپنے رشتے کو ایک بار پھر سے جوڑ کر نئی یادیں سمیٹ سکے گی۔ تاباں کے جانے کے بعد آفرین نے پلٹ کر دیکھا تو آنکھوں سے جیسے جھری ٹپکنے لگی۔ یکے بعد دیگرے آنسو بہتے چلے گئے۔ کیا مقصد تھا ان کے بہنے کا؟ آخر کیوں بہہ رہے تھے یہ آنسو؟ وہ خود انجان تھی؟

''کیوں؟'' وہ جواب چاہتی تھی مگر جواب تو خود اس کے پاس تھا۔ مگر انجان بننے کی بھی حد ہوتی ہے۔ اپنے آنسوؤں کو خود ہی پونچھتے ہوئے اس نے کپ کو شیلف پر رکھا اور فریج سے ایک بوتل نکال کر پانی پیا۔ شیلف سے ٹیک لگا کر اس نے ایک گہرا سانس لیتے ہوئے کچھ سوچا تھا۔

☆ ☆ ☆

پھول کلیوں سا، من یہ کھلا

تم سے مل کے میں خود سے ملا

یوں لگے کہ نیا ہے سفر

ہاں پرانا پر سلسلہ

میرا ارماں ہو میرا جنوں

چل پروں تو میں پھر نہ رکوں

تیرے پہلو میں آئے سکوں

یادوں کی بھی ایک حد ہوتی ہے مگر جب یادیں حدیں پار کر جائیں تو ایک نہ رکنے والا تسلسل بن جاتا ہے۔ انہی یادوں کے تسلسل میں پہلی بار اس نے جام کو ہاتھ لگایا تھا۔ عشق میں ابھرنے والے جذبات کو دبانے کی خاطر وہ آج اسی شے کا سہارا لے رہا تھا۔ جس شے کو پی کر لوگ اس دنیا کو بھول جاتے ہیں مگر اس کے ساتھ ایسا کچھ نہ ہوا۔ یادوں کا بھنور تیزی سے اس پر حملہ آور ہو رہا تھا۔ ایک کے بعد ایک جام پی لیا مگر تاباں کی یادوں نے پیچھا نہ چھوڑا۔ کبھی بانہوں کی خوشبو، تو کبھی دلفریب مسکراہٹ اس کی آنکھوں کے سامنے تھی۔ شراب کے نشے میں بھی وہ اسے اپنے پاس محسوس کر سکتا تھا۔ سامنے ڈائس پر بیٹھے ہوئے وہ آج بھی اتنی ہی خوبصورت دیکھائی دے رہی تھی۔ ہلکے نیلے رنگ کے ڈریس میں۔۔۔وہ کھلی زلفیں آج بھی مسکرا رہی تھی۔ اپنے ہاتھوں سے بالوں کی لٹوں کو کان کے پیچھے اڑستے ہوئے اس کی جانب یک ٹک دیکھتی جا رہی تھی۔ خود بھی وہ سفید پینٹ کوٹ میں ملبوس تھا۔ ہاتھوں میں جام کا گلاس لئے وہ لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ اس کے پاس گیا۔

آنکھیں یک ٹک اسے ہی دیکھتی جا رہی تھیں۔ شراب کا نشہ اس پر اس قدر حاوی تھا کہ وہ دو قدم بھی صحیح سے نہ چل سکا۔ دو قدموں کا فاصلہ دس قدموں میں طے کیا۔ نشے نے اگرچہ دماغ کو مفلوج کر دیا مگر جذبات کو آزادی کا پروانہ دے دیا۔ وہ آگے بڑھتا ہے اپنے گلشن کی طرف۔ اپنی محبت کی طرف۔ پہلے پہل تو وہ صرف اس کا عشق تھا مگر اب یہ عشق جنون بن چکا تھا اور اب یہ جنون سر چڑھ کر بول رہا تھا۔ اس کے پاس جا کر بیٹھ کر اپنا حالِ دل سنانے لگا

"تاباں۔۔ تم نے۔۔۔۔۔ مم میرے۔۔۔۔۔۔۔ سس ساتھ۔۔۔ اچھا۔۔۔ نن نہیں۔۔۔۔ کیا۔۔" نشے نے الفاظ کو بھی چھین لیا۔ سر پر لگاتار ضرب ہوتی رہی مگر اس نے تو آج اپنا حال دل بیان کرنا ہی تھا۔ آنکھوں میں نمی تھی۔ ہونٹوں پر شراب کے قطرے۔۔۔ جسے دیکھ کر کوئی بھی اس کے حسن کا دلدہ ہو سکتا تھا۔ مہتاب سے چمکتے چہرے پر یہ قطرے دیکھ کر کوئی بھی پینے کے بے تاب ہو سکتا تھا۔

''میں نے تو تمہیں دل سے چاہا تھا اور تم نے۔۔۔ میرے ساتھ ہی دغا کیا۔ مجھے چھوڑ کر کسی اور سے۔۔۔۔ چھی۔۔۔ اُس دن تو میں نے تم سے کچھ نہیں پوچھا مگر آج پوچھتا ہوں تم نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا؟۔۔۔ کیوں تاباں کیوں۔۔۔'' نشے میں وہ صحیح سے چہرہ دیکھنے سے بھی قاصر تھا مگر سامنے موجود وجود بھی خاموش تھا۔ جواب میں ایک لفظ بھی نہیں بولا۔ حازق نے ایک بار پھر جام کا ایک گھونٹ پیا تو کچھ قطرے اس کی ٹھوڑی پر چمکنے لگے۔ لائٹوں کی رنگینوں نے انہیں دھنک کی مثل بنا دیا۔ ساتوں رنگ منعکس ہونے لگے۔ خماری میں اس کا حسن اور بھی جادو بکھیرنے لگا۔ دیکھنے والا ایک نظر میں ہی فریفتہ ہو جائے۔

''تم جانتی ہو تاباں۔۔ جب میں نے پہلی بار تمہیں دیکھا تھا اسی وقت اپنا دل ہار بیٹھا تھا۔ تمہیں دیکھ کر ایسا محسوس ہوا تھا جیسے میں خود کو دیکھ رہا ہوں۔ ایک تسلسل، ایک انجانہ سا احساس مجھے تمہاری طرف کھینچتا ہی چلا گیا۔ میں نے اپنے آپ کو روکنے کی کئی بار کوشش کی مگر نہ روک سکا۔۔۔ اور۔۔۔ اور تم س عشق کر بیٹھا۔۔۔'' ایک بار پھر اس نے جام کا گلاس ہونٹوں سے لگایا تو نشے نے اس کے دماغ کو پوری طرح مفلوج کر دیا۔ ہاتھوں کی گرفت کمزور ہو گئی۔ گلاس چھوٹ کر نیچے گر گیا۔ کرچیاں ایسے بکھری جیسے اس کا دل بکھرا تھا۔ اس نے نیچے دیکھا تو ایسا محسوس ہوا جیسے دل ٹوٹ کر بکھر چکا ہو

''دیکھو تاباں۔۔ میرا دل بھی بالکل ایسے ہی بکھر چکا ہوں۔۔ جسے اب میں سمیٹنا چاہتا ہوں۔۔'' نشے میں جیسے ہی جھکا تو کسی کے ہاتھوں نے اسے سہارا دیا۔اس کے سینے پر کسی کے ہاتھ اس کے گرنے سے بچا رہے تھے۔ ''اب بچا کر کیا کرو گی جب بچانے کا وقت تھا تب تو تم نے مجھے اندھے کنویں میں پھینک دیا اور اب کیوں بچا رہی ہو مجھے۔۔۔'' وہ خماری میں کہتا جا رہا تھا۔ نظریں اٹھانے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا مگر نشے نے اس کی عقل کو زائل کر دیا۔ اس کے حواس کو چھین لیا۔

''چھوڑو مجھے۔۔'' ہاتھوں کو جھٹکتے ہوئے اس نے کراخت لہجے میں کہنا چاہا اور اپنے قدموں پر کھڑے ہونے کی کوشش کی مگر ایک بار پھر اس کے قدم ڈگمگا گئے۔ وہ گرنے ہی والا تھا کسی لڑکی نے اسے بچا لیا۔ حازق کسی لڑکے کے کندھے سے جا گرا۔

''سنبھال کر۔۔۔'' اس لڑکی نے اس کی پشت پر ہاتھ رکھنا چاہا مگر اس کا وجود مسلسل جنبش میں تھا۔ کوٹ کے باہر سے ہاتھ رکھنے کی بجائے اس کا ہاتھ حازق کے کوٹ میں چلا گیا۔ حازق کے جسم کی حدت اس لڑکی کو فریفتہ کر گئی۔ وہ مسلسل اسے تھپتھپانے

لگی۔ حازق کو بھی کسی اپنے کا احساس ہوا۔ ایسا لگا جیسے تاباں نے اسے گلے لگایا ہو۔ اس نے بھی اپنا ہاتھ اس کی پشت پر ٹکا دیا اور اپنا پورا وزن اس کے کندھے پر ڈال دیا۔ آنکھیں بند کر کے بڑبڑانے لگا

''ایسا ہی سکون چاہتا ہوں میں تاباں۔۔۔ تمہارے پہلو کا سکون۔۔ جہاں غم دنیا کی آمیزش نہ ہو۔۔۔ جہاں دکھاوے کا کوئی عنصر شامل نہ ہو۔۔ اور ایسا سکون صرف تم ہی مجھے دے سکتی ہو۔۔ صرف تم ہی۔۔۔'' یہ کہتے ہوئے کب میں اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ وہ وجود اس کو سہارا دیتا رہا۔

☆ ☆ ☆

تاباں کی باتوں نے آفرین کو بہت ڈسٹرب کیا۔ احتشام کا چہرہ بار بار اس کی آنکھوں کے سامنے آ رہا تھا۔ سارا دن تاباں کو تیاری کرتا دیکھ کر اس کا خون جلتا رہا۔ جسم اگرچہ صوفے پر بے جان مورت کی طرح براجمان رہا مگر اندر سے روح گھائل ہوتی رہی۔ دل نے کہا اٹھ کر تاباں کو یہ سب کچھ کرنے سے روک دے مگر ہمت کہاں سے لاتی۔ آنسو پیتی رہی۔ تاباں بھی یہ سب کچھ سمجھ رہی تھی۔ اسی لئے ضرب پر ضرب لگاتی رہی۔ روح کو مزید گھائل کرتی رہی۔ وہ جانتی کہ روح کو جتنا زخمی کیا جائے وہ اتنا ہی درد سے کراہتی ہے اور جب خاموشی ٹوٹتی ہے تو ایک طوفان برپا کرتی ہے اور وہ اسی طوفان کو جگانا چاہتی تھی۔ اسی لئے یکے بعد دیگرے وار کر رہی تھی۔ کبھی اس کے سامنے آ کر کپڑے پریس کرتی تو کبھی احتشام کے سوٹ بکھیر کر اس کی چوائس کے بارے میں دریافت کرتی۔

''آپ ہی کچھ بتائیں۔۔ انہیں کیا پسند ہے؟ مجھے تو کچھ بھی معلوم نہیں۔۔۔'' حسرت کے ساتھ سوٹوں کو دیکھتے ہوئے وہ پوچھ رہی تھی مگر آفرین کی خاموش نگاہیں بھی معنی رکھتی تھیں۔ اس کی ایک نظر تاباں کو خاموش کرا دیتی مگر وہ باز نہ آتی۔ کچھ لمحوں کے بعد دوبارہ اس کے پاس آ جاتی۔ وہ ان سب سے تنگ آ چکی تھی۔ احتشام کے آنے کا بھی وقت ہو چکا تھا۔ اس نے گھڑی پر نگاہ دوڑائی تو رات کے آٹھ بج رہے تھے۔

''ہماری فلائیٹ گیارہ بجے کی ہے۔۔'' ایک گونج سنائی دی تو وہ ہڑبڑاتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

''کہاں چل دیں آپ۔۔'' تاباں نے اس کے چہرے کے ری ایکشن کو بھانپتے ہوئے کہا

''جہاں بھی جاؤں۔۔۔ تم کون ہوتی ہو پوچھنے والی۔۔۔؟؟'' جھلاتے ہوئے کہا اور اس کے دھکیلتے ہوئے وہاں سے چل دی۔

''بس اسی جنون کو جگانا چاہتی تھی میں۔۔'' اس نے زیرلب کہا

''کیوں احتشام؟ کیوں؟'' وہ روتے ہوئے سڑک پر پیدل دوڑتی چلی جارہی تھی۔ رات کے اندھیرے میں کوئی اس کے آنسو پونچھنے والا نہیں تھا۔ کوئی اس کو سہارا دینے والا نہیں تھا۔ کوئی اس کے دل کا حال سمجھنے والا نہیں تھا۔ آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہتے جارہے تھے۔ اس نے اردگرد نظر دوڑائی تو لوگوں کا ہجوم پایا مگر اس لوگوں کے ہجوم میں کوئی بھی اپنا نظر نہ آیا۔ سب چہرے ایک سے تھے مگر کوئی بھی اپنا موجود نہیں تھا۔ وہ اپنا جس کو وہ دل سے اپنا کہہ سکے۔ جس کے کندھے پر سر رکھ کر دو آنسو بہا سکے۔ اپنا حال دل سنا سکے۔ اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر سکے۔۔ وہ دیکھتی رہی۔۔۔ انجان چہروں کو۔۔۔ تراشنے کی کوشش کرتی رہی ان ناشناسا چہروں میں اپنے شناسا چہرے کو۔ تبھی اسے ایک امید کی کرن نظر آئی۔ دماغ میں امید کی جھلک نظر آئی۔ وہ امید جس کے سہارے وہ جی رہی تھی۔ چہرے پر ہلکی سی تبسم ابھر آئی

''امید۔۔'' وہ بڑبڑائی

''ہاں۔۔ مجھے امید کے پاس جانا چاہیئے۔۔'' اس نے اپنے آنسو پونچھے اور ڈگمگاتے قدموں کو سنبھالنے کی کوشش کی

''اس وقت صرف امید ہی ہے سو شخص جو مجھے سمجھ سکتا۔۔۔ میرے غم کو ہلکا کر سکتا ہے۔ مجھے اس سے بات کرنی چاہیئے۔۔'' اس نے ہاتھ اپنے بازو پر رکھا تو وہاں کوئی شے نہ پائی۔

''میں تو اپنا بیگ ہی گھر بھول آئی۔۔'' اس نے شکست خوردہ شخص کی طرح اپنا ہاتھ سر پر مارا۔ دل رونے کے لئے بے تاب تھا۔ اس کو کوئی ساتھی چاہیئے تھا اور وقت تھا کہ اس کا امتحان ہی لیتا جارہا تھا

''اب امید کو کیسے فون کروں؟'' وہ سوچ رہی تھی مگر جواب ناوارد تھا۔ نظروں کو گھمایا تو نظر ایک دکان پر رکھے فون پر جا ٹھہری۔ قدموں نے آگے بڑھنا چاہا مگر ایک بار پھر ندامت کا منہ دیکھنا پڑا

''پیسے۔۔۔'' وہ تو سب کچھ گھر بھول آئی تھی۔

''پیسوں کی بنا کیسے کروں گی فون میں،۔۔۔۔'' وہ سوچتی جا رہی تھی مگر جب دل ٹوٹا ہوا ہو تو سوجھ بوجھ کی صلاحیت تو جیسے مفلوج ہو کر رہ جاتی ہے۔ اس کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا۔ وہ کچھ سوچنے اور سمجھنے کے قابل نہیں تھی۔ تبھی اس کے دل میں ایک خیال آیا

''مجھے خود اس کے ہاسٹل جانا چاہیئے۔۔'' وہ فیصلہ کر چکی تھی

''ہاں۔۔۔۔ مجھے خود جانا چاہیئے۔۔۔ وہ ضرور سمجھے گا مجھے۔۔'' اس نے اپنے قدم رات کے اندھیرے میں امید کے ہاسٹل کی طرف بڑھانے شروع کیے۔ اپنے حلیے کی ذرا پرواہ نہ کی۔ بکھرے بال۔۔۔ تو اداس چہرہ۔۔ آنکھوں سے آنسوؤں کی ایک بہتی ندیا۔۔۔ دل غم سے لبریز مگر امید کی ایک کرن۔۔۔ وہ چلتی جا رہی تھی۔ اپنے امید سے ملنے۔۔۔ نہ جانے کیوں اسے یقین تھا کہ وہ امید کے ساتھ کچھ وقت گزار کر سب کچھ بھول جائے گی۔ اس کے پہلو میں سر رکھ کر اس کی بانہوں کی خوشبو میں کھو کر وہ ایک پل کے لئے خود کو بھی فراموش کر دے گی۔ بس یہی خیال لئے وہ چلتی جا رہی تھی۔ سب راستے اس کے آگے ایک سے دیکھائی دے رہے تھے۔ یوں تو وہ کئی بار امید کے ہاسٹل گئی تھی مگر نہ جانے کیوں آج اس وہ سب کچھ بھول چکی تھی۔ راستوں سے شناسائی کھو چکی تھی بس منزل سامنے تھی۔ جس کو دیکھتے ہوئے وہ چل رہی تھی۔ شاید قدموں کا ساتھ نبھا دیا یا پھر قسمت مہربان ہو گئی کہ وہ امید کے ہاسٹل پہنچ گئی۔ باہر سے ہی اس کے چہرے پر ایک کسک ابھری تھی۔ غم کی شدت سے ایک بار پھر آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔

''میں آرہی ہوں امید۔۔ آرہی ہوں۔۔'' قدم بڑھتے گئے اور فاصلے مٹتے گئے۔ شاید آج سارے فاصلے مٹ ہی جانے تھے۔

☆ ☆ ☆

جب سے تاباں نے اُس گھر میں قدم رکھا، حازق نے بھی اپنے گھر میں آنا جانا کم کر دیا۔ وہ زیادہ تر اپنے فارم ہاؤس میں ہی قیام کرتا اور اس بات کا علم اس کے تمام دوستوں کو بھی تھا۔ تاباں بھی خاموش رہی۔ کچھ دن کی دوری کو فقط اسی کے لئے برداشت کیا۔ آج بھی جب وہ شراب کے نشے میں مدہوش تھا، تو وہ لڑکی جس کے کندھے پر یہ بے ہوش ہوا تھا۔ اسے سہارا دیتے ہوئے اپنی کار تک لے آئی۔

''سنبھال کر حازق۔۔'' وہ اسے حوصلہ دیتی جا رہی تھی۔ مگر وہ تو جیسے اس کے الفاظ کو سننے سے بھی قاصر تھا مگر وہ اپنا فرض نبھا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ کے ساتھ اسے بٹھا کر خود کار ڈرائیو کی اور اسے فارم ہاؤس کی طرف لے گئی۔ کار ڈرائیو کرتے ہوئے

اس نے کئی بار حازق کے چہرے کی طرف دیکھا تو چاند کو ڈوبا ہوا پایا۔ وائیٹ پینٹ کوٹ میں وہ بہت وجیہہ لگ رہا تھا۔ نیم مدہم کار کی روشنی بھی اسکے چہرے کے حسن کو دوبالا کر رہی تھی۔ اُس کی اگر ایک نظر راستے پر تھی تو دوسری نظر حازق کے پرکشش چہرے پر۔ جب حسن سامنے ہو اور راستے ہموار ہوں تو دل کا بس میں رہنا ممکن نہیں ہوتا۔ لاکھ کوشش کی مگر وہ اپنے آپ کو نہ روک سکی۔ اپنے بائیں ہاتھ کو اس کے چہرے پر پھیرا تو ایسا گمان ہوا جیسے کسی نرم و ملائم ریشمی کپڑے کو چھو رہی ہو۔ اس کے چھونے سے جیسے اس کے جسم میں جان آگئی۔ وہ ایک لمحے کے لئے متحرک ہوا۔ جس وہ وہ چونک گئی۔ اپنا ہاتھ پیچھے کرنا چاہا مگر حازق نے تھام لیا

''نہیں۔۔'' نیم خماری میں بس اتنا ہی کہا اور اس کے ہاتھوں کو اپنے سینے سے لگالیا۔ جو وہ محسوس کرنا چاہتی تھی، حازق خود اسے محسوس کروا رہا تھا۔ اپنے دل کی دھڑکن۔۔۔ اپنی سانسوں کی حدت۔۔۔ انجانے میں۔۔۔ خماری میں۔۔۔

''حازق۔۔۔'' ایک لہر اس کے جسم میں جیسے سرایت کر گئی۔ جذبات مسلسل مچلتے رہے مگر وہ کار ڈرائیو کرتی رہی اور اس کے فارم ہاؤس میں پہنچ کر اپنا ہاتھ چھڑایا۔ اور کار پارک کرنے کے بعد اس کو کار سے باہر نکالا

''سنبھال کر حازق۔۔۔'' وہ مسلسل اس کو سنبھالنے کی کوشش کر رہی تھی۔ شراب کا نشہ ابھی تک اپنے جوبن پر تھا۔ سیدھا کھڑے رہنا بھی محال تھا۔ قدم ڈگمگا رہے تھے۔ اس نے اپنے ہاتھ اس کے جسم کے فرد حمائل کئے اور سہارا دیتے ہوئے اسے فارم ہاؤس کے اندر لے گئی۔ اندر داخل ہوئی تو ہر طرف اندھیرا پایا۔ ایسا اندھیرا جو آنے والے حالات کی خبر دے رہا تھا۔ اٹھنے والے طوفان کا سندیسہ سنا رہا تھا۔ اُس نے حازق کا ایک صوفے پر بٹھایا اور خود سیدھے ہو کر گہرا سانس لیا۔

''افف۔۔۔ کتنا اندھیرا ہے یہاں؟'' ادھر ادھر لائیٹ کا سوئچ ڈھونڈا مگر نظر ایک بار پھر حازق کے پرکشش اور دلفریب چہرے پر جا ٹھہری۔ وہ آنکھیں بند کئے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ بے جان جسم۔۔۔ بے جان روح۔۔۔ نہ ہی کوئی حرکت۔۔۔ نہ ہی کوئی جنون۔۔۔ بس خواہشوں کے سمندر میں غوطہ لگا کر ایک ہارا ہوا مجنوں۔۔۔ جس کے عشق نے سارے جذبے ماند کر دیئے ہوں۔۔۔ جو برسوں سے ساحل کی تلاش میں ہو مگر تشنگی نہ بجھی ہو۔۔۔ جو ہواؤں میں پرواز کرتے ہوئے بھی ڈگمگا رہا ہو۔ بالکل ویسے ہی خاموش و ساکن ہوا کی مانند بجھا ہوا مگر مہتاب کی مانند چمکتا چاند سا چہرہ۔ شراب کی چند بوندیں ابھی بھی اس کے لبوں پر چمک رہی تھی جو دیکھنے والے کی پیاس کو بھڑکا رہی تھی۔

''گر۔۔۔می۔۔۔''خماری میں اس کے لبوں سے نکلا تو وہ اپنے خیالوں سے باہر آئی۔ شاید جذبات کی شدتوں نے اس کے اندر کے لاوے کو بھڑکا دیا تھا۔ اندر کے جنوں نے خواہشوں کی حدت میں نئی آگ بھڑکا دی تھی۔ آگے بڑھ کر اس نے حازق کو زرا ترچھا کیا اور اس کا کوٹ اتارا تو آسمانی رنگ کی شرٹ میں وہ اور بھی وجیہہ لگنے لگا۔ دل میں جذبات کو ہوا مل گئی۔

''گر۔۔۔می۔۔۔''لب مسلسل متحرک رہے۔ خواہشیں ابھی بھی تازہ تھیں۔ اُس نے ادھر ادھر دیکھا مگر اے سی کہیں نظر نہ آیا۔

''یہاں تو اے سی بھی نہیں ہے۔۔'' اس نے سوچا۔ تبھی اس کی نظر ایک روم پر جا ٹھہری جہاں سے روشنی کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں

''شاید وہ بیڈ روم ہو۔۔۔ اور اے سی بھی ہو۔۔''اس نے خود ہی گمان کیا۔

''وہیں لے جاتی ہوں حازق کو۔۔۔'' یہ کہتے ہوئے اس نے حازق کو اٹھانے کی کوشش کی مگر اب اس کا خود جسم بوجھل ہو چکا تھا لیکن اس نے ہمت نہ ہاری اور اس کا ہاتھ اپنے کندھے پر رکھ کر اس کو تقریباً گھسیٹتے ہوئے کمرے تک لے ہی گئی

''بس۔۔ ہمت کرو حازق۔۔۔'' یہ کہتے ہوئے اس نے دروازہ مکمل کھولا تو ایک شاندار کمرہ دیکھ کر اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ ہر شے سفید تھی۔ فرش اگر سفید سنگِ مرمر سے بنا تھا تو چھت بھی گلاس نما محسوس ہو رہی تھی۔ پردے کے جھالر بھی سفیدی برسا رہی تھی تو بیڈ پر موجود لحاف سے لے کر بیڈ شیٹ تک ہر شے سفید تھی۔ اس نے حازق کی طرف دیکھا تو ادھر بھی سفیدی کو غالب پایا۔ سفید رنگ۔۔۔ سفید پینٹ۔۔۔ شرٹ اگرچہ آسمانی تھی مگر سفیدی ادھر بھی غالب تھی۔ دل میں ہلچل سی مچ گئی۔ آگے بڑھ کر اس نے حازق کو بیڈ پر بٹھایا تو وہ بے جان سے ہو کر دھڑام سے لیٹ گیا۔

''حازق۔۔۔'' پلٹ کر ہاتھ آگے بڑھائے وہ خماری میں سب سے عاری تھی۔ جھک کر اس کے بوٹ اور جرابیں اتاریں۔ اور پھر آگے بڑھ کر اس کا سر سرہانے رکھا۔ واپس پلٹنے لگی تو حازق نے نیم خماری میں ایک بار پھر اس کا ہاتھ پکڑ لیا

''پلیز۔۔۔ مجھے چھوڑ کر مت جاؤ۔۔۔''اُس کے ہاتھوں پر اپنے لبوں کی چاشنی نقش کرتے ہوئے کہا

''آئی لو یو۔۔۔''اس جملے کو سننے کے بعد وہ بھی اپنے آپ کو قابو میں نہ رکھ سکی۔ جذبات اس قدر بہک گئے کب حدیں پار ہو گئیں۔ نہ ہی حازق کو علم ہوا اور نہ ہی اسے۔۔۔ خماری تو شے ہی ایسی ہے۔ سب حدوں سے گزار دیتی ہے۔ کون اپنا۔۔۔ کون پرایا۔۔۔ سب کچھ بھول جاتا ہے۔ ایک لمحے کا نشہ۔۔۔ اور اس میں کی گئی خطا۔۔۔ عمر بھر کا روگ بن جاتا ہے اور شاید آج کی رات بھی کچھ ایسا ہی تاثر دے رہی تھی۔

☆ ☆ ☆

''دس بج چکے ہیں مگر آفرین۔۔۔ اس کا تو کچھ بھی پتا نہیں۔۔۔ نہ جانے کہاں چلی گئی وہ؟''احتشام ایک شکست خوردہ انسان کی طرح صوفے پر براجمان ہو گیا

''آپ حوصلہ رکھیں۔۔۔''کہنے کو تو تاباں انہیں حوصلہ دے رہی تھی مگر آج نہ جانے کیوں وہ ٹوٹ چکی تھی

''کیسے حوصلہ رکھوں۔۔۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے آج کی رات سب کچھ چھن جائے گا سب کچھ۔۔۔''پہلی بار احتشام اپنے آپ کو اتنا بے بس محسوس کر رہا تھا۔ آنکھوں سے آنسو نکلنا چاہ رہے تھ مگر راستہ بھول چکے تھے۔ بھٹکتے ہوئے گلے میں جا ٹکے اور کانٹے کی طرح چبھنے لگے

''نہیں مسٹر احتشام۔۔۔ آپ کو حوصلہ ہارنے کی ضرورت نہیں۔۔۔ دیکھنا جو بھی ہو گا اچھے کے لئے ہی ہو گا۔۔۔''ایک بار پھر اس نے کہا

''تو پھر کیا کرو گی تم؟ آج بھی اس نے اپنا غم مجھ سے بیان کرنے کی بجائے کسی اور کا کندھا تلاش کرنا چاہا۔ اپنا حال دل مجھے بتانے کی بجائے کسی اور کا انتخاب کیا۔ اور نہ جانے اب وہ کہاں ہو گی۔۔۔؟''وہ گلوگیر لہجے میں کہہ رہے تھے

''آپ فکر مت کریں۔۔ میں لاؤں گی آفرین کو۔۔۔''تاباں نے کچھ سوچتے ہوئے کہا

''تم لاؤ گی۔۔۔''اس نے طنزیہ کہا

''جی ہاں۔۔۔ میں انہیں واپس لے کر ہی لوٹوں گی۔۔۔ بس آپ انتظار کیجیے گا۔۔۔''یہ کہہ کر وہ دروازے کی طرف بڑھی

''کہاں ڈھونڈو گی تم اسے؟''استفہامیہ انداز میں کہا

''مجھے خود نہیں معلوم۔۔۔ مگر اتنا ضرور جانتی ہوں کہ آج مجھے کسی بھی قیمت پر آپ دونوں کو ایک کر کے حازق اور اپنے درمیان پیدا ہوئی اس غلط فہمی کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کرنا ہے۔۔ اب میں اس سے دور مزید نہیں رہ سکتی۔۔۔ نہیں رہ سکتی۔۔''اس کی آنکھوں میں آنسو کا ایک قطرہ چمکنے لگا مگر چھلکنے سے پہلے ہی اس نے اس قطرے کو پی لیا

''بس آپ یہی ٹھہریں۔۔۔ میں ابھی آتی ہوں۔۔'' یہ کہہ کر وہ باہر چلی گئی۔ جبکہ احتشام کی نظریں دروازے پر جا کر ٹھہر گئیں۔ بے جان جسم کی مثل وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور کچن میں جا کر ایک کپ کافی بنانے لگا مگر نہ جانے کیوں آج اسے کافی بنانے میں وہ مزہ نہیں آرہا تھا۔ شاید کوئی عادت تھی۔ آج سے پہلے جب بھی وہ اپنے لئے کافی بنانے کچن میں آتا تو آفرین کو اپنے سامنے لاؤنج میں صوفے پر بیٹھے ہوئے دیکھتا۔ اظہار نہ سہی مگر دل ہی دل میں وہ اس کے دیدار جام سے سرخرو ہو جاتا۔

''کہاں چلی گئی تم؟''اس نے افسوس بھرے لہجے میں

''پلیز۔۔۔ واپس آجاؤ۔۔۔ بس ایک بار۔۔۔ بس ایک بار۔۔۔'' وہ دل سے اسے پکار رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

دل میں ایک کسک تھی اور ہونٹوں پر ایک حسرت۔۔۔ قدم اگرچہ ڈگمگا رہے تھے۔ مگر ارادے مضبوط تھے۔ دروازے پر دستک دینا چاہی مگر جیسے ہی ہاتھ دروزے پر مس کئے تو وہ خود بخود کھل گیا۔ جسے دیکھ کر اسے کچھ حیرانی ہوئی

''دروازہ کھلا ہے۔۔۔''اس نے زیر لب کہا اور خراماں خراماں چلتے ہوئے اندر داخل ہوئی۔ ہر طرف اندھیرا تھا۔ سوائے ایک کمرے کے جو امید کا تھا۔ اس نے امید کو آواز دینا چاہی مگر کچھ آوازیں مسلسل فضا میں گونج رہی تھی۔ جس کو سن کر وہ ایک پل کے لئے سب کچھ بھول گئی۔

''امید۔۔۔''اس نے پکارنا چاہا مگر آواز حلق سے ہی باہر نہ نکلی۔ روشنی کی کرنوں کے ساتھ ساتھ آوازیں بھی مسلسل اس کمرے سے باہر آرہی تھیں۔ وہ ان آوازوں کو پہنچانتی تھی اور ان آوازوں کی حقیقت سے بھی آشنا بھی تھا۔ مگر وہ مسلسل انکاری تھی۔ اپنے آپ کو جھٹلا رہی تھی۔ وہ آگے بڑھتی گئی۔ دروازے کے کنارے پر پہنچ گئی۔ اندر کا ماحول واضح طور پر دیکھائی دے رہا تھا۔ اس کی نظریں بیڈ پر جا کر ٹھہر گئیں۔ جو دیکھا، آنکھیں یقین کرنے سے قاصر تھیں۔

''آئی لو یو۔۔۔'' یہ آواز امید کی تھی۔پشت واضح تھی۔بنا کسی کپڑے کے۔۔ آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے۔کروٹ لیتے ہوئے ایک ایک اور آواز آئی

''آئی لو یو ٹو۔۔۔'' دیکھ کر تو جیسے سانسیں منجمد ہو گئیں۔۔

''پریٹی۔۔۔'' اس کے دل میں تو جیسے ہلچل مچ گئی۔وہ اب مزید نہیں دیکھ سکتی تھی۔جسے اپنا سمجھا،اسی نے دغا دیا۔اسی نے بے وفائی کی۔جسے ہمنوا سمجھا،وہی ساتھ چھوڑ گیا۔وہی بیچ راہ میں رسوا کر گیا۔سوچا تھا کہ امید کے کندھوں پر سر رکھ کر وہ اپنے غم کو کچھ پلوں کے لئے بھول جائے گی مگر ایک بار پھر قسمت نے بے وفائی کی۔جس کندھے کو اپنا سمجھا تھا،جس کے جسم کو اپنا جانا تھا وہی اپنی سانسوں کو کسی اور کے جسم میں تحلیل کر رہا تھا۔قدم پیچھے ہٹتے گئے۔اندھیرے پر اندھیرا چھاتا گیا۔دفعتہ اس کا ہاتھ فریم سے ٹکرایا تو ماحول میں خلل ہوا

''کوئی ہے۔۔۔'' پریٹی نے اپنی زلفوں کو سمیٹتے ہوئے باہر دروازے کی طرف دیکھا

''میں دیکھتا ہوں۔۔۔'' اپنے جسم کو ٹاول سے ڈھانپتے ہوئے وہ باہر کی طرف آیا اور لائیٹ آن کی

''آفرین۔۔۔۔!!!'' یہ دیکھ کر اس کے ہوش اڑ گئے۔

''کون ہے امید۔۔۔'' اپنے جسم کو لحاف سے ڈھانپتے ہوئے اس نے پیچھے سے امید کے سینے پر ہاتھ پھیرا تو نگاہیں سامنے دیکھ کر تو جیسے اس کے بھی ہوش اڑ گئے۔۔

''آفرین۔۔۔'' دفعتہ اپنا ہاتھ کھینچا

''آئی ایم سوری۔۔۔'' اپنے جذبات کو قابو میں رکھتے ہوئے اس نے گلوگیر لہجے میں کہا اور اپنے ہاتھوں کو لبوں پر رکھ کر چیخ کو روکتے ہوئے وہاں سے کھسک گئی۔امید اور پریٹی نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا مگر کوئی لفظ کہنے کو نہیں سوجھا۔

''کیوں۔۔۔۔!!!'' درد میں کراہتے ہوئے وہ بھاگتی چلی گئی۔اپنے آپ سے۔۔۔۔اپنی پرچھائی سے۔۔۔۔بے نام منزل کی طرف۔۔۔بے نام راستوں پر۔۔۔

''امید۔۔۔کیوں کیا تم نے میرے ساتھ ایسا؟ کیوں۔۔۔؟؟'' وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی مگر کوئی سننے والا نہیں تھا۔

''کیا کمی تھی مجھ میں۔۔۔۔جو۔۔۔۔'' دل غم سے لبریز تھا مگر الفاظ تو جیسے معدوم ہو چکے تھے۔ بازاروں کی رونقیں بھی اس کے دل کو روشن کرنے میں ناکام تھیں

''تم نے بھی مجھے دھدکار دیا۔۔۔ آخر کیوں؟'' خیالوں میں امید کا چہرہ لاتے ہوئے وہ ایسے شخص کے لئے آنسو بہا رہی تھی ، جس سے اس کا کوئی رشتہ نہیں تھا۔ جس کے ساتھ کوئی تعلق وابستہ نہیں تھا۔ جس پر اس کا کوئی حق نہیں تھا۔ ایسے شخص کے لئے وہ آنسو بہاتی جا رہی تھی۔

''تمہیں تو میں نے اپنا سمجھا تھا۔۔۔ تمہاری ہر خواہش کو پورا کیا۔۔۔ بن کہے۔۔۔ تمہاری ہر تمنا کو پورا کیا۔۔۔ اور۔۔۔ تم ۔۔۔ تم میری ایک خواہش کو پورا نہ کر سکے۔۔۔'' وہ اپنے دل کا حال سنا رہی تھی۔ خالی آسمان کی طرف دیکھا تو تا حد نگاہ صرف اندھیرے کو پایا۔ ایسا اندھیرا جو اس کے وجود پر حاوی ہو چکا تھا۔ جو اس کو اندر ہی اندر سے گھائل کر رہا تھا۔

''آخر کیا تھا میرا قصور؟ آخر کیوں مجھے کوئی اپنا نہیں ملتا۔۔۔ کیوں؟'' چلتے چلتے وہ کب ایک پارک میں چلی گئی۔ اسے علم تک نہ ہوا۔ پارک میں اگرچہ بہت سے لوگ تھے مگر کوئی بھی اپنا نظر نہ آیا۔ محبت کے وعدے کرتے نئے کپلز بھی بینچ پر بیٹھے سہانی رات کے مزے لے رہے تھے مگر اس کی تو جیسے سانسیں ہی اٹک چکی تھیں۔ پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو بھی کسی تیزاب کے پانی سے دھل کر آ رہی تھیں جو جسم میں داخل ہوتے ہی جلن کا احساس اجاگر رہی تھیں۔

''کیوں نہیں ملتا مجھے کوئی اپنا۔۔۔ کیوں؟'' اپنے آپ سے وہ شکوہ کر رہی تھی مگر کوئی اس شکوے کو سننے والا ہی نہیں تھا۔ بے جان مورت کی طرح وہ درخت کے سہارے کھڑی ہو گئی۔ آنکھوں کے سامنے کبھی احتشام کی تصویر آ جاتی تو کبھی امید اور پری کی قربتیں اس کے دل کو داغدار کر دیتیں۔

''آپ۔۔ یہاں۔۔۔؟ میں نے آپ کو نہ جانے کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا؟'' پیچھے سے ایک آواز آئی جس پر وہ پلٹی

''تم۔۔'' اپنے آنسو پونچھتے ہوئے اس نے وہاں سے جانا چاہا

''جی میں۔۔۔ آپ کہاں چلی گئی تھیں؟ آپ کو پتا بھی ہے میں کتنی فکر مند تھی آپ کے لئے؟'' وہ اس کا پیچھا کرتی رہی مگر آفرین نے پلٹ کر دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا

''تمہیں فکر مند ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔ تم جا کر اپنے ہنی مون پر جانے کی تیاری کرو۔۔۔ تمہیں دیر ہو رہی ہو گی۔۔''اس کی آنکھوں میں آنسو چھلکنے لگے

''یہ تو آپ نے ٹھیک کہا کہ دیر تو واقعی بہت ہو رہی ہے۔۔۔ لیکن مجھے نہیں آپ کو۔۔''تاباں کے الفاظ نے جیسے اس کے بڑھتے قدموں کو روک دیا مگر پلٹنا اب بھی مناسب نہ سمجھا۔ تاباں خود ہی آگے بڑھ کر اس کے سامنے آئی

''دیکھیے۔۔۔ جیسا آپ سمجھ رہی ہیں، ویسا کچھ بھی نہیں۔۔۔ پہلے تو یہ بات آپ سمجھ لیجیے۔۔''تاباں کو وہ مشکوک نگاہوں سے دیکھنے لگی۔

''کیا مطلب ہے تمارا؟''نظریں چراتے ہوئے کہا

''مطلب یہ کہ مسٹر احتشام آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔۔''اس نے فقط یہ جملہ کہنے پر اکتفا کیا جسے آفرین نے طنز سمجھا

''میں اتنی بھی کم ظرف نہیں ہوں تاباں۔۔۔ تم کیا سمجھتی ہو۔۔۔ اپنا حق قربان کر دو گی میری خاطر۔۔۔ اور میں خوشی خوشی تم سے تمہاری خوشی چھین لوں۔۔ ایسا نہیں ہے تاباں۔۔۔ میں اتنی بھی خود غرض نہیں ہوں۔۔''وہ الٹا اسی پر طنز کر رہی تھی

''نہیں آپ مجھے غلط سمجھ رہی ہیں۔۔۔''وہ نفی میں سر ہلاتی رہی

''شاید تم مجھے غلط سمجھی ہو۔۔ میں عام عورتوں کی طرح نہیں ہوں۔۔۔ سنا تم نے۔۔''اس نے ایک بار پھر اس نے سچائی سے بھاگنا چاہا

''آخر کب تک؟ کب تک آپ اپنے آپ سے جھوٹ بولتی رہیں گی؟ کب تک؟''اس نے دونوں بازوؤں کو جھنجوڑتے ہوئے کہا

''آپ عام عورتوں کی طرح ہی ہیں۔۔۔ سنا آپ نے۔۔۔ آپ عام عورت ہی ہیں۔ عام عورت کی طرح ہی آپ کے اندر جذبات ہیں۔ احساسات ہیں۔۔۔ بس انہیں دبا رہی ہیں۔۔۔ انہیں مت دبائیں آپ۔۔ آزاد کر دیں ان جذبات کو آپ۔۔''وہ ان کے حواس کو ابھار رہی تھی مگر وہ اپنی نظریں چراتی رہی

''مجھے کوئی بات نہیں کرنی۔۔۔''اس نے وہاں سے جانا چاہا مگر تاباں نے انہیں مضبوطی سے تھام لیا

''لیکن مجھے کرنی ہے۔۔۔ابھی اور اسی وقت۔۔۔''اس نے سپاٹ لہجے میں کہا

''دیکھیے۔۔۔آپ کے اور مسٹر احتشام کے درمیان جو تعلق ہے، اس کو نہ ہی میں جھٹلا سکتی ہوں اور نہ ہی آپ۔۔آپ کے درمیان برسوں پہلے کیا ہوا تھا؟ مجھے نہیں معلوم۔۔۔اور نہ ہی میں جاننا چاہتی ہوں مگر کیا آپ اپنے اس رشتے کو بچانے کا آخری موقع نہیں دے سکتیں؟''اس نے نرمی سے سمجھانا چاہا

''کس رشتے کی بات کر رہی ہو تم؟ اس رشتے کی جس میں تم دیوار بن چکی ہو؟''دل کی آواز زباں پر آ ہی گئی

''اور اگر یہ دیوار گر جائے تو۔۔۔''اس کی آنکھوں میں ایک کشش نے جنم لیا۔ ایسا لگا جیسے ایک نئی امید بندھنے جا رہی ہو۔ تاباں کی بات پر آفرین نے غیر یقینی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا

''کیا مطلب ہے تمہارا؟''

''آپ جسے دیوار سمجھ رہی تھیں ناں۔۔۔دراصل وہ ایک پریت تھی۔ جو آپ دونوں کا ملن کرانے آئی تھی۔۔۔''اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مطلب۔۔۔''اس بار آفرین کے لب بھی متحرک ہوتے ہوئے مسکان سموئے ہوئے تھے

''مطلب وہی ہے۔۔۔جو آپ سمجھ رہی ہیں۔۔میں نے مسٹر احتشام سے نکاح نہیں کیا۔ میرا مقصد فقط آپ دونوں کو ملانا تھا اور حازق کے سپنے کو پورا کرنا تھا۔بس۔۔۔اس کے علاوہ میرا کوئی مقصد نہیں تھا۔۔''یہ سننے کے بعد تو جیسے سیاہ رات میں آفرین پر پھولوں کی بارش ہونے لگی۔ خوشیوں نے جیسے اس کے دامن میں بسیرا کر لیا ہو۔

''سچ۔۔۔''آنکھوں سے شبنم خود بخود بہنے لگے

''مچ۔۔۔''ہنستے ہوئے تاباں نے جواب دیا تو آفرین نے اسے گلے لگا لیا۔ پہلی بار آفرین کو کسی اپنے کا احساس ہوا۔ پہلی بار کسی خوشی کو اتنے قریب سے محسوس کیا۔

''اب بس۔۔ بہت دیر ہو چکی ہے۔۔ مسٹر احتشام آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔۔۔'' آفرین کے آنسوؤں کو پونچھتے ہوئے تاباں نے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا

''تم بھی چلو۔۔۔''

''میں اب کباب میں ہڈی تو نہیں بن سکتی ناں۔۔۔'' ہنستے ہوئے کہا

☆ ☆ ☆

دروازہ کھولا تو ہر طرف اندھیرا پایا کہیں بھی روشنی کی کرن نظر نہیں آئی۔ امید کے دیئے جو پورے راستے وہ جلاتی آئی تھی۔ اندھیرے کو دیکھ کر ایکدم بجھ گئے۔ چہرے پر چھائی شادابی بھی ویرانے کا شکار ہو گئی

''احتشام۔۔۔ احتشام۔۔۔'' وہ اس کا نام پکارتی رہی مگر کوئی سامنے نہ آیا۔ صرف اندھیرا تھا جو اس کے سامنے تھا۔

''کہاں ہیں آپ؟'' وہ انہیں پکارتی جا رہی تھی مگر کوئی نہ آیا۔

''میں جانتی ہوں آپ یہاں ہیں۔۔ پلیز سامنے آئیں۔۔'' اس کے لہجے میں درد تھا جسے وہ چھپا رہی تھی۔ برسوں بعد اس نے یہ فاصلہ طے کیا تھا۔ اب واپسی کی ہمت نہیں تھی

''احتشام۔۔'' وہ احتشام کے کمرے کی طرف بڑھی تو کمرے میں گُپ اندھیرا پایا۔ دروازے کے ساتھ لگے سوئچ سے کمرے میں روشنی کی تو احتشام کو کھڑکی کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا پایا

''احتشام۔۔ میں کب سے آپ کو آواز دے رہی تھی۔۔ آپ نے جواب کیوں نہیں دیا۔۔؟'' پیچھے سے اس نے احتشام کے کندھے پر رکھا تو وہ بری طرح چونکا۔ شاید کسی خیال میں مکمل طور پر کھویا ہوا تھا

''آفرین تم۔۔۔'' چہرے پر کوئی تاثر لائے بغیر اس نے کہا تھا

''آئی ایم سوری احتشام۔۔۔ آئی ایم سوری۔۔۔'' آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ پہلی بار اس نے اپنے ہوش میں احتشام کے ہاتھوں کو تھاما تھا۔ احتشام بھی ایک رقت طاری ہو گئی

''تم کیوں معافی مانگ رہی ہو۔۔ معافی تو مجھے مانگنی چاہئے جو اس رشتے کو نہ سمجھ پایا۔۔ شادی جیسے اس پاکیزہ رشتے کو چھوڑ کر بے نام رشتوں میں خوشیاں ڈھونڈ تا رہا۔۔ ساری غلطی میری ہے۔۔۔ معافی تو مجھے مانگنی چاہئے۔۔'' آفرین کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے ہوئے اس کی بھی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے

''لیکن اس غلطی میں میں بھی تو برابر کی شریک رہی ہوں۔۔۔ اگر آپ نے غلط قدم اٹھایا تو میں بھی تو پیچھے نہیں رہی۔ اپنا دامن پاک صاف نہ رکھ سکی۔ ہمیشہ اسے گناہوں کے پانی سے آلودہ کرتی رہی۔۔ آپ کی جگہ کسی نامحرم کو دینے کی کوشش میں رہی ۔۔۔'' اپنے ماضی کو یاد کر کے اس کی بھی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ پلکیں ندامت کے آنسوؤں سے بھیگ چکی تھیں۔ دل کا زنگ، آہستہ آہستہ اتر تا جارہا تھا۔ غم کے بادل خوب جل تھل کر کے برس رہے تھے۔

''نہیں۔۔۔ آفرین۔۔۔ اب مزید آنسو نہیں۔۔۔ جو آنسو برسنے تھے۔۔۔ برسا دیئے۔۔ اب ان کی کوئی گنجائش نہیں ۔۔۔ کوئی نہیں۔۔'' یہ کہتے ہی اس نے آفرین کو اپنے گلے لگالیا۔ ایسا لگا جیسے صدیوں بعد کسی اپنے کو بانہوں میں لیا ہو۔ صدیوں بعد اس بے قرار دل کو قرار آیا۔ صحیح کہتے ہیں کہنے والے ،جو سکون اپنوں کے پہلو میں ملتا ہے وہ غیر کبھی نہیں دے سکتے۔ آج وہی سکون، وہی خوشبو یہ دونوں محسوس کر رہے تھے۔ آنکھوں سے ندامت کے موتی اب بھی گرتے جارہے تھے۔ مگر گناہ بھی تو انسان ہی کیا کرتے ہیں۔ ہاں یہ بات الگ ہے کہ گناہ کے بعد توبہ نہ کرنا اسے انسان کے شرف سے بھی گرا دیتا ہے مگر اگر ایک آنسو ندامت کا بہایا جائے تو فرشتوں سے بھی افضل قرار دیا جاتا ہے۔

☆ ☆ ☆

بوند میں ایک سمندر سا ہے
بادلوں میں کسی گھر سا ہے
عشق بن مانگے مل جائے تو
کہیں روٹھے مقدر سا ہے
فرض کو اپنے چپ ہی رہوں
دل جو کہتا ہے بس وہ کروں
عشق کا راستہ نہ چنوں

عشقِ ممنوع، عشقِ ممنوع

گھر میں داخل ہوئی تو اس کے لبوں پر ایک الگ سی ہی کسک تھی۔ آنکھوں میں ایک کمک کوئی بھی دیکھ سکتا تھا۔ ایسا لگا جیسے سب ٹھیک ہو گیا ہو۔ شاید ہاں یا شاید نہیں۔۔۔ گہری نگاہ اس نے ٹی وی لاؤنج پر ڈالی جہاں روزانہ کوئی نہ کوئی بیٹھا ہوتا تھا اور دوسرے کا کچن سے نکلنے کا انتظار کر رہا ہوتا تھا مگر آج ایسا کچھ نہ تھا۔ وہاں ایک خاموشی تھی۔ ایک سکون تھا۔ ایک خوشی تھی جو اس پر سکون ماحول میں اپنا تاثر چھوڑ رہی تھی۔

"حازق۔۔۔" اس نے آہستہ سے پکارا مگر کوئی جواب نہ آیا۔ وہ اس کے کمرے کی طرف بڑھی، دروازہ ادھ کھلا تھا۔ دائیں ہاتھ کو بڑھایا۔ دروازہ مکمل کھولا مگر ایک بار پھر خوشیوں کو دور پایا۔ کمرے میں حازق کی خوشبو تو تھی مگر اس کا وجود اب بھی آنکھوں سے اوجھل تھا۔ آگے بڑھ کر اس نے اس کمرے کی خوشبو کو اپنے اپنے وجود میں سمانے کی کوشش کی۔ محبت کی خوشبو کو۔۔

"حازق۔۔۔ اب سب پہلے جیسے ہونے والا ہے۔۔۔ سب کچھ پہلے جیسا۔۔۔ دیکھو۔۔ میں نے سب ٹھیک کر دیا۔ اپنا وعدہ پورا کر دیا۔ تمہاری فیملی کو مکمل کر دیا۔ تمہارے موم اینڈ ڈیڈ کو ملا دیا۔۔۔ بس اب مجھے تمہارا انتظار ہے۔۔ بس اب تم مجھے بھی مکمل کر دو۔۔"
آنکھوں میں چمک لئے وہ بیڈ کے بیک دیوار پر لگی ایک بڑی سی تصویر کو دیکھے کہے جا رہی تھی۔ تصویر میں حازق تھا۔ جو اپنی شرٹ کے بٹن کھولے ایک کھلی فضا میں ہوا کو اپنے جسم میں سمانے کی کوشش کر رہا تھا۔ بے داغ سینہ۔۔۔ دیکھتے ہی آنکھیں ٹھہر جائیں۔۔۔ چمکتی آنکھیں۔۔۔ جو کسی کا بھی دل مچل دینے کے لئے کافی ہوں۔۔۔ وہ اس کو دیکھے مسکرائے جا رہی تھی۔

"اب تمہیں اسے واپس گھر لے آنا چاہئے۔۔" پیچھے سے آفرین کی آواز آئی تھی۔ تاباں نے پلٹ کر دیکھا تو اس کے ساتھ ہی احتشام بھی کھڑے تھے۔ اپنے داہنے بازو کو آفرین کے کندھے پر رکھے ہوئے۔۔ اس نے اپنی چمکتی آنکھوں کو صاف کرتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا اور باہر کو چل دی۔ سارا راستہ اس کے پاؤں خوشی سے زمین پر نہیں لگ رہے تھے۔ فاصلے کم ہوتے جا رہے تھے۔ آنکھوں میں پیدا ہوتی چمک بڑھتی جا رہی تھی۔ دل مچلتا جا رہا تھا۔ دل چاہ رہا تھا کہ اڑ کر اس کے پاس پہنچ جائے مگر اس کو چل کر ہی جانا تھا۔ فارم ہاؤس پر پہنچی تو آنکھیں جیسے جو دیکھ رہی تھی، بہنے لگ گئیں۔ اس کے اور اس کے ہونے والے پیا کے درمیان بس اب چند قدم تھے۔ جو اسے اٹھانے تھے۔ اس کو مٹانے تھے یہ فاصلے۔۔۔ دوڑتے ہوئے فارم ہاؤس میں داخل ہوئی۔ ساری خوشیاں جیسے کلیجے کو آ گئیں۔ اندر قدم رکھتے ہی اسے اپنی خوشیوں پر لگی نظر کا احساس ہو گیا۔ ایک نجانی سی کوفت گھر میں داخل ہوتے ہی اس کی سانسوں کو جکڑنے لگی مگر دل تھا کہ سب کچھ جھٹلا رہا تھا۔

"حازق۔۔۔" آواز میں بھی پہلے کی سی روانی باقی نہ رہی۔ نہ جانے کیوں اسے کچھ ٹھیک نہ لگا۔ ایسا محسوس ہوا جیسے سب کچھ ہاتھوں سے چھن گیا ہو۔ گھر آئی خوشیاں لوٹ گئیں ہو مگر وہ چلتی جا رہی تھی۔ بیڈ روم کی طرف بڑھی تو دروازہ کو ایک بار پھر ادھ کھلا پایا۔ ہاتھوں میں ایک لرزش طاری ہو گئی۔ غم کی گھٹائیں اس کے سر پر منڈلانے لگی مگر وہ اس آس پر کہ ہو سکتا ہے کہ جو وہ محسوس

کر رہی ہو کچھ سچ نہ ہو۔ سب اس کا وہم ہو، دروازہ کھولا تو ایک بار پھر محبت ہار گئی۔ جس کی خاطر اتنے جتن اٹھائے۔ اس کو منجدھار میں چھوڑ کر چلا گیا۔ محبت کی راہوں میں اس کے وجود کو کچلتا ہوا کہیں کھو گیا۔ آنکھوں میں آنسو موتی کی طرح چمکنے سے پہلے ہی بہنے لگ گئے۔ ایک سلسلہ جاری ہو گیا۔ سانسوں کی روانی بھی جیسے تھم چکی تھی۔ روح بھی نکلنے کے لئے بے تاب تھی مگر جان تھی کہ اٹک چکی تھی۔ غم کے بادل زوروں شور سے گرج رہے تھے۔ محبت کی جل تھل اب قہر بن کر نازل ہو رہی تھی۔ اس کی آنکھیں جو دیکھ رہی تھیں، دیکھنا نہیں چاہتی تھیں مگر دیکھ رہی تھیں۔ اس نے پلٹنا چاہا تو دیوار راہ میں حائل ہو گئی۔ فراری کی صورت چاہی مگر سب دروازے جیسے بند ہو چکے تھے۔ بھلا محبت کا راہی کبھی واپسی کا راستہ چھوڑتا ہے؟ وہ بھی اپنی کشتیاں جلا کر اس کے جزیرے پر آئی تھی۔ محبت کے جزیرے پر۔۔۔ مگر اسے کیا خبر تھی جس جزیرے پر وہ قدم رکھ کر خوشی محسوس کر رہی تھی۔ ایک ہی لمحے میں یہ جزیرہ اس کے لئے آگ کا عذاب بن جائے گا۔ وہ زمین بوس ہوتی گئی۔ آواز کے ساتھ رونا چاہا مگر آواز بھی حلق میں اٹک کر رہ گئی۔ آنسو کے ساتھ اپنا غم بانٹنا چاہا مگر وہ تو اپنا غم ہی سمیٹ نہیں پا رہے تھے۔ یکے بعد دیگرے اس کے وجود کو کچلا جا رہا تھا۔ ہر قسم کا عذاب ایک وقت میں اس پر نازل ہو گیا۔ ان گناہوں کی سزا مل گئی جو شاید اس نے جانے انجانے میں کی تھی۔ آخر اس نے اس پر اعتماد ہی کیوں کیا؟ وہ کیوں بھول گئی کہ اس کی زندگی میں محبت نامی لفظ کی کوئی جگہ نہیں۔ اس نے تو اپنی زبان سے کہا تھا کہ ہر روز نئی لڑکی اس کی زندگی میں آتی ہے۔ پھر کیوں وہ اس پر بھروسہ کر بیٹھی؟ کیوں اپنا دل اس کے نام کر دیا؟ کیوں اس کی سانسوں کو اپنے جسم میں اتارنے کا سوچا؟ لیکن وہ تو یہ سب کچھ کر چکی تھی۔ اپنا دل اس کو دے بیٹھی تھی۔ اس کی سانسیں اپنے جسم میں اتار چکی تھی۔ جنگل میں۔۔۔ طوفانی رات میں۔۔۔ اکیلے میں۔۔۔ وہ سب حدیں پار کر چکی تھی۔۔۔ شاید اسی گناہ کی سزا ملی تھی اسے۔۔۔ محبت اس سے خفا ہو گئی۔۔ زندگی بے رنگ سے ہو گئی۔ وہ اپنے آپ سے کوفت کھانے لگی۔ دل نے چاہا کہ زمین پھٹ پڑے اور وہ اس میں دھنس جائے مگر ایسا نہ ہوا۔ آسمان کو مخاطب کیا، وہ ٹوٹ کر اس کے سر پر آگرے۔۔ مگر وہ بھی اس سے خفا رہا۔ کمرے میں موجود ہر شے اس پر ہنس رہی تھی۔ اس کا مذاق اڑا رہی تھی۔ اس کے وجود پر طنز کر رہی تھی اور وہ یہ سب کچھ سن سکتی تھی۔ ان کی باتیں۔۔۔ ان کی سرگوشیاں۔۔۔ ان کا طنز۔۔۔ سب کچھ وہ سن بھی سکتی تھی اور محسوس بھی کر سکتی تھی۔ اپنے آپ کو سمیٹنے کی کوشش کی مگر سمٹا نہ گیا۔ جب وجود کرچیوں سے زیادہ ٹوٹ چکا ہو۔۔۔ اور اس کے ذرے اتنے باریک ہوں کہ الیکٹرون مائکروسکوپ سے بھی نظر نہ آئیں تو انہیں کیسے سمیٹا جا سکتا ہے؟ وہ چاہ کر بھی اپنے وجود کو سمیٹ نہیں پائی۔ آواز تو جیسے معدوم ہو گئی۔ تبھی قدموں کی آواز آئی مگر وہ نہ پلٹی۔ اپنی آنکھیں بیڈ پر جمائے رکھیں۔۔۔ وہ دیکھنا نہیں چاہتی تھی۔ اپنی آنکھوں کو بند کرنا چاہتی تھی مگر ایسا کچھ بھی نہ ہوا۔

''تاباں بیٹا! تم نے حازق سے بات کر لی۔۔۔'' ایک آواز آئی تھی مگر اس کے کانوں تک پہنچتے پہنچتے معدوم ہو گئی۔ قدموں کی آواز اب اسی طرف آ رہی تھی۔ اس نے اٹھنا چاہا مگر جسم میں اتنی بھی سکت نہ تھی کہ اپنے ہاتھوں کو حرکت دے سکے۔ آنسوؤں کی جل تھل جاری تھی۔

''تاباں۔۔ تم یہاں ہو۔۔۔'' یہ احتشام کی آواز تھی، جو دروازے کے عین پیچھے سے آئی تھی۔ تبھی ایک آواز کے ساتھ دروازہ کھلا اور احتشام کی نگاہیں تاباں پر گئیں

''تاباں۔۔۔ کیا ہوا؟ تم ایسے کیوں بیٹھی ہو؟'' احتشام نے فکر مندی کے ساتھ پوچھا۔ مگر وہ کچھ نہ بولی۔ آنکھیں تو جیسے حرکت کرنا ہی بھول گئی تھیں۔

''تاباں۔۔۔'' آفرین بھی اس کے پاس آئی، اس کے رخسار کو آہستہ سے تھپتھپایا مگر اس کے وجود میں جنبش نہ ہوئی۔ تب دونوں نے تاباں کی نگاہوں کا تعاقب کیا تو ان کے وجود پر بھی ایک بجلی آن گری۔ ان کا کیا ان کے سامنے آ گیا۔ انسان جو بوتا ہے وہی کاٹتا ہے۔ آج سے پہلے فقط سنا تھا مگر آج اپنی آنکھوں سے دیکھ بھی لیا۔ سانسیں ساکت ہو گئیں۔ آنکھیں بھی بوجھل سی محسوس ہونے لگیں۔ سسکیوں کی آمیزش ہوا میں ایک تسلسل کے ساتھ تھی مگر احتشام اور آفرین تو بس سامنے ہی دیکھے جا رہے تھے۔ کیا وہ وہی تھا؟ احتشام جو پہلے آدھا جھکا ہوا تھا، سیدھا ہوا۔ پیروں تلے سے زمین نکل گئی۔ ہر شے مبہم سی محسوس ہوئی سوائے بیڈ کے جس پر وہ لیٹا تھا۔ اپنے وجود پر انجان لڑکی کے سر کو رکھے ہوئے خوابِ خرگوش کے مزے لے رہا تھا۔ اُس لڑکی کا ہاتھ اس کے برہنہ سینے پر تھا۔

''حازق۔۔۔۔۔۔'' آفرین کے لبوں سے جاری ہوا تو ہوا میں جیسے جنبش ہوئی۔ آنکھوں میں ایک نمی تیرنے لگی

''سب کچھ ختم ہو گیا۔۔۔۔۔'' سسکیاں بھرتے ہوئے تاباں نے کہا تھا۔ آنکھیں زمین پر مرکوز تھی۔ وہ اندر ہی اندر دھنستی جا رہی تھی۔ اس کے الفاظ کسی کی سماعت تک نہ پہنچ سکے۔ دوسری طرف حازق نے بھی کروٹ لی تو لحاف اور نیچے سرک گیا۔ سب کچھ کھلی کتاب کی طرح سامنے تھا۔ جس راہ پر وہ چل رہے تھے، ان کا بیٹا ایک رات میں ان حدوں کو پار کر گیا۔ وہ فقط منزل سے بھٹکے تھے اور یہ تو اس منزل سے کوسوں دور نکل چکا تھا۔ انہوں نے تو اندھیروں میں چلنا شروع کیا تھا اور اُس نے تو ایک رات میں ہی روشنی کے تمام دیئے بجھا دیئے تھے۔ امید کی ساری مشعلیں گُل کر دی تھیں۔ اندھیروں کے دامن میں لپٹ کر وہ حرکت سرزد کر دی، جس کی تلافی شاید اب زندگی بھر نا ممکن ہو۔ کروٹ بدلی تو اس لڑکی کے لب اس کے سینے سے جا لگے۔ ایک لمس کے احساس نے اس کی نیند میں خلل کیا۔ ہاتھوں کو بالوں پر پھیرنے کی کوشش کی مگر اس لڑکی کا چہرہ راہ میں حائل ہو گیا۔ رات کے اندھیرے چھٹنے لگے۔ صبح نے دستک دینا شروع کی مگر شاید اب تو صبح کبھی نہیں ہو سکتی تھی۔ ایک ایسی تاریکی چھا چکی تھی جس کے بعد کبھی اجالا نہیں ہو سکتا۔ آنکھیں کھلی تو سر بری طرح چکرایا۔ رات کے نشے نے اس کے ذہن کو ابھی تک مفلوج کیا ہوا تھا۔ اٹھنے کی کوشش کی

مگر ایک بار پھر اس لڑکی کا ہاتھ جو سینے پر تھا راہ میں حائل ہوا۔ اپنے وجود کو جھنجوڑتے ہوئے اس نے اپنے سارے لیٹے وجود کو دیکھنے کی کوشش کی تو آنکھوں نے اسے سچ ماننے سے انکار کر دیا۔ ذہن جو ابھی تک مفلوج تھا، مسلسل انکاری تھا۔ آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ سانسوں کی روانی بھی متاثر ہو گئی۔ رات کے اندھیرے میں گناہ کرتے عکس اس کے ذہن کی دیواروں میں محورقص تھے۔

"نن نن نہیں۔۔۔۔۔" انکاری سے فرار ممکن نہیں تھا مگر وہ اپنے آپ کو اس گھناؤنے کام سے بری کرنے کی ہر سو کوشش میں تھا۔ لحاف جو اس کی ناف تک سرک چکا تھا۔ جھٹ کھینچ کر اپنے آپ کو ڈھانپا۔ اٹھنے کے لئے دروازے کا رخ کیا تو ایک دوسری قیامت اس کے سر پر آن گری۔ احتشام دروازے کے عین بیچ میں کھڑے اس کے اپنا بیٹا ماننے سے انکاری تھے یا پھر شاید اپنے گناہوں کا انجام دیکھ رہے تھے۔ ساتھ ہی آفرین دیوار کے ساتھ تقریباً چپک کر کھڑی تھی۔ بس نہیں چل رہا تھا ورنہ ابھی دیوار میں ہی ضم ہو جاتی۔ نظریں ذرا نیچے گئیں تو ہاتھوں میں کپکپی طاری ہو گئی۔ تاباں اپنے وجود کو سمیٹے اکڑوں بیٹھی تھی۔

"مم مم موم۔۔۔۔ ڈیڈ۔۔۔۔۔" اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ کیسے اپنے آپ کو صفائی کے لئے پیش کرے۔ اٹھ کر ان کے پاس بھی جائے تو جائے کیسے۔ بیڈ پر ہی اپنے وجود کو سمیٹا۔ آنکھوں میں اشک کی مالا جاری ہو گئی۔

"حازق۔۔۔۔۔۔۔ یُو آر۔۔۔۔" گردن جھٹک کر احتشام وہاں سے چلا گیا۔ غصے میں اپنے ہاتھ کی مٹھیاں بند کئے ہوا تھا۔

"موم۔۔۔۔" حسرت بھری نگاہوں کے ساتھ اس نے آفرین کی طرف دیکھا، جو اس وقت اپنے بیٹے کی بجائے اس شخص کو دیکھ رہی تھی جس نے ساری رات اپنا دامن گناہوں سے آلودہ کیا۔

"نہیں۔۔۔۔" نفی میں سر ہلاتے ہوئے وہ بھی باہر چل دی۔ اب اس کمرے میں صرف تین وجود تھے۔ ایک تاباں کا۔۔۔ جو سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی انجان بن رہی تھی۔ دوسرا حازق کا۔۔۔ جو اپنی صفائی دینے کی کوشش کر رہا تھا۔۔ مگر بے بس تھا اور تیسرا۔۔۔ وجود تھا۔۔۔ رافدہ کا۔۔۔ جس نے اپنی دوست کی خوشیوں کو چھیننے میں ذرا دیر نہ کی۔ حفلت کی محبت کو اپنی حوس کی بھینٹ چڑھا کر اپنا دامن گناہوں کے دلدل میں آلودہ کیا اور اس وقت سب سے انجان نیند کے مزے لے رہی تھی۔

"تت۔۔۔۔" حازق نے اس کا نام لینا چاہا مگر آواز تو جیسے حلق سے ہی نہ نکلی۔ اس وقت وہ تاباں کا دیا ہوا درد بھی بھول چکا تھا۔ سامنے تھا تو اپنا ناپاک دامن۔۔۔ اپنا ناپاک وجود۔۔۔ لحاف کو اچھی طرح اپنے گرد باندھتے ہوئے وہ اٹھا اور لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ اس کے پاس آیا

"تاباں۔۔۔۔!!" اس سے پہلے کہ وہ اس کو چھو پاتا۔ وہ چلاتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی

"مجھے چھونے کی کوشش بھی مت کرنا۔۔۔ گھن آ رہی ہے مجھے تم سے۔۔۔۔۔ سنا تم نے۔۔۔ گھن آ رہی ہے مجھے تم سے۔۔۔" وہ بری طرح چلائی تھی

"میری بات تو۔۔۔" ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں کچھ کہنے کی کوشش کی

"اب کیا سنوں میں۔۔۔۔؟؟؟ بتاؤ۔۔۔۔ کیا سنوں؟ کچھ باقی رہا ہے سننے کو؟ یہ سب کچھ جو تم نے کیا۔۔ اس کے بعد بھی تم کہتے ہو کہ میں تمہاری بات سنوں۔۔ نہیں حازق نہیں۔۔۔۔ اتنا حوصلہ نہیں ہے مجھ میں۔۔۔ اتنی مضبوط نہیں ہوں میں۔۔۔" یہ سب کہنے کے بعد وہ بھی اس سے منہ موڑ کر چلی گئی مگر اس کی آواز کی گونج سے رافدہ کی آنکھ کھل گئی۔ سامنے دیکھا تو کسی وجود کو کمرے سے باہر جاتے ہوئے دیکھا۔ نظریں گھمائیں تو اس شخص کی پشت کو دیکھا جس سے وہ اپنے آپ کو نہ بچا سکی۔

"حازق۔۔۔۔" شاید وہ جانتی تھی، اسی لئے پشت سے ہی اس کو پہنچان لیا یا پھر اس تِل سے جو اس کی گردن پر آج بھی پورے جوبن پر تھا مگر گناہوں کی سیاہی نے اس سے وہ رعنائی چھین لی تھی جو کسی کے دل میں گھر کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ رافدہ کی آواز کو سننے کے بعد بھی اس نے پلٹ کر نہ دیکھا۔ بے جان مورت کی طرح زمین پر آن گرا۔ آنسو ٹپ ٹپ زمین پر گرتے رہے۔

☆ ☆ ☆

"یہ اچھا نہیں کیا حازق نے۔۔۔" آفرین نے کہا تو احتشام نے اس کی طرف استفہامیہ نگاہوں سے دیکھا، جس کا مطلب وہ سمجھ نہ سکی

"آپ ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں مجھے؟" جواب چاہا

"دیکھ رہا ہوں۔۔۔ کہ تم ابھی تک سمجھ نہ سکی۔۔۔" ایسے جواب دیا جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ گھر کی خوشیاں رخصت ہو گئیں مگر آواز میں کوئی ملال نہیں

"کیا مطلب ہے آپ کا؟" وہ پورے انہاک سے احتشام کو دیکھنے لگی

"مطلب صاف ہے۔۔۔ وہ آخر ہمارا ہی تو بیٹا ہے۔۔۔ ہمارا ہی خون ہے۔۔۔" آنکھوں میں ایک نمی نے ابھرنا چاہا مگر انجام نے پچھتاوے کا بھی موقع نہ دیا

"ان سب باتوں کا اس سے کیا تعلق۔۔۔۔؟؟"

"تعلق ہے۔۔۔ بہت گہرا تعلق ہے۔۔۔" وہ اب اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور شیلف سے جا کر ایک گلاس اٹھایا

"آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ صاف صاف کہیں۔۔۔" احتشام کے ہاتھوں سے گلاس کو دوبارہ شیلف پر رکھ دیا اور کندھے سے پکڑ کر اس کا چہرہ اپنی طرف کیا

"بات صاف ہے آفرین۔۔۔ جس راستے پر ہم ان سالوں سے چل رہے تھے۔۔ جس دلدل میں ہم دھنستے ہوئے بھی اپنے آپ کو پاک صاف گمان کرتے تھے، اسی دلدل میں جب ہمارا بیٹا پھنس گیا تو ہمیں کیوں برا لگ رہا ہے؟ آخر اس نے بھی تو وہی راستہ چنا جو کئی برسوں سے ہم چنتے آ رہے تھے۔ آخر اس نے بھی تو ہماری طرح حرام کو حلال پر فوقیت دی۔ جب ہم اپنے آپ کو اس گناہ سے نہ بچا

سکے۔ اُس کے سامنے وہ گناہ کرتے رہے تو پھر بھلا ہم اُس کو کیسے برا کہہ سکتے ہیں۔۔'' اس کی باتوں کو سن کر آفرین کو شاک لگا۔ شاید وہ صحیح کہہ رہا تھا مگر حقیقت کو جھٹلاتے ہوئے کہا

''لیکن احتشام۔۔۔ اتنے سالوں تک اس نے اپنی حفاظت تو کی تھی ناں۔۔۔ تو پھر اُس رات کیوں نہ کر سکا؟ کیوں اپنے آپ کو ان حدوں کو پار کرنے دیا جو کبھی ہم نے بھی نہیں کی۔۔۔ہاں میں مانتی ہوں۔۔۔ جو کچھ ہم نے کیا وہ غلط تھا۔۔۔ مگر یہ بات آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی کہ ناں آپ نے اپنی حدوں کو پار کیا اور نہ میں نے اپنی لمٹس کراس کیں۔۔۔''

''ایسا تمہیں لگتا ہے آفرین۔۔۔ مگر ایسا ہے نہیں۔۔۔۔ جب ہم اس کے سامنے ہوتے ہوئے بھی اس کے ساتھ نہیں تھے تو تم اپنے آپ کو کیسے بری الذمہ قرار دے سکتی ہو۔ اس نے جو گناہ کیا۔۔۔ اسے وہ گناہ کرنے پر مجبور کرنے والے ہم دونوں ہیں۔۔ سنا تم نے۔۔۔ ہم دونوں۔۔۔ آج ہماری وجہ سے اس نے وہ سیاہ سیاہی اپنے منہ پر ملی ہے۔ صرف اور صرف ہماری وجہ سے۔۔۔ اور کیا کہا تم نے۔۔۔ اس نے اپنے آپ کو سمیٹ کر رکھا۔۔۔ بچا کر رکھا۔۔۔ نہیں آفرین نہیں۔۔۔ وہ تو کبھی اپنا دامن گناہوں کے دلدل سے بچا ہی نہ سکا۔ وہ تو ہر پل برائی کرتا رہا۔۔۔ مگر ہم نے کبھی دھیان ہی نہیں دیا۔ بلکہ اس کو اور بڑھاوا دیتے رہے۔ اس کی ہر برائی کو اس کی خوبی قرار دیتے رہے۔۔۔ اس کی برائی ہماری نظروں میں اس کا confidence تھا۔ اس کی خامیاں ہمارے نظروں میں اس کی پرسنیلٹی کا حصہ تھی۔ اس کا بولڈ ہونا ہماری نظروں میں آج کے دور کا لازمی جزو تھا۔۔۔'' وہ کہتا جا رہا تھا اور آفرین خاموشی کے ساتھ اس کی باتیں سنتی جا رہی تھیں۔

''دیکھو آفرین۔۔۔ جب ہم خود اس گناہ میں مبتلا تھے تو بھلا کیسے اپنے بیٹے کی برائی کو دیکھ سکتے تھے؟ اگر اس کو برا بھلا کہتے تو وہ ہم سے سوال کرتا۔ آخر ہم بھی تو اسی راستے کو اختیار کیے ہوئے تھے۔۔۔ فقط اپنے آپ کو تسلی دینے کی خاطر ہم نے کبھی اس کی طرف دھیان ہی نہیں دیا۔ ہمیشہ اس کی برائیوں کو بڑھاوہ دیا۔ روز روز نئی لڑکی کے ساتھ ڈیٹ پر جانا۔۔۔ اس کے ساتھ رومانوی باتیں کرنا۔۔۔ سیلفی لینا۔۔۔ فیس بک پر اپلوڈ کرنا۔۔۔ یہ سب کیا تھا؟ کیا یہ برائی نہیں ہے؟۔۔۔'' ایک پل کے لئے خاموشی چھا گئی

''یہ گناہ کی طرف پہلا قدم تھا آفرین۔۔۔ جو اُس نے آج سے کئی سال پہلے اٹھایا تھا۔ اس وقت ہم نے تو نہیں روکا اسے۔۔۔ اور نہ ہی برا بھلا کہا۔۔۔ بلکہ یہ کہہ کر اس کی حوصلہ افزائی کی کہ یہ تو آج کے دور کی ضرورت ہے۔ اسے ایسا ہی ہونا چاہیئے۔۔۔ اور پھر ہر بار اس کو کریڈٹ بھی تو دیتے تھے۔۔۔ اور بڑے مان سے کہتے تھے کہ حازق اگر پیسے ختم ہو گئے تو اور لے لینا۔۔۔ تمہیں پیسوں کی کمی نہیں ہونی چاہیئے۔۔۔ لیکن آفرین۔۔۔ کیا ہم نے کبھی اس سے یہ پوچھا کہ وہ یہ سب پیسے کہاں، کیسے، اور کس طرح خرچ کرتا ہے؟ نہیں۔۔۔ آفرین۔۔۔ نہیں۔۔۔ ہم نے کبھی نہیں پوچھا۔۔۔ بلکہ ہم تو پوچھنا ہی نہیں چاہتے تھے۔ اس کو بتانا ہی نہیں چاہتے تھے کہ وہ جو کر رہا ہے وہ سب گناہ ہے۔ ایسا کرنے سے فقط بدنامی ملے گی۔۔۔ اور کچھ نہیں۔۔۔ مگر ہم نے اسے نہیں بتایا۔۔۔ اور نہ ہی کبھی اسے روکا۔۔۔'' آفرین کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری تھے۔ شاید وہ سمجھ چکی تھی۔ آنکھیں جھکائے اپنے آپ کو ملامت کر رہی

تھی کہ آخر کیوں اس نے ایک ماں کا فرض نہیں نبھایا۔ کیوں اپنی ممتا میں کمی رکھی جس کی وجہ سے آج اس کا بیٹا اس سے اتنا دور ہو گیا کہ آنکھیں اٹھانے کے بھی قابل نہ رہا۔

''آفرین۔۔۔ماں باپ کا کام تو اپنے بچوں کو دنیا کی برائیوں سے روکنا ہوتا ہے۔ اچھائی اور برائی میں فرق بتانا ہوتا ہے۔ مگر ہم نے کبھی ایسا نہیں کیا۔۔۔ ہم نے کبھی اپنے بیٹے کو ہدایت کا راستہ نہیں دیکھایا۔ ہمیشہ برائی کی دعوت دی۔ خود بھی گناہ کرتے رہے اور اسے بھی گناہ کی دعوت دیتے رہے۔ بچے تو ماں باپ کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔۔۔ اور ہمارا حازق۔۔۔۔۔۔ وہ بھی تو ہمارے دیکھائے گئے راستے پر چل کر اس گھناؤنے فعل تک پہنچا۔۔ اگر ہم نے اسے پہلا قدم ہی اٹھانے سے روک لیا ہوتا تو شاید آج وہ اتنے حدوں کو کبھی کر اس نہ کرتا۔۔۔'' دکھے دل سے وہ کہتا جا رہا تھا۔ آنکھوں میں نمی غالب آئی تو الفاظ معدوم ہونے لگے۔ آفرین کی آنکھوں سے بھی رم جھم شروع ہو گئی۔

☆ ☆ ☆

رافدہ سیڑھیوں میں بیٹھی اسی رات کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ شاید اب بھی وہ اپنے آپ کو حازق کی بانہوں میں محسوس کر رہی تھی۔

''رافدہ۔۔۔۔'' ایک غضب ناک آواز اس کی ساعت کو چیرنے لگی۔ پلٹ کر دیکھا تو سامنے حفلت کھڑا تھا

''تم۔۔۔۔۔ تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا۔۔۔ بولو کوئی کام تھا۔۔۔'' حفلت کو دیکھنے کے بعد بھی اس کے چہرے پر کوئی تاثر نہ ابھرا

''کیوں کیا تم نے یہ؟'' وہ دانت بھینچ کر پوچھ رہا تھا

''کیا کیا میں نے؟'' اس نے انجام بنتے ہوئے کندھے اچکائے

''زیادہ انجان بننے کی کوشش مت کرو رافدہ۔۔۔۔ تم اچھی طرح جانتی ہو کہ میں کس بارے میں بات کر رہا ہوں۔۔'' اس نے دھیمے لہجے میں اپنے جذبات کو قابو کرنا چاہا

''حفلت۔۔۔ میں سچ میں نہیں جانتی کہ تم کس بارے میں بات کر رہے ہو۔۔۔'' اس نے ایک بار پھر کندھے اچکائے

''میں تمہاری اور حازق کی بات کر رہا ہوں۔۔۔ اُس رات۔۔۔'' اس نے اپنے الفاظ ادھورے چھوڑ دیئے

''اچھا۔۔۔ اس رات کے بارے میں پوچھ رہے ہو۔۔۔'' اس نے ایسے سانس لی جیسے کوئی سر سے بوجھ اتر چکا ہو

''وہ تو میری زندگی کی حسین ترین رات تھی۔۔۔'' خوابوں میں کھوتے ہوئے کہا

''کیا بکواس کر رہی ہو تم۔۔۔ تم جانتی بھی ہو تم نے کیا کیا؟۔۔۔ تم نے تاباں کی زندگی برباد کر دی۔۔۔ اور تاباں کو چھوڑو تو تم نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا؟ بولو۔۔۔ جواب دو۔۔۔ کیوں کی میرے ساتھ بے وفائی؟'' اس کے شانوں سے پکڑ کر اس کے وجود کو جھنجوڑنے کی کوشش کی

''بے وفائی۔۔۔کون سی بے وفائی۔۔۔کس وفا کی بات کر رہے ہو تم؟''اس نے ایک پل میں ہی حفلت کو پرایا کر دیا۔اور اس کے ہاتھوں کو بری طرح جھٹک دیا

''رافدہ۔۔۔''وہ جھلا کر بولا

''come on yaar۔۔۔اب اتنے ہائپر ہونے کی کیا ضرورت ہے۔۔بس رات ہی تو سپینڈ کی ہے میں نے حازق کے ساتھ۔۔۔''

اس کے اس رویے کو وہ برداشت نہ کر سکا اور ایک طمانچہ اس کے دائیں رخسار پر دے مارا

''تمہارے لئے یہ صرف۔۔۔بس۔۔۔ہے؟؟؟''وہ غرایا تھا

''تم نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا۔۔۔تمہاری ہمت کیسے ہوئی؟''وہ پہلے والی رافدہ نہیں تھی۔۔۔اس کی آنکھوں میں ایک عجب سا ہی جلال تھا۔وہ دہکتی آنکھوں سے اس کو دیکھنے لگی

''میری محبت کا جو مذاق اڑائے،اس کے ساتھ میں ایسا ہی کرتا ہوں۔۔۔''اسی لہجے میں جواب دیا

''کس محبت کی بات کر رہے ہو تم؟زیادہ اوور سمارٹ بننے کی کوشش مت کرو۔۔میں اچھی طرح تمہیں اور تمہاری محبت کو جانتی ہوں۔۔۔تمہیں دکھ اس بات کا نہیں کہ میں نے تم سے بے وفائی کی بلکہ دکھ اس بات کا ہے کہ تمہارے علاوہ کسی اور کو اپنے قریب آنے دیا۔۔۔''حفلت کو آئینہ دیکھایا تو وہ اپنا عکس برداشت نہ کر سکا۔

''رافدہ۔۔۔''ایک بار پھر ہاتھ اٹھانے کی ناکام کوشش کی مگر رافدہ نے اس کو جھٹک دیا

''اب دوبارہ ہاتھ اٹھانے کی کوشش بھی کرنا۔۔۔ورنہ مجھ سے برا نہیں ہو گا کچھ بھی۔۔۔''وہ غرائی تھی

''اور تم نے کیا سمجھا تھا کہ میں تمہارے ساتھ۔۔۔تمہارے ساتھ عشق لڑاؤں گی۔۔۔یُو آر مائے فُٹ۔۔۔''وہ استہزائیہ انداز میں کہہ رہی تھی

''میں نے تو پہلے دن سے ہی حازق کو چاہا تھا مگر وہ تھا کہ میری طرف دیکھنے سے بھی عاجز تھا۔تب میں نے اس تک پہنچنے کے لئے تمہارا استعمال کیا۔۔۔ورنہ تم کہاں اور حازق کہاں۔۔۔نہ تو تمہارے پاس حازق جیسا حسن ہے اور نہ ہی اس جیسے نین نقش۔۔تم تو اس کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتے۔۔۔بلکہ تم کیا۔۔۔کوئی بھی خوبصورتی میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔۔۔سنا تم نے۔۔۔''ایک پل کے لئے اس نے توقف کیا

''میں تو بہت پہلے ہی اسے پا لیتی مگر تاباں درمیاں میں آ گئی۔میری دوست تھی اس لئے میں نے اپنی چاہت کو قربان کرنے کے لئے بھی تیار ہو گئی مگر جب اس نے حازق کے فادر کے ساتھ رنگ رلیاں منانا شروع کر دیں تو پھر میں کیوں پیچھے رہتی؟جب وہ اپنی خواہش پوری کر سکتی ہے تو میں کیوں نہیں۔۔۔اور پھر اس رات۔۔۔جو کچھ ہوا۔۔۔وہ حازق نے کیا ہے میں نے نہیں۔۔۔میں نے تو

بس اس کا ساتھ دیا ہے۔۔سنا تم نے۔۔۔" یہ کہہ کر وہ وہاں سے پلٹی مگر سامنے ایک بار پھر تاباں کو پایا۔ایک نظر اس کے استفہامیہ چہرے پر دوڑائی اور پھر گردن جھٹک کر وہاں سے چل دی۔

☆ ☆ ☆

نہر کنارے ایک بار پھر اپنی تنہائی کو بانٹنے وہ اس شام موجود تھی۔سورج کی سست رفتاری، سرمئی رنگ کے بادلوں کا جھرمٹ اس کے غم کو کم کرنے میں ناکام تھے۔آنکھوں میں موجود سپنے تو جیسے کہیں کھو سے گئے تھے۔ہاتھوں میں موجود دو چار کنکریاں پانی میں جانے کے لئے بے تاب تھیں مگر اسے ہوش کب تھا؟ آنکھیں پانی کی خاموش لہروں کو سمجھنے کی کوشش میں تھیں تو سانسیں چلنے کا سبب پوچھ رہی تھیں۔جب خواہش ہی ختم ہو چکی تو ان کے چلنے کا بھلا کیا جواز بنتا ہے؟ انہیں تو تھم جانا چاہئے تھا۔رک جانا چاہئے تھا۔اس کے وجود کو زمین کے اوپر نہیں بلکہ منوں مٹی تلے ہونا چاہئے تھا مگر افسوس صد افسوس محبوب کی طرح موت بھی اس سے خفا تھی۔آخر اداس لمحوں میں کون کسی کو گلے لگاتا ہے۔موت بھی انہی لوگوں کو آتی ہے جو اس سے بے خبر ہوتے ہیں۔اس کی پرواہ کرنے والے بس دعاؤں میں مانگتے ہی رہ جاتے ہیں جبکہ اس نے تو ایک بار بھی اسے نہیں مانگا تھا بس خواہش تھی جو دل میں معدوم ہو کر رہ گئی۔ہوا کے پروں پر سوار اس کی زلفیں کبھی اٹھکیلیاں کرنے کی کوشش کرتیں مگر ہر شرارت پہلے سے زیادہ پھیکی محسوس ہوتی۔خود ہی وقت کے ساتھ ساکن ہو جاتیں۔ایسا محسوس ہوتا جیسے ان سے بھی اٹھکیلیاں کرنے کی وجہ چھین لی گئی ہو۔سب کچھ بے معنی تھا۔جینے بھی۔۔۔سانس لینا بھی۔۔۔اب تو بس کاروائی تھی جو اسے پورا کرنی تھی۔آنکھوں کی کشش بھی اب بے معنی سی تھی۔کسی کو اپنا بنانے کی خواہش کیسے اپنوں کو پرایا کر گئی۔محبت کی راہوں کو تلاش کرنے کی خواہش کیسے دامن میں کانٹے بچھا گئی۔کانٹے بھی ایسے جن میں نہ تو محبت تھی اور نہ ہی نفرت۔۔۔نہ ہی وہ انہیں اپنا کہہ سکتی تھی اور نہ ہی پرایا۔بس ایک انجانا سا رشتہ۔۔۔ایک انجانہ سا احساس۔۔۔نہ ہی اپنائیت اور نہ اجنبیت۔۔۔قسمت کے ستم تھے یہ یا پھر مہربانیاں۔۔۔؟عشق کی راہ۔۔آگ کا سمندر ہوتی ہے۔یہ تو سنا تھا مگر خشک سالی کا بسیرا بھی ہوا کرتی ہے یہ پہلی بار دیکھا تھا۔عشق میں اکثر آنسو ملتے ہیں مگر یہاں تو آنسو ہی نہیں تھے۔۔۔یا پھر خشک ہو چکے تھے۔وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔وقت ٹھہر سا گیا تھا۔ایسے میں کسی کے وجود کی گرمی نے اس کے وجود کو جھنجوڑا مگر اب اسے اس گرمی کی ضرورت نہیں تھی۔موسم کی شدت اکیلے برداشت کرنا تو جیسے قسمت میں لکھ دیا گیا تھا۔وہ احساس قریب سے قریب آتا گیا۔وہ محسوس کر سکتی تھی مگر دیکھنا گوارا نہیں تھا۔وقت بیتتا گیا۔قدم اٹھتے گئے مگر کچھ لمحوں بعد جیسے سب کچھ تھم گیا۔اس نے آگے بڑھنا بند کر دیا۔مسافت ختم ہو گئی۔لہروں میں سکوت آ گیا۔رینگتا سورج بھی کچھ لمحوں کے لئے جمود کا شکار ہو گیا۔سرمئی رنگ کے بادل جو اتنی دیر سے اس پر سایہ کئے ہوئے تھے، اچانک چھٹ گئے۔شام کی سرخی نے اس کے وجود پر اپنا عکس ڈالا مگر کوئی آواز اس کی سماعت تک نہ پہنچی۔ایک کے بعد ایک لمحہ بیتتا گیا مگر ہر شے پر جمود رہا۔خود اس کی سانسیں بھی منجمد ہو گئیں۔آخر خود ہی اس نے اپنے حواس کو مجتمع کیا۔

" جہاں سے آئے ہو لوٹ جاؤ۔۔ " بنا جانے کہ کون اس کے پیچھے کھڑا ہے، اس نے کہا تھا

"جہاں سے آیا ہوں، وہیں تو لوٹ رہا ہوں بس فرق صرف اتنا ہے کہ منزل بہت گمنام ہو چکی ہے۔۔کچھ بھی دیکھائی نہیں دے رہا، دھند نے سب کچھ دھندلا کر رکھ دیا ہے۔۔۔" حازق کی آواز اس کی سماعت کو چیرتے ہوئے دل میں اترنے لگی، دل آنسوؤں سے بھر گیا مگر اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور ہاتھ میں موجود کنکریوں کو وہیں پھینک دیا۔ اور دائیں ہاتھ کے سہارے سے کھڑی ہوئی اور اپنا چہرہ اس کی طرف کیا۔

"جو بھی ہو۔۔۔ اب تمہیں وہیں رہنا ہے۔۔۔ یہاں تمہارے لئے اب کوئی جگہ نہیں۔۔۔ کوئی جگہ نہیں۔۔۔"ٹوٹے، بکھرے جذبات نہ جانے کیسے مجتمع ہو گئے؟ وہ بس کہتی جا رہی تھی

"عشق کی منزلیں ہی کچھ ایسی ہوتی ہیں حازق۔۔۔ کب، کون ساتھ چھوڑ جائے، پتا ہی نہیں چلتا۔۔۔ مجھے تم سے کوئی گلہ نہیں۔۔۔ گلہ ہے تو خود اپنے آپ سے۔۔۔ کہ میں نے عشق کیا ہی کیوں؟ اور وہ بھی تم سے۔۔۔ حالانکہ تمہاری زندگی تو میرے سامنے تھی۔۔۔ اور پہلا جملہ جو تم نے مجھ سے کہا تھا۔۔۔ کیوں اسے بھول گئی؟ آخر کیوں۔۔۔؟؟ کیوں سب کچھ جانتے بوجھتے تمہیں دل دے بیٹھی؟ کیوں تمہاری ذات سے متعلق خوابوں کے تانے بانے بنتی رہی۔۔۔ کیوں؟" آواز میں درد تھا۔ مگر وہ بول رہی تھی شاید اس لئے کہ آگے بولنے کا موقع ملے بھی یا نہیں۔۔۔ وہ اپنا سارا دکھ آج نکال دینا چاہتی تھی

"تمہیں جو کہنا ہے کہو۔۔۔ میں تم سے کچھ نہیں کہوں گا۔۔۔"اس نے بس اتنا ہی کہا تھا

"کچھ کہنے کو بچا ہی کیا ہے جو میں کہوں۔۔۔؟ اور کہوں بھی تو کس رشتے سے؟"وہ پوری طرح بکھر چکی تھی

"محبت کے رشتے سے۔۔۔؟" حازق نے کہا تھا

"وہ محبت جس پر تمہیں یقین نہیں۔۔۔ جس میں پیدا ہوئی ایک خلش۔۔۔ کسی تیسرے کو ہمارے درمیان لے آتی ہے۔۔۔" تاباں نے جواب دیا

"دوستی کے رشتے سے۔۔۔" دوسرے رشتے کا سہارے لیتے ہوئے کہا

"وہ دوستی۔۔۔ جس میں فقط خواہشوں کا عمل دخل ہوتا ہے۔۔۔ کبھی میرے ساتھ تو کبھی رافدہ کے ساتھ۔۔۔" اس رشتے کو بھی اس نے ماننے سے انکار کر دیا

"رشتوں سے محروم ایک ذات کے رشتے سے۔۔۔" درد آویزاں ہونے لگا تھا

"وہ محرومی۔۔۔ جس کی کمی کسی نامحرم کے پہلو میں پوری ہو جاتی ہے۔۔۔؟؟" ایک بار پھر اس نے اس کے جواز کی دھجیاں اڑا دیں

"ایک انسان کے رشتے سے۔۔۔" وہ بھی ٹوٹ چکا تھا۔ آخری رشتہ پیش کیا کہ شاید اس رشتے کا وہ پاس رکھ لے

''وہ انسان۔۔۔ جس کے نزدیک محبت کی کوئی اہمیت ہی نہیں۔۔۔ محبت میں ملے دھوکے کی کمی، شراب کے نشے میں بہک کر اپنی ذات کو نیلام کرنے سے پوری کر دیتا ہے۔۔۔''اس بار بھی اس کی شنوائی نہ ہوئی۔ دونوں پوری طرح ہار چکے تھے۔ کوئی رشتہ اب باقی نہیں بچا تھا۔ دونوں ایک دوسرے کے بالمقابل کھڑے تھے مگر دونوں میں صدیوں کی مسافت تھی۔ بظاہر ایک فٹ کا فاصلہ نوری سال سے بھی زائد تھا۔ آنکھوں میں چمکتے آنسو کسی بھی لمحے بارش کی بوندوں کی شکل اختیار کر سکتے تھے۔

''کیا معافی نہیں مل سکتی؟'' نظریں جھکاتے ہوئے اس نے کہا تھا

''معافی۔۔۔۔۔۔۔۔۔!!''اس نے طنزیہ کہا

''معافی کا تو سوال اس وقت پیدا ہو گا جب مجھے تم سے کچھ گلہ ہو گا۔ یا میں تم سے ناراض ہو نگی۔ مجھے نہ تو تم سے گلہ ہے اور نہ میں تم سے خفا ہوں۔ ساری غلطی فقط میری ہے۔۔۔ صرف میری۔۔۔ ہو سکے تو تم مجھے معاف کر دو۔۔۔'' اس نے اپنے دونوں ہاتھ جوڑ لئے

''تاباں۔۔۔''اس نے چھونا چاہا مگر تاباں نے اس کے ہاتھ جھٹک دیئے

''نہیں۔۔۔ اب اور نہیں۔۔۔ یہ حق اب کسی کو نہیں ہے۔۔۔''اس نے ایسے کہا جیسے کوئی گناہِ عظیم ہو۔

''میری ذات تک اب کسی کو بھی رسائی حاصل نہیں۔۔۔ کسی بھی نہیں۔۔۔ اب مجھ میں اور حوصلہ نہیں ہے کہ مزید درد سہہ سکوں، ایک بار ہار چکی ہوں دوبارہ ٹوٹنے کا حوصلہ نہیں ہے مجھ میں۔۔۔ پلیز چلے جاؤ یہاں سے۔۔۔ اور ہو سکے تو پھر کبھی مت آنا میرے پاس۔۔۔ کبھی نہیں۔۔۔ میں تمہارا تو سامنا کر سکتی ہوں مگر اپنی محبت کا نہیں۔۔۔ اُس محبت کا نہیں جس نے مجھ پر بھروسہ نہیں کیا۔۔۔ جس نے اپنے آپ کو نہیں میری ذات کو نیلام کیا۔۔۔ نہیں ہے مجھے میں حوصلہ۔۔۔ نہیں ہے مجھ میں حوصلہ۔۔۔''وہ پوری طرح بکھر چکی تھی۔ ایک شکست خوردہ شخص کی طرح اس کے پاؤں میں گر کر دعائیں مانگ رہی تھی

''تمہیں منتیں کرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔ تم کہتی ہو تو چلا جاتا ہوں۔۔۔ مگر پلیز مجھے معاف کر دو۔۔۔''

اس نے آخری بار اپنے گناہوں کی معافی مانگی تھی

''ٹھیک ہے۔۔۔ تمہیں معافی چاہئے ناں۔۔۔''وہ ایک فیصلہ کرتے ہوئے کھڑی ہوئی تھی، آواز کا ابھار ظاہر کر رہا تھا اس نے کوئی مضبوط فیصلہ کیا ہے

''مل جائے گی تمہیں معافی مگر ایک شرط ہے۔۔۔''

''شرط۔۔۔ کون سی شرط؟''اس نے بغور تاباں کی طرف دیکھا تھا

''تم رافدہ سے شادی کر لو۔۔۔ جس وقت تم نے رافدہ کو اپنے نکاح میں لیا، اسی وقت میں اپنے اوپر ہوئے ہر ظلم کو معاف کر دو نگی۔۔۔ تمہیں بھی۔۔۔ اور قسمت کو بھی۔۔۔'' یہ کہنے کی دیر تھی کہ وہاں سے چلی گئی۔ بنا اس کی رضا جانے۔۔۔ وہ وہاں سے چلی

گئی۔ حازق۔۔۔ اس کی تو جیسے سانسیں اٹک گئیں مگر اسے اپنی سانسوں کی نہیں، تاباں کی معافی زیادہ عزیز تھی۔ اس کی پرچھائی کے اوجھل ہونے سے پہلے وہ بھی ایک فیصلہ کر چکا تھا۔

☆ ☆ ☆

سرخ رنگ کی شیروانی پہنے وہ وہ سٹیج پر بیٹھا دوسروں سے داد وصول کر رہا تھا۔ احتشام اور آفرین بھی اس کے ساتھ ہی تھے۔ بظاہر ان کے چہرے پر مسکراہٹ تھی مگر اندر کی کس کو خبر۔۔۔ حازق کے فیصلے کے سامنے انہوں نے بھی گھٹنے ٹیک دیئے۔ اور اس کی ہاں میں ہاں ملا دی۔ مگر جو خوشی والدین کو اپنے اکلوتے بیٹے کی شادی پر ہوتی ہے وہ دونوں اس خوشی سے محروم تھے۔ شائد یہ بھی کفارے کا حصہ تھا۔ اس گناہ کا کفارہ جو وہ اتنے سالوں سے کرتے آرہے تھے۔ جب انسان گناہوں کے دلدل میں دھنس جائے تو سب سے پہلے خوشیوں کی روح چھین لی جاتی ہے۔ بظاہر اس کے آس پاس خوشیوں کا ڈیرہ رہتا ہے۔ مگر ان خوشیوں کی روح اس سے چھین لی جاتی ہے۔ سب خوشیاں بے معنی سی لگتی ہے۔ دیکھنے والوں کو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے اس جیسا خوش نصیب شائد پوری دنیا میں کوئی نہیں مگر حقیقت میں اس جیسا بدنصیب پوری دنیا میں کوئی اور نہیں ہوتا۔ جس کی چوکھٹ پر خوشیاں دستک دیتی ہیں مگر وہ ان کا ذائقہ چکھنے سے قاصر ہوتا ہے۔ ایسا ہی ان کے ساتھ ہو رہا تھا۔ حازق کے سر پر سہرا سجا ہوا تھا۔ ساتھ ہی رافدہ دلہن بنی بیٹھی تھی مگر کسی کے چہرے پر کوئی رونق نہیں تھی۔ سب کچھ بے معنی تھا۔ سب کٹھ پتلی کی طرح ناٹک پر ناٹک کئے جا رہے تھے۔ حازق کی نظریں بار بار دروازیں کی جانب اٹھتیں مگر جس کا انتظار تھا، اس کا انتظار ہی رہا۔ جس کے کہنے پر وہ یہ شادی کر رہا تھا وہی وجود اس کے سامنے نہ تھا۔ ایک رات نے اس کی زندگی کو برباد کر کے رکھ دیا۔ کچھ ہی دیر میں نکاح خواں نے دونوں کا نکاح پڑھا دیا۔ اب کسی حد تک اس غلطی کی تلافی ہو چکی تھی۔ اگر اس گناہ سے کسی زندگی کو وجود ملتا تو شاید اب اس کو لوگوں کے طعنے نہ سہنے پڑتے۔ نکاح کے ساتھ ہی اس کے سر سے بوجھ اتر گیا۔ وہ بوجھ جو اس رات سے متعلق تھا۔ جو بوجھ تاباں اپنے کندھوں پر برداشت نہیں کر سکتی تھی مگر ان سب میں ایک بوجھ اب بھی اس کے کندھے پر تھا۔ جسے اتارنا باقی تھا۔

''کار تیار ہے۔۔۔!!'' احتشام نے اس سے کہا تھا۔ وہ دونوں اپنی شادی کی پہلی رات فارم ہاؤس میں منانے جا رہے تھے۔ اس فارم ہاؤس میں جہاں وہ گناہ سرزد ہوا تھا۔ آنکھوں میں بے یقینی کچھ لمحوں کے لئے معدوم ہو گئی۔ اس نے گردن اٹھا کر اپنے ساتھ چلتی ہوئی لڑکی کو دیکھا جو اب اس کی بیوی بن چکی تھی۔ خوش دیکھائی دے رہی تھی۔ سرخ لہنگے میں اس کا وجود نکھرا ہوا تھا۔ مگر یہ نکھرا وجود بھی اس کے دل میں ہلچل پیدا نہ کر سکا۔ جذبات جب پہلے ہی ٹھنڈے ہو چکے ہوں تو کسی کا روپ کوئی اثر نہیں رکھتا۔ گناہ کا راستہ اپنانے والے بھلا حلال کی لذت کو کیسے محسوس کر سکتے ہیں؟

☆ ☆ ☆

رات کی تاریکی میں اس نے اپنے کو مزید اندھیرے میں قید کیا ہوا تھا۔ ہر طرف تاریکی تھی۔

''آج میرا نکاح ہے۔۔۔ اگر ہو سکے تو آجانا۔۔۔ میں تمہارا انتظار کروں گا۔۔۔''اس کے یہ الفاظ کانوں میں زہر کی طرح گھلتے جا رہے تھے۔ اس وقت تو اس نے بڑی آسانی سے کہہ دیا کہ جاؤ۔۔۔ رافدہ سے شادی کر لو۔۔۔ مگر ابھی چند گھڑیاں ہی گزری تھیں کہ اس کے آنسو سیلاب کی سی صورت اختیار کر گئے۔ دل کرچیوں کی طرح بکھر چکا تھا۔ درد سے اس کی ذات معدوم ہو چکی تھی

''حازق۔۔۔۔۔۔۔۔۔!!''وہ روتے ہوئے اسے پکار رہی تھی

''کیوں کیا تم نے ایسا؟ کیوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟''وہ اندھیرے میں جواب تراش رہی تھی

''کیسے جیوں گی میں تمہارے بنا؟ کیسے ؟؟؟؟؟؟؟''خود اس کو اپنے سے جدا کر کے اب اس سے جواب مانگ رہی تھی۔ ہاتھوں میں اب بھی اس کی شادی کا کارڈ تھا

''اب تک تو تم مجھ سے بہت دور جا چکے ہونگے۔۔ بہت دور۔۔۔۔۔۔۔۔''اس کا دل بھر آیا تھا۔ ایک ہلکی سی روشنی کارڈ کے ایک لائن کو روشن کر رہی تھی

نکاح۔۔۔۔۔۔۔۔۔نو بجے

دیوار پر موجود گھڑی دس بجنے کا اعلان کر رہی تھی

''سب رشتے ختم ہو چکے۔۔۔ سب رشتے۔۔۔۔۔۔۔۔''وہ زندگی سے دلبر داشتہ ہو چکی تھی

''اب کچھ بھی باقی نہیں رہا۔۔۔۔۔۔۔۔''وہ کہتی جا رہی تھی اور آنکھوں سے آنسوؤں کو بہاتی جا رہی تھی۔ آخر کار ایک فیصلے کے ساتھ اس نے اپنے آنسوؤں کو انگلیوں کے پوروں کے ساتھ پونچھا۔۔۔ وہ جان چکی تھی، اب اسے کیا کرنا ہے؟

☆ ☆ ☆

محبت میں ہارے ہوئے شخص کی طرح اس کے قدم اٹھتے چلے گئے۔ آنکھوں میں آنسو معدوم ہو گئے۔ دل کی نگری میں بسے خیال آخری بار اس کو الوالداع کہنے آنکھوں کے سامنے آ گئے۔ وہ حسین رات۔۔۔ جو وہ دونوں ساتھ تھے۔ صرف وہ دونوں۔۔۔ آسمان سے گرتی بارش۔۔۔ ایک دوسرے کے جسم سے نکلتی چاہت کی حدت۔۔۔ وہ پہلا احساس۔۔۔ جو اس وقت انہوں نے محسوس کیا تھا۔ باہنوں میں ایک دوسرے کی رات بسر کرنے کا احساس۔۔۔ سب کچھ آنکھوں کے سامنے تھا۔ ہلکی پھلکی نوک جھونک۔۔۔ سماعت میں گونجنے لگی مگر قدم ایک ثانیے کے لئے بھی نا رکے۔ ان کا کام تھا آگے بڑھنا۔ وہ وہ آگے ہی بڑھتے جا رہے تھے۔ ساری سیڑھیاں وہ چڑھ چکے تھے۔ بس اب سیدھا آگے بڑھنا باقی تھا۔ سو وہ اپنا کام کر رہے تھے۔ آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ اس ذات کو زندگی کی محرومیوں سے دور لے جا رہے تھے۔ سب رشتوں سے دور۔۔۔ وہ رشتے جن کا سکھ اسے آج تک نہیں ملا۔ جس کی کمی ہمیشہ ایک انجانے احساس کی طرح اس کے ساتھ رہی۔

اس ذات نے آسمان کی طرف دیکھا تو فقط اندھیرے نے استقبال کیا۔ دائیں دیکھا تو رشتوں سے الجھتی زندگی کو پایا، بائیں دیکھا تو محبت میں ملی شکست کھڑی تھی۔ پیچھے دیکھا، سب رشتے بہت دور جا چکے تھے اور جب نیچے دیکھا تو بیس فٹ کی مسافت تھی، جو اسے طے کرنی تھی۔ اپنے دونوں ہاتھوں کو ہوا کے پروں پر سوار کیا اور اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ بچپن سے جوانی تک اور پھر جوانی سے اس گھڑی تک کی ساری زندگی کسی فلم کی ریل کی طرح اس کے ذہن میں چل رہی تھی۔ سب کچھ واضح تھا۔ کون غلط تھا؟ کون صحیح؟ سب کچھ معلوم ہو چکا تھا۔ مگر اب یہی آخری راستہ بچا تھا۔ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔ گھٹ گھٹ کر جینے سے بہتر ہے انسان موت کی آغوش میں چلا جائے۔ کم سے کم ہر گھڑی مرنا تو نہیں پڑتا۔ اس ذات نے بھی یہی طریقہ اپنایا۔ ہواؤں کی سرگوشی بڑھنے لگی۔ وہ اس سے کچھ کہنے کی کوشش کر رہی تھی مگر یہ ذات سننے سے قاصر تھی۔ آخری بار گہرا سانس لیا گیا اور اگلا قدم اٹھا لیا گیا۔ سب کچھ ختم ہو گیا۔ ہواؤں کی سرگوشی بھی ختم ہو گئی۔ رات کی تاریکی میں ایک اور محبت کی داستان اپنے انجام کو پہنچے بغیر صفحہ ہستی سے مٹ گئی۔ ہوا نے جو اس کی سانسوں کو ٹٹولنا چاہا تو ہاتھ میں موجود ایک کاغذ آزاد ہو کر دور چلا گیا۔ جیسے وہ بھی اس سے خفا ہو گیا۔

☆ ☆ ☆

''میں خود غرض نہیں۔۔۔ نہ ہی حالات سے منہ موڑ کر موت کو گلے لگایا۔ بس یہ سمجھ لو۔۔ میری زندگی ہی اتنی تھی۔ سانسوں نے اتنی ہی مہلت دی تھی۔ مجھے معلوم ہے، میری موت تمہارے وجود کو ایک بار ضرور جھنجوڑے گی مگر میری طرف دے دیئے گئے آخری دکھ کو سمجھ کر بھول جانا۔ تم سے ملنے سے پہلے میں مجھے عشق کے بارے میں کچھ معلوم نہیں تھا۔ یہ عشق کیا ہوتا ہے؟ اس کا مطلب کیا ہے مگر تم سے ملنے کے بعد سب کچھ سمجھ آتا گیا مگر جب نے اس کی حقیقت نے میرے دل میں جگہ بنائی۔۔ تب تک بہت دیر ہو چکی تھی۔ اتنی دیر کہ واپسی ممکن ہی نہیں تھی۔ اس خط میں زیادہ الفاظ لکھ کر تمہارے آنسوؤں کو ضائع کرنا میرا مقصد نہیں۔۔۔ اس لئے آخری بار تم سے التجا ہے کہ مجھے معاف کر دو اور میری ایک بات۔۔۔ آخری خواہش سمجھ کر مان لینا۔

میرے جانے کے بعد کسی سے عشق مت کرنا۔ یہ عشق کا راستہ بڑا پر خار ہے۔ ایک بار پھر اس راستے پر چل کر اپنے دامن کو چاک مت کرنا۔

تمہاری چاہت

تمہارا حازق

یہ خط پڑھتے ہوئے آج بھی اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ آج بھی اس کی آنکھوں کے سامنے وہ سرخ شیروانی میں ملبوس لاش ایک ہاری ہوئی محبت کی یاد تازہ کر رہی تھی۔ ماضی کی یادوں نے ایک بار پھر اس کی دل کی دیوار کو نم کرنا چاہا مگر ایک آواز نے اسے ایسا کرنے سے روک دیا

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود آل ٹائم بیسٹ سیلرز:-

"تاباں۔۔!! چلو دیر ہو رہی ہے۔۔ تمہیں معلوم ہے ناں۔۔۔ آج ہمیں نیو یارک جانا ہے۔۔"

"یس ڈیڈ۔۔ بس ابھی آئی۔۔۔" اس نے آخری بار اس خط کو الوداع کہا اور وارڈروب کی تہوں میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دفنا دیا۔

"کتنی پیاری لگ رہی ہے ہماری بیٹی۔۔۔" آفرین نے اسے دیکھتے ہی نظریں اتاری

"بالکل ہمارے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" احتشام کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گئے۔ دونوں اس کا مطلب سمجھ چکی تھی

"اب بس۔۔ موم اینڈ ڈیڈ۔۔۔ جانا نہیں ہے کیا۔۔۔ بس دو گھنٹے بعد فلائیٹ ہے۔۔۔" حالات کو سنبھالتے ہوئے اس نے عجلت سے کہا اور اپنا سوٹ کیس اٹھایا

"او۔۔ میں بھول گیا۔۔۔" اپنے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا

"آپ ابھی سے بھولنے لگے گئے۔۔۔ جب بوڑھے ہو جائیں گے تو کیا ہو گا؟" تاباں کی بات پر دونوں ہنس پڑے اور ایک نئے سفر پر نکل پڑے۔

ختم شد

اِس ناول پر آپکی قیمتی رائے کا انتظار رہے گا۔۔